www.iqbalkalmati.blogspot.com

نئی صلیبی جنگ اور اسامہ

طالبان امریکہ جنگ .... کروسیڈ یا جنگ عظیم

(امکانات .... انکشافات)

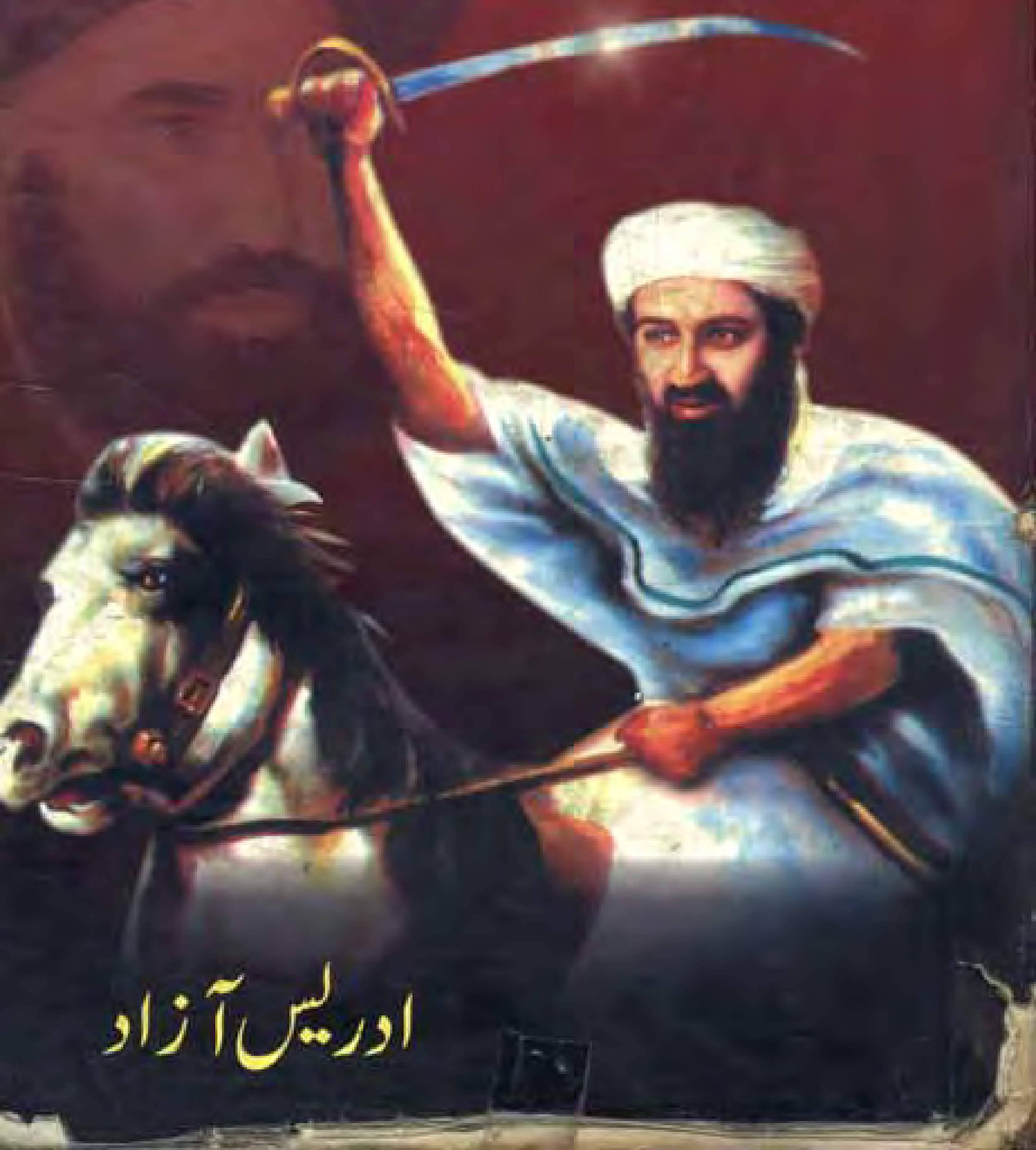

ادریس آزاد

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فہرست

۱-	حرفِ آغاز	۹
۲-	جنگِ عظیم سوئم کا روزِ اول (۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء)	۱۹
۳-	تفتیش	۳۳
۴-	الزامات، دعوے اور فتوے	۴۷
۵-	اسامہ بن لادن	۵۹
۶-	القاعدہ	۸۵
۷-	افغانستان	۹۸
۸-	طالبان	۱۱۱
۹-	طالبان کی جنگی قوت	۱۲۴
۱۰	خلیفہ راشد ملا محمد عمر	۱۲۶

www.iqbalkalmati.blogspot.com

۱۱-	صیہونی منصوبہ	۱۴۰
۱۲-	خدائی منصوبہ	۱۵۵
۱۳-	حکومت پاکستان کا کردار	۱۶۷
۱۴-	ہماری سالمیت مذہب سے ہے یا مملکت سے؟	۱۷۵
۱۵-	مغربی دانشور کیا کہتے ہیں؟	۱۸۸
۱۶-	طالبان امریکہ جنگ	۲۰۰
۱۷-	تیسری جنگ عظیم آخری جنگ عظیم	۲۱۶
۱۸	اسامہ بن لادن کا انٹرویو	۲۲۵
۱۹	جنگ اور امن (نظم) خالد علیم	۲۳۹

حرف آغاز

الحمدللہ...... مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں اسلام کے ہراول دستے میں جہاد کرنے والے بہت سے نامور مجاہدین سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکا ہوں- قندھار میں امیر المومنین ملا عمر مجاہد سے مصافحہ کی سعادت میرے لیے ایک عظیم سرمایہ افتخار ہے- اسامہ بن لادن کے تربیتی کیمپ معسکر خالد بن ولید میں کمانڈر سعد' کمانڈر راشد' کمانڈر فاروق عبداللہ جیسے جنگجو مجاہدین اسلام کے ساتھ ایک دسترخوان پر خشک پنیر' دال چاول اور قہوہ پینے کا شرف بھی مجھ جیسے گنہگار شخص کو حاصل ہوا ہے- اسامہ بن لادن کے گوریلا ساتھیوں ابوایمن اور ابومحلحل کے ساتھ بگرام کے محاذ پر ایک ٹینک کے اندرونی کیبن میں بیٹھ کر گپ شپ اور تبادلہ خیال کا موقع بھی مجھے ملا ہے- انڈین ایئر لائن کے طیارے کے اغوا میں ملوث کمانڈر ابراہیم اور اغوا کے نتیجے میں رہا کروائے جانے والے عظیم مجاہدین اسلام مولانا مسعود اظہر اور برطانوی مسلم نوجوان شیخ عمر کی زیارت اور چند لمحوں کی گفتگو کی سعادت بھی حاصل کر چکا ہوں اور اس بات پر بھی مجھے فخر ہے کہ میرے قبیلے کے زیادہ تر نوجوان امارت اسلامیہ افغانستان کے تحفظ کے لیے افغانستان کی بے آب و گیاہ پہاڑیوں پر سرد اور خشک ہواؤں کے تھپیڑوں میں شب و روز اسلام کے باغیوں اور دشمنوں پر گولے برسانے میں مصروف ہیں- میرے ماموں زاد بھائی کمانڈر یعقوب شہید جنہوں نے کابل کے قریب قلعہ صراد بیگ پر داد شجاعت دیتے ہوئے ابدی زندگی کو گلے سے لگایا' کی یاد میں میری زندگی کا انمول

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سرمایہ ہے- میرا چھوٹا بھائی حافظ جنید احمد اور برادر نسبتی کمانڈر اکرم ضرار تاجکستان کی سرحد پر ''دریائے آمو'' کے کنارے دشمن کی پیش قدمی کو دلیری سے روکنے والوں میں پیش پیش ہیں- چند روز قبل مجھے اپنے برادر نسبتی کمانڈر اکرم ضرار کا دستی خط موصول ہوا جس میں اس نے لکھا کہ......

''ہم تاجکستان کی باؤنڈری پر ہیں- سامنے امارت اسلامی کی باغی فوج اور بائیں طرف دریائے آمو کے اس پار روس کی ریڈ آرمی کے مورچے ہیں- دشمن کے ساتھ جان توڑ مقابلے ہو رہے ہیں- مزار شریف میں طالبان نے ایک بہت بڑی بغاوت ناکام کر دی ہے- دو دن پہلے باغی فوج نے صبح سات بجے ہم پر ایک زبردست حملہ کیا- دشمن کے ٹینک ہمارے مورچوں کے بالکل قریب آ پہنچے- لیکن مجاہدین نے آگ اور بارود کے ساتھ دشمن کا استقبال کیا اور اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا- ہمارے تین ساتھی شہید ہوئے- جبکہ دشمن کے بیسیوں نوجوان مارے گئے- آج رات ساڑھے گیارہ بجے ہم نے بہت بڑی خوشخبری سنی کہ ہمارے دو عرب مجاہد ساتھیوں نے کیمرہ بم کے ذریعے احمد شاہ مسعود کو جہنم واصل کر دیا' اگرچہ اس فدائی حملے میں یمن کے دو بہترین مجاہد بھی شہید ہو گئے- ہمارے آس پاس سب ساتھیوں کے مورچے ہیں- عرب سے آئے ہوئے مجاہد' مصر' عراق' برطانوی مجاہدین' برمی حتیٰ کہ چین سے آئے ہوئے مسلمان مجاہد بھی ہمارے شانہ بشانہ دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں-

ہم بہت خوبصورت علاقے میں ہیں- ایک طرف تاجکستان کے اونچے پہاڑ' درمیان میں پھلوں سے لدے درختوں سے اٹا گھنا جنگل' ہمارے قدموں تلے زرخیز مٹی کا سرسبز پہاڑ جس میں خوبصورت چشمے اور شفاف پانی کی نہریں بہتی ہیں- ہم ہر روز دوپہر کے وقت نہر کے ٹھنڈے پانی سے نہا کر نماز ظہر کی تیاری کرتے ہیں-

لیکن مجاہد دنیا کے ساتھ اس گہرے تعلق کے باوجود بھی میں نے یہ کتاب لکھتے ہوئے اللہ کے دربار میں باوضو ہو کر وعدہ کیا تھا کہ میں صرف اور صرف حقائق لکھوں گا اور میں نے اپنا وعدہ نبھانے کی بھرپور کوشش بھی کی ہے- اس کتاب کے مواد کی تلاش کے دوران میرا جن مصنفین اور تبصرہ نگاروں سے واسطہ پڑا ان کے اقتباسات پڑھ کر مجھے اس حیرت سے بھی دوچار ہونا پڑا کہ بعض لوگ محض حالات حاضرہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے لوگوں کی نفسیات کو مدنظر رکھ کر ہنگامی قسم کی کتابیں بھی لکھ دیتے ہیں- اسامہ بن لادن کے نام سے بکنے والی دو تین کتابوں کے مصنفین نے اسامہ کی زندگی کے کوائف جمع کرتے ہوئے بے پناہ مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے- بقول شاعر

''بڑھا بھی لیتے ہیں کچھ زیب داستاں کے لیے''

میں نے اپنی اس تصنیف میں شب و روز ایک کر کے ایسے ایسے نایاب حقائق جمع کرنے کی کوشش کی ہے جنہیں امید واثق ہے کہ پذیرائی ملے گی-

نئی عیسوی صدی اور نئی عیسوی ہزاروں کا آغاز جس برق رفتاری سے ہوا ہے اس نے ایک دم ساری دنیا میں ہنگامی صورت حال پیدا کر دی ہے- مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کے جنوب تک پورے کرہ ارض پہ کھلبلی سی مچ چکی ہے- پانچ سو سال پہلے سرد پڑ جانے والے اسلامی جذبہ جہاد نے پورے طمطراق کے ساتھ مسلمانوں کے دلوں میں دوبارہ جنم لے لیا ہے- یہ جملے لکھنے سے پہلے آج جب میری نظر اخبار کے صفحہ پر پڑی تو میں نے پنجاب یونیورسٹی کی طالبات کو ایک تصویر میں بینر اٹھائے ہوئے دیکھا جس پر تحریر تھا ''جنرل مشرف چوڑیاں پہن لیں- قوم کی مائیں بہنیں جہاد کرنے کے لیے تیار ہیں''

میرے بدن نے بے اختیار جھرجھری لی اور فرط جذبات سے آنکھوں میں آنسو امڈ آئے-

پوری قوم بلکہ پورا عالم اسلام صدر بش کے منہ سے نکلنے والے صلیبی جنگ کے الفاظ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پر برافروختہ ہے اور عالم کفر کے ساتھ ایک عظیم فیصلہ کن اور آخری معرکہ لڑنے کے لیے تیار ہے- افغانستان پر امریکی جارحیت کے خلاف پوری دنیا کے مسلمان سڑکوں پر نکل آئے ہیں اور اپنی اپنی حکومتوں کے بکاؤ حکمرانوں کے خلاف غم وغصہ کا اظہار کر رہے ہیں- کوئٹہ' پشاور' ہنگو' باجوڑ اور پاک افغان طویل ترین سرحد پر بسنے والے جنگجو مسلمان قبائل امریکہ اور اس کے حمایتیوں کے خلاف غصے سے پھٹ جانے کی کیفیت میں ہیں- جلسے جلوسوں پر پاک آرمی گولیاں چلا رہی ہے- ملک کی حالت بھی پہلی مرتبہ ہاتھ سے نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے- جبکہ ہمارے حکمران اب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ جہاد کا جذبہ رکھنے والے صرف آٹھ دس فیصد لوگ ہیں- مذہبی رجحان کے مالک جنرل محمود اور جنرل عثمانی کو برطرف کر دیا گیا ہے- پاکستان کے سب سے بڑے دفاعی ہیڈ کوارٹر جی ایچ کیو میں تخریب کاری کی واردات ہو چکی ہے- افغانوں کے ساتھ دشمنی مول لے کر جنرل مشرف نے پاکستان کو چاروں طرف سے غیر محفوظ کر لیا ہے- کشمیر میں لڑنے والی مجاہد تنظیمیں ''جیش محمد''، ''حرکتہ المجاہدین''، ''حرکتہ الجہاد اسلامی'' وغیرہ اپنے اپنے سپاہیوں کو افغانستان میں امریکہ سے لڑنے کے لیے طلب کر چکی ہیں- کشمیر کی تحریک آزادی کمزور پڑ چکی ہے اور انڈیا پاکستان کے حالات سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہر وقت تیار بیٹھا ہے- چاروں طرف سے غیر محفوظ پاکستان کے اندر بلوے اور فسادات ہو رہے ہیں- گولیاں چل رہی ہیں- بینک اور عمارتیں جل رہی ہیں' کراچی' کوئٹہ اور پشاور میں کرفیو کا سماں ہے-

اس تمام صورت حال کے باوجود ہمارے حکمران ایک ہی رٹ لگا رہے ہیں'' ہماری جان پاکستان' سب سے پہلے پاکستان'' جنرل مشرف اپنی تقریر اور پریس کانفرنس میں بار بار یہی کہہ رہے ہیں کہ میں نے امریکہ کی حمایت اور طالبان کی مخالفت صرف اور صرف پاکستان کی سلامتی کے لیے کی ہے' یہ کیسی سلامتی ہے جس نے واحد اسلامی ایٹمی طاقت کو ہر

طرف سے غیر محفوظ کر دیا ہے-

یہ وقت تو عالم اسلام کو متحد کرنے کا تھا- صدر بش اسامہ بن لادن کو ناکردہ گناہ کی سزا دینے کے بہانے سے ایشیا پر اپنی حکمرانی کا خواب پورا کرنے والے ہیں- صدر بش کی تقریر میں ''کروسیڈ'' یعنی صلیبی جنگ کے لفظ نے تمام حقیقت واضح کر دی ہے- پوری دنیا کے مسلمان عوام جس حقیقت کو سمجھ چکے ہیں ان کے حکمران اس سے چشم پوشی کر رہے ہیں- اسلام اور کفر کے درمیان آخری عالم گیر معرکے کا وقت قریب آ پہنچا ہے- آنے والے مورخ کیا لکھیں گے' یہی کہ پاکستان اور حرمین شریفین سمیت دنیا کے تمام مسلم ممالک کے حکمرانوں نے ایک جھوٹ اور پر فریب لبرل ازم کے نعرے کے کریز میں پھنس کر کفر و اسلام کی جنگ میں یہود و نصاریٰ کا ساتھ دیا تھا-

دنیا کے علمائے دین' وہ چاہے جس بھی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں- امریکہ کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری کر چکے ہیں- امریکہ نہتے افغان شہریوں پر ہولناک بمباری کر کے معصوم اور مظلوم عوام کو خاک و خون میں ملا رہا ہے- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

''تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں- جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہو گی تو سارا جسم درد محسوس کرے گا-''

مولانا ظفر علی خان نے کہا تھا:

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستاں کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

لیکن آج لا الٰہ الا اللہ کے نام پر بنایا جانے والا پاکستان صرف اور صرف ''وطن'' کی بات کر رہا ہے- وہی وطن جسے علامہ اقبال نے سب سے بڑا بت کہا تھا اور وطن پرستی کو بت پرستی سے تشبیہ دی تھی-

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

آج پاکستان کے حکمران وطن کے بت کی پوجا کرنے کا درس دے کر مذہب کو کفن میں لپیٹ دینا چاہتے ہیں- پاکستان پر ہی کیا موقوف ماسوائے ایران' عراق' لیبیا کے سب مسلم ممالک یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ بن چکے ہیں- یاسر عرفات جسے آزادی فلسطین کا ہیرو سمجھا جاتا تھا- غیر مسلم لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مسلمانوں کے مفادات سے آنکھیں پھیر چکا ہے- یاسر عرفات کی پولیس نے فلسطین میں نکلنے والے امریکہ مخالف جلوس پر فائرنگ کر کے کئی مسلمانوں کو شہید کر دیا ہے- انڈونیشیا کے مسلمان جھپٹنے پلٹنے کے لیے بے قرار ہیں- لیکن جکارتہ کی امریکہ نواز حکومت نہتے شہریوں پر گولیاں برسا رہی ہے- ایسی دردناک صورت حال تاریخ میں کبھی دیکھنے میں نہیں آئی- یوں لگتا ہے جیسے اسلام کے سپاہیوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کے اپنے حکمران انہیں اپنے آقا امریکہ کے قدموں میں ڈالنا چاہتے ہیں- دنیا کی واحد اسلامی ریاست افغانستان کے ساتھ امریکہ اور برطانیہ کی جنگ دراصل اسلام کے ساتھ عالم کفر کی جنگ ہے- کیونکہ غریب طالبان پیٹ پر پتھر باندھ کر تو گزارہ کر لیتے ہیں جبکہ امریکہ کو رب العالمین ماننے کے لیے تیار نہیں- جو ممالک امریکہ کو رب العالمین یعنی سب کا پالنے والا' قرضے دینے والا' امدادیں دینے والا' اقتصادی پیکج دینے والا' روٹی' کمبل اور مکان دینے والا سمجھتے ہیں- وہ اپنے جھوٹے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو چکے ہیں- لیکن افغانستان کے آزاد فطرت طالبان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مالک الملک اور روزی رساں ماننے کے لیے تیار نہیں اور یہی وہ غصہ ہے امریکہ کے دل میں جو اسے کشاں کشاں طالبان سے لڑنے کے لیے کھینچ لایا ہے- سچ تو یہ ہے کہ صلیبی جنگ شروع ہو چکی ہے- ۱۱ ستمبر کے روز امریکہ میں جو کچھ ہوا وہ اس جنگ کا آغاز تھا اور امریکہ اپنے تمام

غرور اور تکبر کی وجہ سے اندھا دھند غریب طالبان پر چڑھ دوڑا ہے- ایک طرف دولت ہے دوسری طرف بھوک' ایک طرف کروز میزائل ہیں' دوسری طرف ڈنڈے اور غلیلیں' ایک طرف بحری بیڑے ہیں' دوسری طرف بے آب و گیاہ پہاڑ' ایک طرف اندھی طاقت ہے دوسری طرف کامل جذبہ ایمان- علامہ اقبال نے شاید اسی موقع کے لیے کہا تھا کہ

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

امریکہ نے موجودہ جنگ شروع کرنے سے پہلے اس کارروائی کو "آپریشن ان فنٹ جسٹس" (لامحدود انصاف) کا نام دیا ہے- گویا امریکہ اور اس کے اتحادی دنیا میں لامحدود انصاف قائم کرنے نکلے ہیں- ایک ایسا درندہ جس نے دوسری جنگ عظیم میں لاکھوں جاپانی شہریوں کو نگل لیا- جس نے ویت نام' کوریا اور اسرائیل کی مدد سے لبنان میں کئی لاکھ افراد کے خون سے ہونٹوں پر سرخی لگائی- جس نے بوسنیا اور صومالیہ میں ہزاروں نہتے شہریوں کے لہو سے ہاتھ رنگے- وہ امریکہ جس کی تاریخ ظلم' استبداد اور خون ریزی سے بھری پڑی ہے- لامحدود انصاف قائم کرنے نکل کھڑا ہے- انصاف کی پالکی' بحری بیڑوں' ایٹمی آب دوزوں اور بم بار طیاروں پر لاد کر مجرموں تک پہنچانا امریکہ کے لیے کوئی نئی بات نہیں- چین' کوریا' انڈونیشیا' کیوبا' کانگو' پیرو' لاؤس' ویت نام' کمبوڈیا' گرے نیڈا' لبنان' لیبیا' ایل سلواڈور' نکاراگوا' پاناما' سوڈان' افغانستان' یوگوسلاویہ اور عراق امریکہ کے اس طاغوتی انصاف کی کئی کئی قسطیں وصول کر چکے ہیں- یہ صرف دوسری جنگ عظیم کے بعد کی کہانیاں ہیں- اس عرصے میں امریکہ نے دنیا بھر کے بیس ممالک میں بغاوتیں کرائیں اور کم و بیش نصف درجن سربراہان مملکت کو ہلاک کیا- پرل ہاربر کو بہانہ بنا کر روزویلٹ (امریکی بحری بیڑے) نے ہیروشیما اور ناگاساکی کو ڈراؤنے خواب بنا دیا اور اب ۱۱ ستمبر کو بہانہ بنا کر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انصاف کی سوغات بانٹنے والے بش نے ان انسانوں کو چنا ہے جن کے آباؤ اجداد ہ انہیں صرف ایک ہی سبق دے رکھا ہے۔ ''آزادی یا موت'' امریکی انصاف کا اندھا دیو اکثر اپنا ہدف بھول جاتا ہے اور اس کا نشانہ خطا ہو جاتا ہے۔ اس نے قذافی کی گردن اڑ چاہی تو ان کی معصوم بچی لہو میں نہا گئی۔ اس نے صدام حسین کو لقمہ بنانا چاہا اور لیلیٰ بنت عط نامی ایک بے گناہ فنکارہ کو ہڑپ کر گیا۔ اس نے اسامہ پر کروز میزائل داغے تو وہ چاغی کے پہاڑوں میں آ گرے۔ جہاں پاکستان ایٹمی دھماکے کرتا رہا تھا اس نے سوڈان کے خوفنا کیمیکل پلانٹ کا نشانہ لیا اور ادویات بنانے والی ایک فیکٹری کو کھنڈر بنا دیا اور اب انصاف یہ دیو اسامہ کو ڈھونڈنے نکلا ہے اور ڈھونڈنے کا انداز یہ ہے کہ افغانستان کی بے گناہ آبا پر امریکہ کے بمبار طیارے ۲۴ گھنٹے میں مسلسل کروڑوں ڈالر کا بارود برسا رہے ہیں ج سے اب تک سینکڑوں بے گناہ شہری لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ حیرت ہے کہ رمزی یوسف ایمل کانسی اور صادق ہویدا وغیرہ کو کمانڈو ایکشن کے ذریعے گرفتار کر لینے والا امریکہ اسا کو پکڑنے کے لیے معصوم اور نہتے شہریوں کو موت کے پروانے جاری کر رہا ہے اور یہ حیرت ہے کہ قطر کے ایک پرائیوٹ ٹی وی نیٹ ورک کے نمائندے تو بڑے آرام اسامہ کے پاس پہنچ جاتے ہیں لیکن امریکہ کے کمانڈوز ان تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ صا ظاہر ہے کہ امریکہ جان بوجھ کر طالبان کی اسلامی حکومت کو کچلنا چاہتا ہے۔

ادھر پاکستانی حکومت ہر گزرنے والے دن کے ساتھ پہلے سے زیادہ متشدد اور ظا ہوتی جا رہی ہے۔ امریکہ کی نیم برہنہ نوجوان لڑکیاں جو کمانڈوز کے ہمراہ جیکب آباد اڈے پر پہنچ چکی ہیں اور وہ نیکریں پہن کر ورزش کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ یوں لگتا جیسے پاکستان اسلامی ملک نہ ہو بلکہ امریکہ کی کوئی ریاست ہو اور اگر علمائے دین احتج کرتے ہیں تو ان کی اپنی فوج ان پر گولیاں چلاتی ہے۔ گویا پاک فوج اپنے ہی ملک پاکستا

کے باشندوں کے ساتھ جنگ لڑ رہی ہے۔ حالانکہ ٹونی بلیئر اور صدر بش واشگاف الفاظ میں یہ کہہ چکے ہیں کہ افغانستان سے فارغ ہونے کے بعد وہ کشمیر میں دہشت گردی کی سرکوبی کے لیے دہشت گردوں کے ٹھکانوں پر جو پاکستان میں ہیں بمباری کریں گے۔

خدا جانے ہماری فوج کو کیا ہو گیا ہے کہ سب کچھ دیکھتے بھالتے ملک کی شہ رگ پر چاقو رکھ دیئے گئے ہیں۔ حقیقت میں صرف تین چار آدمی ہیں جنہوں نے پوری قوم کو یرغمال بنا لیا ہے۔ جن میں پرویز مشرف کے بعد وزیر خارجہ عبدالستار، وزیر داخلہ معین الدین حیدر، وزیر خزانہ شوکت عزیز اور جنرل راشد قریشی سرفہرست ہیں۔ پوری پاکستانی قوم کا ہر فرد سہما سہما اور خوف زدہ ہے کہ نہ جانے پاکستان کس وقت کن حالات کا شکار ہو جائے۔ پورے ملک میں بڑے پیمانے پر مظاہرے ہو رہے ہیں لیکن حکومت کا کہنا ہے کہ یہ سب لوگ مٹھی بھر ہیں۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔

بات یہ ہے کہ جنگ عظیم کا منصوبہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ رواں دواں ہے اور اس کی تکمیل میں اسلامی ممالک کے غدار حکمران پیش پیش ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بالآخر ہوتا وہی ہے۔ اس جنگ کا انجام بھی گزشتہ صلیبی جنگ سے مختلف نہیں ہوگا۔ یہی وقت ہے ملت اسلامیہ کے تمام مسلمان اپنی اپنی حکومتوں کو انقلابی اقدامات کے ذریعے برطرف کر دیں اور امیر المومنین کے جھنڈے تلے جمع ہو کر ایک مرتبہ پھر قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دیں۔ تاکہ ایک بار پھر زمانہ دیکھے کہ بیت المقدس کے دروازوں پر دستک دینے والا مسلمان خلیفہ ملا عمر ایک بار پھر پہنچ چکا ہے۔

میں نے اس کتاب میں جو کچھ بھی جمع کیا ہے یہ خالصتاً نیک نیتی کے جذبہ کے تحت کیا ہے۔ اس میں قطعاً برننگ ایشو سے فائدہ اٹھا کر کاروبار کرنے کے کسی ارادے کا دخل نہیں۔ جیسا کہ عموماً ایسے حالات میں کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری اس کوشش سے کسی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک بھی مسلمان کے دل میں جہاد کا جذبہ پیدا ہو گیا تو میری محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔

اس کتاب کے اعداد و شمار جمع کرتے ہوئے میرے عزیز قاسم شہزاد نے مجھ سے بھی زیادہ اخلاص کے ساتھ حصہ لیا ہے جس کا احسان شاید میں کبھی بھی نہ اتار سکوں۔ اس کتاب کی اشاعت اور ترتیب و تدوین میں حافظ عبدالرحمٰن اور حافظ ریاض کا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا کہ میرا۔ بعض دوسرے احباب کا بھی شکریہ ادا کرنا میرے لیے ضروری ہے جن میں محمد سلیم سنی، محمد منیر نیاز، مولانا قاری سعید احمد اسد، عبداللہ عادل اور بہت سے دیگر احباب شامل ہیں۔ آخر میں میرے پبلشرز جناب نذیر محمد کا میں بہت ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کار خیر کو سرانجام دیا۔ اللہ ان کو ان کے خلوص اور نیک نیتی کا اجر عطا فرمائے آمین۔

جنگ عظیم سوئم کا روز اول

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء انسانی تاریخ کا سب سے زیادہ یادگار دن شمار ہوگا۔ ہم اسے تیسری جنگ عظیم کا روز اول بھی کہہ سکتے ہیں۔ ۱۱ ستمبر جب پاکستان میں یوم قائداعظم اور عالم اسلام میں یوم صدیق اکبر منایا جا رہا تھا۔ اس وقت دنیا کے سب سے پرہجوم اور پرشوکت شہر نیو یارک میں ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' (WTC) کی پرشکوہ اور فلک بوس عمارت کو ملبے کا ڈھیر ہوتے ہوئے ایک عالم نے دیکھا۔ ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' کے ساتھ ساتھ واشنگٹن میں موجود امریکی وزارت دفاع کی ناقابل تسخیر عمارت ''پنٹاگون'' بھی تباہ کر دی گئی۔ ۲۰۰۱ء اکیسوی صدی کا پہلا سال ہے اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ (USA) اکیسوی صدی کو امریکہ کی صدی پکارنے کا دعوے دار ہے۔ ۱۱ ستمبر کے روز امریکہ کے دشمنوں نے دو عظیم الہیت طیارے ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' کے ایک سو دس منزلہ ٹاور کے ساتھ اندھا دھند ٹکرا دیئے اور ہزاروں زندگیوں کو چشم زدن میں موت کی نیند سلا دیا۔ ان ہزاروں زندگیوں میں امریکیوں کے ساتھ ساتھ ہر ملک کے بڑے بڑے تاجر، سرمایہ دار اور ان کے ملازم شامل تھے۔ تاجروں، سرمایہ داروں، صنعت کاروں اور دولت مندوں کے بہیمانہ قتل تو شروع دن سے ہوتے آئے ہیں۔ ماضی میں موسیٰ، فردکن اور محمد نبی اکرم الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحاریک نے سامراج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور گزشتہ صدی میں چین اور روس کے ساتھ ساتھ کئی دیگر ممالک نے سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف تلوار اٹھائی۔ لیکن عالمی تجارتی ادارہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں ہزاروں سرمایہ داروں کا اس طرح اجتماعی قتل اپنی نوعیت کا ایک ہی واقعہ ہے- عالمی تاریخ کا یہ بدترین شب خون تھا- دنیا کی پہلی جدید ترین خطوط پر منظم لرزہ خیز واردات' جس میں امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک کے محفوظ ہوائی اڈوں سے بیک وقت چار طیاروں کو اغوا کیا گیا اور ان میں سے دو نے نیو یارک کی مشہور عالم عمارت ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' اور ایک نے واشنگٹن میں امریکی فوجی عظمت و جبروت کی مظہر ''پنٹا گون'' کی محفوظ ترین عمارت کے پرخچے اڑا دیئے-

۱۱ستمبر کا سورج امریکی حکومت کے لیے یمراج بن کر طلوع ہوا- امریکہ میں صبح ۸ بج کر ۴۵ منٹ پر زندگی معمول کے مطابق رواں دواں تھی- سرمایہ دارانہ نظام کے سب سے بڑے مرکز اور دنیا بھر کے سودی لین دین کے سب سے بڑے قلعہ ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' میں کاروبار حیات کی گہما گہمی شروع ہو چکی تھی- اہل امریکہ اپنی پرتعیش اور خوش و خرم مصروفیات کا آغاز کر چکے تھے- جب امریکی ائر لائن الیون کا بوئنگ ۷۶۷ جس پر بانوے افراد سوار تھے اور جو ''بوسٹن'' سے ''''لاس اینجلس'' جا رہا تھا- ہائی جیکروں نے ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' کے ایک ٹاور کے شمالی حصے سے ٹکرا دیا- ''خود تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے'' کے مصداق طیارے کے ہائی جیکروں نے اپنے ساتھ ہزاروں دیگر انسانوں کو آن واحد میں موت کی نیند سلا دیا- ٹاور کے ساتھ جہاز بم ٹکراتے ہی امریکہ کی فعال انتظامیہ اور نشریاتی ادارے حرکت میں آ گئے- پلک جھپکتے ہی پورے نیو یارک کے کیمرے تباہی کے منظر پر فوکس (Focus) کر دیئے گئے- شاہراہوں' سڑکوں اور گلیوں کے فٹ پاتھوں پر حیران و ششدر کھڑے امریکی باشندے سکتے کے عالم میں تباہی کے منظر کی طرف متوجہ ہو گئے- پوری دنیا کا نیٹ ورک (Net work) اور جدید مواصلاتی نظام سرگرم ہو گیا کہ اتنے میں ایک اور عظیم الہیت طیارہ ''ٹریڈ سنٹر'' کے دوسرے ٹاور کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا- دیکھنے

والوں کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی- یہ حیرت انگیز سانحہ روئے زمین پر پہلی مرتبہ رونما ہو رہا تھا- کروڑوں انسانوں نے دیکھا کہ دوسرا طیارہ پہلے طیارے سے ٹھیک اٹھارہ منٹ بعد ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' کے جنوبی ٹاور کو پھاڑتا ہوا عمارت میں گھس گیا- یہ ''یونائیٹڈ ائرگن فلائیٹ ۱۷۵'' کا بوئنگ ۷۶۷ تھا- اس پر ۶۵ مسافر سوار تھے اور یہ بھی ''بوسٹن'' سے ''لاس اینجلس'' جا رہا تھا- دوسرا طیارہ جس ڈرامائی انداز میں لایا گیا- اس کی مثال تاریخ شائد کبھی پیش نہ کر سکے- دوسرے طیارہ نے پہلے سے بھی زیادہ زوردار انداز میں تجارتی ادارے کے ٹاور کو ٹکر ماردی- دونوں طیاروں نے عمارت کے درمیانی حصے کو بیخ و بن سے ہلا دیا- عمارت کے وزن نے بیرونی حصے پر دباؤ کو تقسیم کر دیا- وزن کی زیادتی اور آگ کی تپش نے آہستہ آہستہ کام دکھایا اور ٹریڈ سنٹر کے ایک سو دس منزلہ دونوں ٹاورز چند لمحے فضا میں ڈگمگانے کے بعد زمین بوس ہو گئے- پہلا ٹاور گرا تو اس میں موجود ہزاروں انسان ملبے کے نیچے دب کر ابدیت کی نیند سو گئے- کچھ ہی دیر بعد دوسرا ٹاور بھی اپنے قدموں پر کھڑا نہ رہ سکا اور زمین پر آ رہا- صبح ۸ بج کر ۱۸ منٹ پر ضرب کھانے والا ٹاور ۹ بج کر ۴۰ منٹ پر زمین بوس ہو گیا اور ۹ بج کر ۶ منٹ پر دھماکے سے تباہ ہونے والا ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' کا دوسرا ٹاور ۱۰ بج کر ۵ منٹ پر راکھ کا ڈھیر بن گیا- ابھی امریکی باشندے سنبھلے نہیں تھے کہ امریکہ کے پروقار شہر واشنگٹن میں وائٹ ہاؤس سے کچھ فاصلے پر وزارت دفاع کی عمارت ''پنٹا گون'' میں تیسرے اغوا شدہ طیارے نے تباہی پھیلا دیا- یہ امریکن ائیر لائنز کی فلائیٹ ۷۷ تھی اور واشنگٹن سے لاس اینجلس کے لیے روانہ ہوئی- ٹھیک اسی وقت امریکی وزارت خارجہ یعنی ''سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ'' کی عمارت کے سامنے ایک کار بم دھماکے سے اڑا دی گئی ان حملوں کے بعد واشنگٹن میں ہی کانگریس کی عمارت کیپٹل ہل کے نزدیک اور طاقتور بم دھماکہ ہوا اور پھر کچھ وقت کے بعد ''پنسلوانیا'' کی ریاست میں ''ٹپس برگ'' کے قریب ایک اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بوئینگ ۷۴۷ زمین سے ٹکرا کر کریش کر دیا گیا- یونائیٹڈ ایئر لائنز فلائیٹ ۹۳ جو سان فرانسسکو جا رہا تھا اور جس میں ۱۴۵ افراد سوار تھے- یہ امریکہ کی تاریخ کا بدترین دن تھا- وہ ملک جسے اپنی قوت اور جبروت پر بے پناہ ناز تھا- ایک ہی دن میں سارے عالم کے سامنے اپنی ناک کٹوا بیٹھا- امریکہ کی تمام خفیہ ایجنسیاں' انتظامی ادارے ریڈ الرٹ فورسس دیکھتی کی دیکھتی رہ گئیں- دنیا بھر کی سرکاری ایجنسیاں سکتے میں آ گئیں- پنٹاگون کا کنٹرول روم تباہ ہوتے ہی ملک کا دفاعی نظام مفلوج ہو کر رہ گیا- دنیا بھر کا ٹی وی نیٹ ورک (T.V Net work) کرۂ ارض کے باشندوں کو لمحے لمحے کی رپورٹ دکھاتا رہا- گھر گھر میں صف ماتم بچھ گئی- لاشوں کے ڈھیر لگ گئے- نیو یارک کے علاقوں مین ہٹن اور ڈاؤن ٹاؤن میں قیامت برپا تھی- زخمیوں کی چیخ و پکار ملبے تلے دبے لوگوں کی فریادیں اور انتظامی کارروائیاں کرنے والے حواس باختہ امریکی اہلکاروں کا واویلا مسلسل میڈیا پر پیش کیا جاتا رہا- پہلے ٹاور کی تباہی کے وقت پہنچنے والا فائر بریگیڈ کا عملہ دیکھتے ہی دیکھتے زندہ جل گیا- لوگ دیوانہ وار نیو یارک سے باہر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے- کھربوں ڈالر کی جائیدادیں تباہ ہو گئیں- نیو یارک کا ورلڈ ٹریڈ سنٹر جہاں پچاس ہزار سے زیادہ لوگ کام کرتے تھے اور پنٹاگون کی عمارت جہاں تیئس ہزار اہلکار دن کے اوقات میں موجود ہوتے تھے- تاریخ انسانیت کے لیے عبرت کا نشان بن گئے- دنیا بھر میں امریکی افواج اور امریکی شہریوں کے علاوہ صفارتی عملہ کو الرٹ رہنے کا حکم دے دیا گیا- امریکی محکمہ دفاع میزائل ڈیفنس سسٹم تیار کرتا رہا- جبکہ کام دکھانے والے ایوی ایشن اٹیک کر کے مغرور امریکیوں کو لرزہ براندام کر گئے- اعلیٰ سیکورٹی کے دعویدار اور عظیم ترین حفاظتی انتظامات پر ناز کرنے والے امریکہ میں ۱۱ ستمبر کے روز بیک وقت چار طیارے اغوا ہوئے- جن میں مجموعی طور پر ۲۶۶ افراد سوار تھے اور جو ناقابل تسخیر امریکہ کے سینے پر خوف دہشت کی تاریخ رقم کرتے

ہوئے اپنے مسافروں سمیت فنا ہو گئے- دن بھر امریکہ کی فضاؤں میں جنگی طیارے پرواز کرتے رہے- نیو یارک اور واشنگٹن مکمل طور پر امریکی ایئر فورس کے حوالے کر دیئے گئے- اسی روز وائیٹ ہاؤس سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ' کیپٹل ہل اور اسی طرح کی تقریباً آٹھ مرکزی عمارات سے لوگوں کو نکلنے کا ایمرجنسی حکم دیا گیا- ہزاروں افراد نے بھاگتے ہوئے چیخ و پکار' ہڑبونگ اور بدنظمی کا وہ منظر پیش کیا جسے دیکھ کر روح کانپ اٹھتی تھی- صرف ۱۲۰ منٹ پہلے کوئی امریکی جرنیل' مدبر' مخبر' دفاعی ماہر اس منظر نامے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا- سی این این (CNN) کے چوٹی کے مبصرین حیرت سے ہکلاتے رہے کہ چار طیارے جو اندرون ملک پرواز پر تھے- منٹوں کے اندر کس طرح ہائی جیک ہوئے اور کسی روک ٹوک کے بغیر کسی طرح اپنے اپنے اہداف سے ٹکرا گئے- امریکی وزارت دفاع پنٹاگون کی عمارت کو دنیا کی سب سے محفوظ عمارت کہا جاتا تھا- لیکن اس کا نظام مکڑی کا جالا ثابت ہوا- ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' یا پنٹاگون کو کسی میزائل' جنگی طیارے یا ایٹم بم نے تباہ نہیں کیا- بلکہ ایک عام بے ضرر مسافر بردار طیارے نے آن واحد میں ریزہ ریزہ کر دیا- جس کا رستہ روکنے کے لیے کوئی حفاظتی تدبیر' کوئی سیفٹی نیٹ ورک کام نہ آیا- ''ماؤزے تنگ'' نے کہا تھا:

''امریکہ ایک پیپر ٹائیگر ہے''

ماؤزے تنگ کا خیال حرف بحرف درست ثابت ہوا اور وہ کاغذی شیر جسے دنیا سپر پاور کے نام سے پکارتی تھی- اپنے تحفظ میں کچھ بھی نہ کر سکا- تاریخ نگاروں کا خیال ہے کہ دوسری جنگ عظیم میں ''پرل ہاربر'' پر جاپانی حملے کے بعد امریکہ پر یہ دوسرا سب سے بڑا حملہ تھا- امریکی حکومت کی بدنظمی اور پریشان حالی کا یہ عالم تھا کہ امریکی نائب صدر ''ڈک چینی'' وزیر دفاع ''رمزفیلڈ'' دنیا میں دہشت کی علامت سی آئی اے (CIA) کے سربراہ ''جارج ٹینٹ'' اور ایف بی آئی کے چیف ''رابرٹ موئیلر'' منظر سے غائب تھے- کسی کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ کہاں ہیں۔ امریکہ میں پہلی مرتبہ تمام اندرونی اور بیرونی پروازیں بند کر دی گئیں۔ ہوائی اڈے ریلوے اسٹیشن اور پبلک مقامات سیل کر دیئے گئے۔ وزیر خارجہ ''کالن پاول'' پیرو کے دارالحکومت میں تباہی کی خبر سنتے ہی وطن کی جانب بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک ہی دن میں تمام سٹاک' مارکیٹیں اور مالیاتی ادارے ٹھپ ہو گئے۔ ڈالر کی قیمت یک لخت کئی درجوں تک گر گئی۔ تیل کی قیمت بڑھ گئی۔ جبکہ خود دنیا کے سب بڑے عہدہ دار امریکی صدر ''جارج ڈبلیو بش'' جو اس وقت ریاست فلوریڈا کے ایک سکول میں بچوں سے باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت سکتے میں آ گئے جب ان کے چیف آف سٹاف نے قریب آ کر ان کے کان میں سرگوشی کی۔ صدر بش کا چہرہ زرد پڑ گیا' خون خشک ہو گیا اور سر جھک گیا۔ وہ کچھ نہ بولے کچھ دیر بعد ذرا سنبھلے اور اعلیٰ حکام کے ساتھ ہو لیے صدارتی طیارے ''ائیر فورس ون'' پر سوار ہوئے۔ مگر وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ان کی منزل مقصود کہاں ہے۔ ان کے طیارے کو چالیس ہزار فٹ بلندی پر لے جا کر تحفظ جان کی غرض سے بے مقصد اڑایا جاتا رہا۔ امریکی صدر کی سلامتی کی مشیر ''مس رائیس'' وائٹ ہاؤس کے زیر زمین بنکروں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئیں۔ شاید امریکہ پر اس سے زیادہ احساس عدم تحفظ کا دن پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ ٹی وی پر دکھایا جانے والا ہر امریکی چہرہ خوف اور دہشت کی دردناک علامت تھا۔ مین ہٹن' ڈاؤن ٹاؤن اور واشنگٹن کے پنٹاگون میں موت کا رقص جاری تھا۔

ایک سو دس منزلہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تعمیر ''نیویارک ڈرائی پورٹ اتھارٹی'' نے کروائی تھی اور جو دور سے کانچ اور سٹیل کے بنے ہوئے دو بلند ستونوں کی صورت میں دکھائی دیتے تھے۔ جس کی ایک سو ساتویں منزل پر نصب دوربینوں سے پورے شہر کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ نیویارک کے علاقہ ڈاؤن ٹاؤن میں واقع تھے۔ ڈاؤن کے علاقہ کو اپنی فلک بوس عمارتوں'

۴۲ سٹریٹ' ففتھ ایونیو' ایمپائر سنٹر' عجائب گھروں' تھیٹروں اور اقوام متحدہ کی عمارت کی وجہ سے عالم گیر شہرت حاصل ہے۔ دنیا کا اہم ترین کاروباری مرکز ہونے کی وجہ سے یہاں یہودی' چینی' فلپائنی' کورین' جاپانی' ہندو' بنگالی' سکھ' مسلمان' میکسیکن' افریقی' عرب' افغان' پٹھان' ریڈ انڈین' غرض مختلف النسل لوگ آباد ہیں۔ اسی وجہ سے نیویارک کو منی ورلڈ (Mini World) بھی کہا جاتا ہے۔ ڈاؤن ٹاؤن کے علاقے میں اگرچہ رات کے وقت خوب چہل پہل ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ تر کاروبار کا آغاز علی الصبح ہی ہوتا ہے۔ کئی تاجر بیوپاری اور بڑی تجارتی کمپنیوں کے مالک صبح کے وقت لین دین کو اچھا شگون سمجھتے ہیں۔ جس کے بعد وہ با آسانی یورپ اور دیگر ممالک کی تجارتی منڈیوں کی تلاش میں نکل سکتے ہیں۔ چنانچہ علی الصبح نیویارک کے اس علاقے میں لیموزین اور ٹیکسی سروس کے علاوہ پولیس کی ایک بہت بڑی تعداد دکھائی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' کے دوسرے ٹاور سے طیارہ ٹکرانے سے پہلے درمیانی وقفہ میں بہت سے لوگ سنبھل نہیں پائے اور بہت زیادہ جانی و مالی نقصان ہوا۔ ویسے بھی ورلڈ ٹریڈ سنٹر رقبے کے لحاظ سے انتہائی بڑی عمارت تھی۔ اس کا پہلا ٹاور ۱۹۹۰ء میں تعمیر کیا گیا اور دوسرا ۱۹۹۲ء میں۔ دونوں ٹاور ۴۱۰ میٹر بلند تھے۔ دونوں عمارتوں کا الگ الگ رقبہ ۵۰۰۰۰ مربع فٹ تھا۔ دونوں عمارتوں کی کھڑکیوں کی تعداد ۴۳۶۰۰ تھی۔ سنٹر میں دو نمائشی ہال اس قدر بڑے تھے کہ ان میں پندرہ فٹ بال سٹیڈیم سما جائیں۔ تباہی کے وقت سینکڑوں فٹ بلندی پر کھڑکیوں سے جھانکتے ہوئے ہراساں اور حواس باختہ مرد و خواتین اس بٹیر کی طرح دکھائی دیتے جو بلی کے منہ میں پھنس کر دنیا کو آخری نظر سے دیکھتا ہے۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے قریب موجود ۴۷ منزلہ عمارت ''سولومن برادرز بلڈنگ'' بھی تباہ ہو گئی۔ خبر رساں ایجنسیوں کی رپورٹوں کے مطابق ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی سے ۳۰۰۰۰ سے ۵۰۰۰۰ کے درمیان انسان ہلاک ہوئے۔ بعض امریکی اخبارات نے گیارہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ستمبر کے روز ہلاک ہونے والوں کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے کہ شاید مرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ جائے۔

واشنگٹن میں تباہ ہونے والی پنٹاگون کی عمارت بھی کم ہوش ربا نہیں تھی۔ اس عمارت میں امریکی محکمہ دفاع کا صدر دفتر تھا۔ پنٹاگون کا لفظی مطلب پانچ زاویوں والی ہے۔ رقبے کے اعتبار سے پنٹاگون میں نیویارک کی ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ جیسی تین عمارتیں سما سکتی ہیں۔ اس کے پانچ مختلف شعبوں میں سے ہر شعبہ نیشنل کیپٹل جتنا بڑا تھا۔ گویا پنٹاگون کی عمارت اپنے اندر ایک شہر تھی۔ پنٹاگون میں آٹھ ہزار سات سو ستر کاریں سولہ پارکنگ مقامات پر کھڑی کی جاتی تھی۔ دفاتر تک پہنچنے کے لیے ایک سو اکتیس ۱۳۱ مختلف سیڑھیاں استعمال کی جاتیں۔ عمارت میں ۴۲۰۰۰ کلاک' ۶۹۱ آبی فوارے اور ۲۸۴ ریسٹ روم تھے۔ جدید سہولیات کی بدولت اتنی بڑی عمارت کے اندر دو مختلف مقامات کے درمیان آمدورفت میں صرف سات منٹ لگتے تھے۔ یہ عمارت سولہ ماہ کے دوران ۸۳ ملین ڈالر کی لاگت سے پندرہ جنوری ۱۹۴۳ء کو مکمل ہوئی۔ فدائی حملہ کرنے والوں نے تیسرا طیارہ اسی عمارت سے ٹکرایا۔ یہ امریکن ایئر لائنز فلائیٹ ۷۷ کا بوئنگ ۷۵۷ تھا۔ پنٹاگون کی تباہی کے ساتھ ہی امریکی دفاعی نظام بے سہارا ہو گیا۔

اغوا ہونے والے چاروں طیارے تو کریش ہو گئے۔ لیکن اپنے ساتھ ۲۶۶ مسافروں کو بھی راکھ میں تبدیل کر دیا۔ ان مسافروں میں ٹی وی کمنٹیٹر اور وکیل بار براولسن فائیر ڈیپارٹمنٹ کے چیف ''پیٹر گینیسی'' ''تھور ٹیک کارپوریشن'' کے سینئر نائب صدر' جارج یونیورسٹی کے پروفیسر ''لرلی'' فائر فائیٹر چیف آف سپیشل آپریشنز کا انڈرے ڈاؤنی' فرسٹ ڈپٹی کمشنر آف فائر ڈیپارٹمنٹ ''ولیم فی یان'' ایگزیکٹو پروڈیوسر ''ان بی سی فریز'' اور چیف فنانشل آفیسر ایم آر وی شامل تھے۔

ان چار طیاروں کے ہائی جیکروں نے منگل ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے روز امریکہ میں جو تباہی پھیلائی وہ امریکیوں کو قیامت تک نہیں بھول سکتی۔ فرانس کی بین الاقوامی تعلقات کے محکمہ کی سربراہ نے بالکل ٹھیک جملہ کہا۔ "The Amirican super power has been revealed as super fragile" گیارہ ستمبر کے روز امریکہ نے جس قیامت کا سامنا کیا اس کے مناظر دنیا کے ہر شخص نے اپنی نظروں سے دیکھے۔ آگ' شعلے' دھواں' گردوغبار' ملبہ' خون اور راکھ کی اتنی بڑی مقدار پہلے شاید اہل زمین کو دیکھنا نصیب نہ ہوئی تھی۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ٹاورز کی ۹۷'۹۷ لفٹیں بھی عمارات میں موجود افراد کو نہ بچا سکیں۔ ہاں البتہ اس قسم کے مناظر ہالی وڈ کی کچھ فلموں نے کمپیوٹر اور کیمروں کے استعمال سے ٹی وی اور سینما کی سکرینوں پر لوگوں کو دکھا کر شاید ذہنی طور پر تیار کیا تھا۔ چند سال پہلے ہالی وڈ میں تیار کی جانے والی فلم دی سیج (The Seige) جس کا اردو ترجمہ محاصرہ ہے' امریکی باشندوں نے ملاحظہ کی اس فلم میں امریکی دفتر خارجہ اور پنٹاگون پر حملوں کے مصنوعی مناظر فلمائے گئے۔ اس ہولناک فلم میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور دیگر بلند و بالا عمارات کو تہس نہس ہوتے دکھایا گیا اور پھر 35MM کی فلم پر جب ان عمارتوں کی تباہی کے دل دوز مناظر ''بلو اپ'' کیے گئے اور سلور سکرین پر ان کی نمائش ہوئی تو پوری دنیا میں جیسے بھونچال آ گیا۔ اس فلم کے بعض مناظر تو گیارہ ستمبر کے واقعے سے سو فیصد ملتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے اس قسم کی بہت سی فلمیں امریکہ کے باشندوں کو دکھائی جا رہی ہیں۔ کچھ عرصے تک ٹی وی پر بھی ''گاڈزیلا'' کے نام سے ایک خوفناک فلم دکھائی جاتی رہی ہے۔ جس میں دیوہیکل ڈائناسار شہر میں داخل ہو جاتا ہے اور طاقت کے زور پر بلند و بالا عمارتوں کو زمیں بوس کرتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح فلم ''ڈے آفٹر'' میں بھی بڑے سنسنی خیز مناظر ہیں۔ یہ فلم ''کنساس سٹی'' میں موجود امریکہ کے اٹامک سنٹر کی تباہی پر بنائی گئی ہے۔ لیکن گیارہ ستمبر کو جو کچھ ہوا یہ فلمی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سکرپٹ نہیں تھا- یوں لگتا ہے جیسے حملہ آوروں نے اپنی واردات کے مناظر دی بیج‘ گاڈزیلا اور ڈے آفٹر سے لیے تھے اور انہوں نے حقیقی معنوں میں امریکہ کو بدترین شکست وریخت سے دوچار کیا-

۱۱ ستمبر کی امریکی قیامت نے دنیا بھر کے تمام غیرملکی ممالک کو بری طرح سے خوفزدہ کر دیا- حملہ نیویارک اور واشنگٹن پر ہوا- لیکن روس برطانیہ‘ فرانس‘ اسرائیل اور بھارت جیسے ملکوں کو جان کے لالے پڑ گئے- برطانیہ کے ہوائی اڈوں پر چیکنگ سخت ہوگئی- اسرائیل نے زخمی سانپ کی طرح نہتے فلسطینیوں کو ڈسنا شروع کر دیا- بھارت کی ہراساں حالی اور خوف کا یہ عالم تھا کہ بھارت نے اسی روز ہی اپنی افواج کو الرٹ کر دیا- بمبئی میں بحریہ کے ہسپتال میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی- ایک بھارتی فوجی افسر کا کہنا تھا کہ امریکہ کے ساتھ یہ کچھ ہو سکتا ہے تو پھر میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ہماری پوزیشن تو آرام سے بیٹھی بطخوں جیسی ہے جنہیں نہایت آسانی کے ساتھ شکار کیا جا سکتا ہے- بھارتی فوجی ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ وائٹ ہاؤس کو فوجی حفاظت میں لینے کے لیے چار سے پانچ منٹ کا وقت درکار ہے- جب کہ بھارتی دارالحکومت پر اس قسم کے اقدامات کے لیے بیس منٹ سے زیادہ لگ سکتے ہیں- گویا گیارہ ستمبر کا دن صرف امریکہ کے لیے ہی دہشت اور بوکھلاہٹ کا دن نہیں تھا بلکہ پوری غیرمسلم دنیا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی-

امریکہ کے اقتصادی اور دفاعی مراکز پر ہونے والے ان حملوں نے امریکہ کو شدید نفسیاتی دھچکہ لگایا ہے- دراصل امریکی عوام اور حکومت کی اس نفسیاتی شکست وریخت نے سپر پاور کا احساس افتخار بالکل تباہ کر دیا ہے- امریکی صدر نے نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والے حملوں کو اس صدی کی سب سے بڑی جنگ کہا ہے اور اپنی زبانی بیس ہزار انسانوں کی ہلاکت کے اعداد و شمار تسلیم کیے ہیں اور امریکی سٹلائیٹ کا پورا نظام اس موقع پر ناکام رہا- چاروں جہازوں کا ملبہ تو دنیا کو نہیں دکھایا گیا- البتہ ایک جہاز میں تباہی کے بعد ایک ہائی جیکر کا پاسپورٹ امریکہ کے ان مہم جو محکموں کے ہاتھ لگا- امریکی سٹیلائیٹس جہاز کے اندر دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں- اسی طرح پنٹاگون کی عمارت میں یہ انتظام تھا کہ پانچ سو میٹر کے فاصلے تک ہر غیرمعمولی چیز کا نوٹس لیا جا سکے- لیکن پھر بھی محکم دفاع کو ۴۴ ہزار فٹ کی بلندی سے ڈائیو کرتا ہوا جہاز نظر نہ آیا- جسے پنٹاگون کی عمارت تک پہنچنے میں ۲۰ منٹ لگے- امریکی فضا میں سات آٹھ ہزار طیارے ہر وقت اڑتے رہتے ہیں- ان کے روٹس پہلے سے متعین ہوتے ہیں اور اگر کوئی طیارہ ریڈار کی رینج سے باہر نکلتا ہے تو محکمہ ایوی ایشن کا شاف ائیر کرافٹ سے رابطہ کر کے پوچھتا ہے کہ طیارہ رینج سے باہر کیوں گیا- لیکن اس اس موقع پر شاید ایوی ایشن اور ائیر کرافٹ کے اہلکار ابھی بیدار نہیں ہوئے تھے- پھر یہ بھی ہے کہ اتنے بڑے واقعے کا علم تین ہزار فٹ کی بلندی سے پرواز کے نیچے آجانے پر بھی کسی کو نہ ہو سکا- لگتا ہے گیارہ ستمبر کی صبح امریکیوں کا مقدر سو رہا تھا یا پھر ان محکموں کے ذمہ دار افراد کی مرضی شامل تھی- امریکی عمارتوں پر ان حملوں میں ایک بے حد خوفناک عنصر ہوائی بم دھماکوں کا شامل ہوگیا ہے- خودکش بم دھماکے اور فدائی حملے تو پہلے بھی ہوتے رہتے تھے لیکن ہوائی جہاز کو اغوا کر کے اس کو خودکش بم دھماکے کا وسیلہ بنانا ایک انوکھا واقع ہے- اس واقعہ سے جنگ کی ایک نئی طرز شروع ہو چکی ہے- جسے معلوم ذرائع سے روکنا شاید مشکل ہو- یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے حالیہ واقعات کے بعد دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے چالیس ارب ڈالر کی خطیر رقم مختص کر دی ہے- ہائی جیکروں نے اگرچہ چاروں طیارے مختلف اہم عمارات سے ٹکرانے کے لیے اڑائے تھے اور جن میں سے تین نے اپنے اہداف کامیابی سے حاصل بھی کر لیے تھے- لیکن چوتھا طیارہ جو پنسلوانیا میں گر گیا- اخبارات کے مطابق کیمپ ڈیوڈ یا کیپٹل بلڈنگ سے ٹکرانے کا منصوبہ تھا- امریکہ پر حملوں میں چھیاسٹھ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ممالک کے شہری ہلاک ہوئے ہیں- جن میں تین سو سے زیادہ پاکستانی بھی شامل ہیں اور پھر وہ پاکستانی یا مسلمان جو امریکہ میں مقیم ہیں منگل کے روز سے اپنے آپ کو شدید عدم تحفظ کا شکار محسوس کرنے لگے- کیونکہ امریکیوں نے فوری غم و غصے کے نتیجے میں امریکہ میں مقیم مسلمانوں کو بلا جواز انتقام کا نشانہ بنانا شروع کر دیا- اخبارات نے ایسے بہت سے واقعات کا ذکر کیا جن میں مسلمان امریکی باشندوں کو ۱۱ ستمبر کے روز قتل کیا گیا یا ان کی خواتین کی آبروریزی کی گئی- ظاہر ہے امریکی قوم نے اپنے ان دیکھے دشمنوں کے خلاف کسی نہ کسی طرح تو غصہ نکالنا ہی تھا- ان واقعات کی وجہ سے قیامت کا یہ دن مزید دردناک صورت اختیار کر گیا- ایک طرف آگ کے شعلے امریکہ کے سینے پر بھڑک رہے تھے تو دوسری طرف امریکہ کی ریاستوں میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا- دن بھر تمام امریکی باشندے پھٹی پھٹی آنکھیں اور دھواں دھواں چہرہ لیے یہ سوچتے رہے کہ ان کا ناقابل تسخیر وطن جس کی بڑی عمارتیں پہاڑوں کی طرح مضبوط اور ناقابل شکست تھیں کس طرح دھنی ہوئی روئی کی مانند خس و خاشاک ہو گئیں- سیکورٹی کے حوالے سے فول پروف پنٹاگون کو امریکہ کا دماغ سمجھا جاتا تھا- لیکن جن لوگوں نے یہ تباہی پھیلائی انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ امریکی ماہرین سے بھی زیادہ دماغ کے مالک ہیں- امریکیوں کے خوف کا یہ عالم تھا کہ پوری دنیا میں جہاں جہاں امریکی باشندے موجود تھے- انہیں زیر زمین چلے جانے کے آرڈرز دے دیئے گئے- اس روز امریکہ کی طرف آنے والی ہر پرواز کو کینیڈا جانے کی ہدایت کر دی گئی- واشنگٹن اور نیویارک میں تمام سرکاری عمارتوں کو خالی کروالیا گیا- حملوں کے پیش نظر فلوریڈا کے تمام تفریحی پارک بند کر دیئے گئے- امریکیوں کو پاکستان کا سفر کرنے سے روک دیا گیا اور تمام اسلامی ممالک میں موجود امریکی سفارت کاروں کو زیر زمین چلے جانے کی ہدایت جاری کر دی گئیں-

امریکہ میں ۱۱ ستمبر کی قیامت ناقابل یقین حد تک بڑے پیمانے پر برپا ہوئی- ماہرین کا خیال ہے کہ ملبہ ہٹانے کے لیے تقریباً ایک سال کا عرصہ درکار ہے- ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے دور سے ٹاور کی تباہی کے بعد چشم دید گواہوں نے آسمان پر ایک پراسرار "ہیولا حرکت کرتے ہوئے دیکھا جسے ٹی وی کیمروں نے بھی ریکارڈ کیا- بلکہ اسے امریکہ کے ایک بڑے نیٹ ورک فاکس ٹی وی (Fox TV) پر کئی مرتبہ دکھایا گیا- امریکی ماہرین اور تحقیقاتی ایجنسیاں اس پراسرار ہیولے کا معمہ حل نہ کر سکیں- یہ ہیولا دوسرے ٹاور سے طیارے کی ٹکر کے بعد دس سیکنڈ تک دکھائی دیتا رہا- یہ بائیں طرف سے ٹاور کے اوپر تھا اور پھر بڑی تیزی سے دائیں طرف کے ٹاور کے ساتھ گزرتا ہوا کیمرے کی رینج سے نکل گیا- توہم پرست طبقے کی طرف سے اسے جو بھی نام دیا جائے لیکن اسے عزرائیل کا لشکر جرار یا یمراج کی فوج کہنا ہی مناسب ہو گا- ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ٹاورز سے برق رفتار طیارے پوری قوت سے ٹکرائے تو ایک سیکنڈ میں رگڑ کی وجہ سے اونچے درجے کا ٹمپریچر پیدا ہوا- ۱۵۰۰ ڈگری سینٹی گریڈ سے زیادہ کی حدت میں مضبوط فولاد موم کی مانند پگھل گیا اور فلک بوس ٹاورز زمیں بوس ہو گئے- ان ٹاورز کے گرنے سے آس پاس کی مزید چودہ درمیانی قسم کی عمارتیں ملبے کے نیچے دب کر تباہ ہو گئیں- امریکی انتظامیہ تو اپنے طیاروں کے اغوا ہونے کا اس وقت علم ہوا جب "چڑیاں کھیت چگ چکی تھیں" تباہی کے بعد امریکی اٹارنی جنرل جان ایگروف نے چار امریکی طیاروں کے اغوا ہونے کی تصدیق کر دی- ۱۱ ستمبر کے روز پورا دن امریکہ کی فضاؤں میں جنگی طیارے گزرتے ہوئے سانپ کی لکیر پیٹتے رہے- جنگی طیاروں کی گھن گرج اور سائرنوں کی چنگھاڑ کے سوا امریکہ میں کچھ سنائی نہیں دیتا تھا- لوگ دن بھر سرگوشیوں میں باتیں کرتے رہے خوف نے پورے امریکہ کو گرفت میں لے لیا- اسی روز انڈونیشیا میں امریکی سفارت خانے پر حملہ کی کوشش کی گئی اور اسی روز نئی دہلی میں امریکی و

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسرائیلی سفارت خانے خالی کرا لیے گئے۔ تل ابیب کے لیے پروازیں معطل کر دی گئیں۔ یہاں تک کہ کینیڈا اور میکسیکو کے ساتھ فوجوں کو چوکس کر دیا گیا۔ دن بھر جائے وقوعہ پر آگ کے شعلے اور دھوئیں کے بادل اٹھتے رہے۔ ملبہ اٹھانے والی امدادی ٹیموں کے ارکان موبائل ٹیلیفونوں کے ذریعے ملبے کے نیچے دبے بعض افراد کی کالیں موصول ہوئیں۔ جن میں ایک ہی جملہ "مر رہے ہیں۔ خدارا! ہمیں بچاؤ" بار بار سنائی دیتا رہا۔

امریکی صدر نے بھی اس بات کا اظہار کیا ہے کہ پوری امریکی قوم دشمنوں کی طرف سے لگائی گئی اس چوٹ کو ابد تک نہیں بھلا سکے گی۔ یہ دن اپنے ہر ہر سیکنڈ میں کئی کئی امریکیوں کو نگلتا رہا۔ بالآخر شام ۵ بج کر ۲۵ منٹ پر "ورلڈ ٹریڈ سنٹر" کا بچا کھچا ڈھانچہ بھی گر گیا۔ سارا دن ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں موت کی دیوی اپنے سیاہ بال کھولے بھنگڑا ڈالتی رہی۔ امریکیوں کو دوسری جنگ عظیم میں جاپانیوں نے "پرل ہاربر" کے مقام پر جو دھچکہ پہنچایا تھا۔ وہ اس تباہی کے سامنے ہیچ نظر آنے لگا۔

یہ تیسری جنگ عظیم کا پہلا دن تھا۔ جس کی ابتدا دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور امریکہ کے سینے میں دہشت کا خنجر گھونپ کر کی گئی۔

تفتیش

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امریکہ میں ہونے والے یہ واقعات حادثہ نہیں بلکہ کسی ملک یا تنظیم کی سوچی سمجھی کارروائی تھے۔ حملہ ہونے کے فوراً بعد ہی کروڑوں انسانوں نے اپنے اپنے طور پر اس کارروائی کے بارے میں چہ مگوئیاں شروع کر دیں اور اسلام دشمن عناصر نے بغیر سوچے سمجھے ان واقعات کا ذمہ دار مسلمانوں کو ٹھہرانا شروع کر دیا۔ سابق اسرائیلی وزیراعظم "ایہود بارک" نے واقعہ کے ایک گھنٹہ بعد ہر دلعزیز عرب مجاہد "اسامہ بن لادن" اور فلسطینیوں پر الزام لگا کر امریکی رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کی۔ امریکہ کے صدر جارج واکر بش نے بھی بلا تفتیش و تحقیق اپنی پہلی تقریر میں اس واقعہ کی ذمہ داری اسامہ اور طالبان پر ڈالنے کے اشارے دیئے۔ امریکی خفیہ ایجنسیوں نے فی الفور مسلمان عرب اور پاکستانی باشندوں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی اور چند گھنٹوں میں ہی تفتیشی اداروں کے حوالات مسلمان قیدیوں سے بھر گئے۔ امریکی عوام نے جنہیں سب سے زیادہ مہذب ہونے کا دعویٰ ہے۔ پاگل کتوں کی طرح امریکہ میں موجود مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے۔ حتیٰ کہ گیارہ ستمبر کے روز ایک سکھ کو محض اس غلط فہمی کی بنا پر قتل کر دیا گیا کہ وہ داڑھی اور پگڑی کی وجہ سے مسلمانوں کا ہم شکل تھا۔ بعض مسلمان گھروں میں امریکی نوجوانوں کے داخل ہونے کی خبریں شائع ہوئیں۔ جن میں امریکی نوجوانوں نے مسلمان دوشیزاؤں کو انتقامی طور پر جنسی ہوس کا نشانہ بنایا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ ہے ایک جدید ترین ٹیکنالوجی سے آراستہ اور اعلیٰ ترین سائنسی علوم سے پیراستہ مہذب اور طاقت ور ملک کی کسی واقعے کے بارے میں تفتیش کرنے کا ابتدائی انداز۔ چلو ان زیادتیوں کو تو یہ کہہ کر معاف کیا جا سکتا ہے کہ یہ غم و غصے کے فوری ردعمل کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوئیں۔ لیکن امریکی تحقیقاتی ایجنسیاں جن میں سی آئی اے' ایف بی آئی' ایوی ایشن' مواصلاتی ایجنسیاں اور برق رفتار پولیس کے علاوہ بیسیوں سراغ رساں ادارے شامل ہیں اور جن کے کارکنوں کی تربیت انتہائی احتیاط مہارت اور عرق ریزی سے کی جاتی ہے ...... بھی آنکھیں بند کر کے ایک ہی مالا جپتے رہے کہ ان واقعات کے ذمہ دار مسلمان ہیں۔ حالانکہ ان تفتیشی اداروں کے سامنے کئی سراغ تھے۔ جن میں اسرائیل کی خفیہ تنظیم ''موساد'' امریکی ریاستوں کے مابین شدید ترین اختلافات' گوروں اور کالوں کا ازلی تنازعہ' بھارت کی خفیہ ایجنسی ''را'' سابقہ سوویت یونین کی زخم خوردہ ''کے جی بی'' بدنام زمانہ بین الاقوامی جرائم پیشہ تنظیم ''ڈرگ مافیا'' اینٹی جارج بش لابی اور پھر سب سے آخر میں حالات کے مارے ہوئے نہتے فلسطینیوں کے علاوہ اور بھی بہت سے معلوم اور نامعلوم ملک یا تنظیمیں شامل ہیں' عراق نے بھی جارج واکر بش کے باپ بش اول کے ساتھ خاصی بڑی ٹکر لی تھی اور ایرانیوں کے دل میں بھی امریکیوں کے لگائے گئے بہت سے زخم ابھی تازہ ہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ امریکہ کی تمام تر تفتیشی ایجنسیوں نے اندھے کی لاٹھی پکڑ کر ایک ہی واویلا مچائے رکھا کہ ان حملوں کی تمام تر کارروائی کے پیچھے اسامہ اور طالبان کا ہاتھ ہے۔ امریکی تفتیشی اداروں نے اپنی مہم جوئی کے بل پر جو کارنامے دکھائے۔ ان کی تفصیل بڑی عجیب غریب ہے۔ حالانکہ امریکہ جیسے ڈیفنس سسٹم کے مالک ملک کے اداروں کو تو اس قسم کی تخریبی کارروائی کا قبل از وقت علم ہو جانا چاہئے تھا۔ یہ بات تو کسی طرح قابل فہم نہیں کہ امریکہ کا اس قدر جدید ترین جاسوسی کا نظام جو بجلی کی رفتار سے حرکت میں آتا ہے اور سو سال بعد ہونے والے جرائم پر نظر رکھنے کی اہمیت کا حامل ہے' واقع سے کیوں کر لاعلم رہا۔

امریکہ نے ۱۱ ستمبر کی وارداتوں کی جو تفتیش کی اس کا رخ صرف مسلمانوں کی جانب ہے۔ امریکی ہوائی اڈوں سے ۴ جمبو جیٹ طیارے اغوا ہوئے۔ کسی کو کان و کان خبر نہ ہوئی۔ یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ یہ طیارے چند منٹ قبل نہیں بلکہ چند گھنٹے قبل اغواء کیے گئے جبکہ دھماکوں سے قبل طیارے ہائی جیک ہونے کی خبر امریکہ میں کہیں بھی نہیں تھی۔ حالانکہ پورے امریکہ کے ائیر پورٹس کو فی الفور اطلاع ہونی چاہئے تھی۔ ائیر فورس الرٹ ہو جاتی۔ طیاروں کے تعاقب میں کئی لڑاکا طیارے روانہ ہو جاتے امریکہ کا خوفناک میزائل سسٹم اغوا شدہ طیاروں کو راستے میں روک لیتا۔ مگر ایسا کوئی واقعہ نہ ہوا۔ یہ بات بہت پر اسرار ہے۔ امریکی تفتیشی اداروں کی ساری توجہ اسامہ بن لادن پر شبہ کرنے میں مبذول رہی۔ حالانکہ روس کو توڑنے میں امریکی CIA نے جو کام دکھایا۔ روسی KGB مدت سے امریکہ کو اس کا جواب دینے کے لیے بے چین تھی۔ واشنگٹن میں سی آئی اے کے روسی ڈیسک کے انچارج اور ان کی بیگم کئی برسوں سے امریکی تحقیقاتی اداروں کی تحویل میں ہیں۔

کیونکہ ان پر یہ الزام ہے کہ وہ کے جی بی کے لیے کام کرتے تھے۔ امریکہ کی خفیہ ایجنسیاں دنیا بھر کے امور پر توجہ دیتی ہیں۔ ان کے سیلائٹس ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں۔ پھر بھی وہ کچھ نہ جان سکے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ روسی کے جی بی کے علاوہ امریکہ میں ''ڈرگ مافیا'' باقاعدہ ایک متوازی حکومت کا درجہ رکھتی ہے۔ امریکی سیاسی پارٹیاں' سینٹ کے ارکان' کانگرس کے لیڈر' صنعت کار اور بزنس مین زیادہ تر ڈرگ مافیا کے تحفظ میں ہوتے ہیں۔ امریکی صدر اور اہم ترین لوگ بھی ان سے خوف کھاتے ہیں۔ اس مافیا کے اپنے مفادات اور اپنی سیاست ہوتی ہے۔ زیادہ تر ماہرین کا خیال ہے کہ ڈرگ مافیا کی پشت پر یہودیوں کا ہاتھ ہے۔ طیارے اغوا کرنے جیسے جرائم اس مافیا کے لیے چنداں مشکل نہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھر انیٹی جارج بش لا بٹھی تو ہے۔ جس نے امریکی جمہوریت کی تاریخ میں ''الگور'' اور بش کے درمیان صدارتی الیکشن کے دوران بدترین کردار ادا کرتے ہوئے امریکی جمہوریت کو دنیا بھر کے سامنے تماشا بنا دیا۔ دنیا کی اکلوتی سپر پاور کئی دن تک سربراہ مملکت کا فیصلہ نہ کر سکی۔ لیکن امریکی اداروں نے ان میں سے کسی بات کی طرف توجہ نہ دی اور سارے کا سارا الزام اسامہ اور مسلمانوں پر تھوپ دیا۔ امریکہ دراصل طالبان حکومت کی اسلام پسندی سے خائف ہے۔ فروری ۱۹۹۳ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں ہونے والے بموں کے دھماکوں کا ذمہ دار بھی امریکہ نے اسامہ بن لادن کو ہی قرار دیا تھا اور اسی الزام میں اسامہ کے چار ساتھی جن میں رمزی یوسف بھی شامل ہے امریکہ کی جیلوں میں سزائے موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ امریکہ نے بلا تفتیش نہ صرف اسامہ کو مجرم قرار دے دیا بلکہ اس کی گرفتاری کے لیے امریکہ اور طالبان کے درمیان باقاعدہ جنگ بھی شروع ہو چکی ہے۔ بہت سے ماہرین کی یہ رائے ہے کہ یہی ''تیسری عالمی جنگ'' ہے۔

امریکہ کے سابق صدر جیرالڈ فولڈ نے حملوں کا ذمہ دار امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کو قرار دیا اور اعتدال پسند مبصرین مسلسل یہودیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کی تلقین کرتے رہے لیکن امریکی حکومت کی ایک ہی رٹ کہ ان حملوں کے مجرم اسامہ اور طالبان ہیں۔ شاید گیدڑ کو شہر کی طرف کھینچ لانے والی تقدیر ہے۔ مسلمانوں کے ازلی دشمن اسرائیل اور بھارت نے طالبان پر حملہ کرنے کے لیے سب سے پہلے امریکہ کو تعاون کی پیش کش کی۔ بھارت میں جدھ پور کے ہوائی اڈے پر امریکی فضائیہ گھات لگا چکی۔ امریکہ اور طالبان کی یہ ٹکر بظاہر چیونٹی اور ہاتھی کی ٹکر سے مشابہ ہے۔ طالبان پر بے پناہ بم برسائے جا رہے ہیں۔ جبکہ انہوں نے امریکہ کے چار طیارے بھی گرائے ہیں۔ اتنی بڑی جنگی کارروائی محض ایک شخص کو پکڑنے کے لیے کی جا رہی ہے۔ حالانکہ الجزیرہ ٹی وی کے نمائندے بڑے آرام سے اسامہ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ یہودی الگور کو لا کر امریکہ پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ ۱۱ ستمبر سے پہلے تک امریکی صدر بش خارجہ امور سے توجہ ہٹا کر اندرونی بالخصوص اقتصادی محاذ پر سرگرم عمل تھے اور امریکی رائے عامہ کو احساس ہونے لگا تھا کہ مختلف حکومتیں مسلمانوں کو ہدف بنا کر غلطی کرتی رہی ہیں۔ چنانچہ یہ یہودی ہی ہیں جنہیں گیارہ ستمبر کے دھماکوں کا سب سے زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اخبارات نے بار بار یہ خبر شائع کی کہ واقع کے روز چار ہزار یہودی ٹریڈ سنٹر سے چھٹی پر تھے اور اس دن ان کی کوئی مذہبی تقریب نہیں تھی۔ یہودی ان حملوں کے ذریعے کئی مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ایک طرف تو وہ فلسطینیوں، کشمیریوں، افغانیوں اور عراقیوں کے علاوہ دیگر مسلمانوں کے خلاف امریکی حکومت اور عوام کی نفرت میں اضافہ کرنا چاہتے تھے یا دوسرے الفاظ میں دنیائے اسلام سے امریکہ کو لڑا دینا چاہتے تھے تو دوسری طرف امریکی حکومت اور معاشرے کو عدم استحکام سے دوچار کر کے ایک بار پھر یہودی اقتصادی قوت اور یہودی میڈیا پر انحصاری کی سابقہ پولیسی کا تسلسل چاہتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہودی مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین دشمنی برقرار رکھنے کے لیے اس طرح کی کارروائیاں ماضی میں بھی کرتے رہے ہیں اور اب وہ پہلے سے بھی زیادہ اس کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ صرف یہودی ہی امریکہ کے اندرونی نظام اور دفاعی سلامتی اور مواصلاتی منصوبہ بندی کے ماہر ہیں اور اسے ناکارہ بنانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ وہ امریکہ کے ہر ادارے میں گھسے ہوتے ہیں اور جس کامیابی کے ساتھ امریکہ کے دشمنوں نے کارروائی مکمل کی اور ساتھ ہی ایہود بارک نے فوری طور پر اسامہ کو موردالزام ٹھہرایا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انہیں یہودیوں کا کارنامہ ہے۔

امریکہ کو چاہیے تھا کہ صیہونی تحریک پر کڑی نظر رکھتا۔ لیکن امریکہ نے یہودیوں کے بتائے ہوئے سراغ پر چل کر جس حماقت کا ثبوت دیا ہے۔ اس کا خمیازہ پوری غیر مسلم دنیا کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھگتنا پڑے گا کیونکہ صدر بش نے ۱۱ ستمبر کے روز ''کروسیڈ'' کا لفظ استعمال کر کے سرد صلیبی جنگوں کے بازار کو ایک بار پھر گرم کر دیا- پچھلی مرتبہ کروسیڈ کا اختتام صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں عالم کفر کی شکست اور بیت المقدس کی آزادی پر ہوا تھا- اس وقت بھی برطانیہ' فرانس' جرمن' بیلجیم اور اٹلی جیسے بڑے بڑے ملک متحد ہو کر آئے تھے اور شام کے ساحلوں پر لنگر انداز ہوئے تھے اور پھر ایک طویل جنگ کے بعد ایوبی سے منہ توڑ ضرب کھا کر ان اتحادیوں کو شرمندہ و دل فگار لوٹنا پڑا-

صدر بش نے کروسیڈ یعنی صلیبی جنگ کا لفظ استعمال کر کے پوری ملت اسلامیہ کو ایک مرتبہ پھر للکارا ہے- اس مرتبہ سلطان صلاح الدین ایوبی کی جگہ جلیل القدر فرزند اسامہ بن لادن اپنے تربیت یافتہ ساتھیوں اور طالبان کے ہمراہ عالم کفر کی اتحادی فوجوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے-

یہ بات کہ یہودی عالم اسلام کو عیسائیوں کے ساتھ لڑوانا چاہتے ہیں خاصی قابل فہم ہے گزشتہ کچھ عرصے سے فلسطین کے بارے میں امریکہ کی پالیسی ایک مثبت رخ اختیار کرتی نظر آ رہی تھی- بعض مغربی نشریاتی اداروں نے دھیمے سروں میں فلسطینیوں کی مظلومیت کے مناظر دکھانا شروع کر دیئے تھے- چند روز قبل امریکی اخبار ''ٹوڈے'' (Today) میں اسرائیل اور یہودیوں کے خلاف ایک تند و تیز مضمون شائع ہوا تھا- اس جیسا ترش رو مضمون قبل ازیں امریکہ میں شاید شائع نہ ہوا- اس مضمون پر یہودیوں نے اخبار کے ایڈیٹر کے نام ہزاروں خطوط لکھے جو گالیوں اور دھمکیوں سے بھرے ہوتے تھے- چنانچہ یہ امکان کیسے رد کیا جا سکتا ہے کہ امریکی حکومت کو صحیح ٹریک پر آنے سے روکنے کے لیے ''جہاز بموں'' کی سازش تیار کی گئی ہو- تاکہ نہ صرف فلسطینیوں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں اور امریکیوں کے درمیان نفرت کی خلیج حائل کی جا سکے- عظیم امریکی سانحہ رونما ہونے کے بعد مغربی ذرائع اور ابلاغ جو یہودیوں کے کنٹرول میں ہیں- تھوڑی تھوڑی دیر بعد فلسطینی بچوں کو اس المیے پر خوش ہوتے دکھاتے رہے اور یہ کوئی بہت پرانی فلم تھی جسے اس موقع پر استعمال کیا گیا اور اس کی تصدیق بھی ہو چکی ہے-

''چور بھی کہے چور چور'' کے مصداق یہودی ذرائع ابلاغ کا یہ عمل ان کے سازشی ذہن کی علامت تھا-

ورلڈ ٹریڈ سنٹر نیویارک اور پنٹاگون پر طیاروں سے حملہ کرنے سے ایک رات قبل تین مسلمان فلوریڈا میں ڈے ٹونا بیچ (Daytona Beach) کے علاقے میں ایک نیم عریانی کے کلب سٹرپ کلب میں آئے اور ان میں سے ہر ایک نے شراب پی کر ڈانس کرنے والی لڑکیوں کو پاس بٹھایا اور ان کے رقص پر ۲ سو تا ۳ سو ڈالر زنی فرد خرچ کیے اور یہ بل انہوں نے اپنے کریڈٹ کارڈ پر چارج کرا کے ادائیگی کی- ایف بی آئی نے ان ادائیگیوں کا ریکارڈ اپنے قبضے میں لے لیا- یہ بیان سٹرپ کلب کے مینیجر نے ایف بی آئی کو ریکارڈ کروایا اور مزید ذرائع سے بھی اس کے ثبوت ملے- یہ تینوں افراد امریکہ کو بہت بری جگہ قرار دے رہے تھے- یہ تینوں مسلمان بار میں موجود ایک شخص کے سامنے ایسے دعوے کرنے کے بعد ''کہ دیکھنا کل امریکہ میں کتنا قتل و خون نظر آئے گا-'' چلے گئے- مگر پیچھے بار میں ایک بزنس کارڈ اور قرآن کا ایک نسخہ چھوڑ گئے- ان کے ڈرائیونگ لائسنس کی فوٹو کاپی اور کریڈٹ کارڈ سے پتہ چلا لیا گیا کہ وہ کون تھے اور کس علاقے کے تھے- مغربی میڈیا نے فلوریڈا کے ایک سستے ہوٹل کا کمرہ بھی دکھایا جہاں ان مسلمان دہشت گردوں نے قیام کیا- کمروں میں ننگی ٹانگوں اور ننگے شانوں والی عورت کی تصویر آویزاں تھی-

امریکی تفتیشی اداروں نے تفتیش کا ڈرامہ رچاتے ہوئے اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ کوئی برے سے برا مسلمان بھی ''عریاں ڈانسنگ کلب'' میں قرآن کو ساتھ لے کر نہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جاتا-انہیں کیا معلوم کہ مسلمان مجاہد موت کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے کس طرح اپنے پروردگار کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے-اس قسم کے ثبوت ہیں جو امریکی تحقیقاتی ایجنسیوں نے اسامہ کو پھانسنے کے لیے دنیا کے سامنے پیش کیے-

حکیم الامت نے کہا تھا:

فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے

دراصل امریکہ کا کوئی صدر جب اسرائیلی حمایت سے ذرا سا ادھر ادھر ہوتا ہے تو یہودیوں کا مضبوط نیٹ ورک اسے سزا دیتا ہے-بش کی حکومت ذرا سی ادھر ادھر ہونے لگی تھی-لہٰذا اسے سزا دی گئی-ایف بی آئی نے فدائی حملوں سے متعلق تفتیش میں ۱۰۰ مشکوک افراد کے نام پیش کیے-جن میں ۱۹ حملہ آوروں کے بارے میں ایف بی آئی نے یقینی طور پر کہہ دیا کہ یہ لوگ واردات کا باعث ہیں-ایف بی آئی کی یہ رپورٹ ۴۰۰۰ سراغ رسانوں کی محنت کا نتیجہ تھی-ان کے بقول ان میں سے بیشتر افراد نے امریکہ میں فوجی تربیت حاصل کی-ایف بی آئی کے ایک اعلیٰ افسر نے یہ تسلیم کیا کہ اس طرح کے بہت سے تربیت یافتہ افراد دھماکوں کے بعد بھی امریکہ میں مقیم ہیں-اسامہ بن لادن کے ایک ماہر ساتھی امام غوری کو ایف بی آئی تلاش کرتی رہی-اس کی تصویر بھی میڈیا پر دکھائی گئی-ایف بی آئی کے بقول وہ فدائی حملوں میں ملوث ہے-پنٹاگون کی عمارت سے ٹکرانے والے طیارے کا بلیک باکس بھی مل گیا-بلیک باکس جہاز میں ایسا آلہ ہوتا ہے جو جہاز کی تباہی سے ۳۰ منٹ پہلے کی گفتگو ریکارڈ کر کے محفوظ کر لیتا ہے-بہر حال امریکی سانحے کی تفتیش کا رخ آج تک متعین نہ ہو سکا جیسے کہ ہم نے قبل ازیں ذکر کیا ہے کہ اس سانحے کا سب سے زیادہ فائدہ یہودیوں کو پہنچتا ہے-لہٰذا فائدے کے شک کی بنا پر یہودیوں کو بھی شامل تفتیش کیا جانا چاہیے تھا-اگر دنیا میں عالمی جنگ چھڑ جائے تو دنیا کی آبادی گھٹ جائے گی اور اس طرح یہودیوں کی تعداد قابل ذکر کہلائے گی-یہودی خاص نسل کے نظریے میں یقین رکھتے ہیں-لہٰذا ان کی آبادی دوسری آبادیوں سے کم رہی ہے-اگر دنیا کے انسان کم کر دیے جائیں تو بحیثیت قوم یہودی دنیا پر اپنی حکومت کا خواب پورا کر سکتے ہیں-

امریکی محکمہ انصاف نے جن ۱۹ ہائی جیکروں کو واقعے میں ملوث ٹھہرایا-ان میں ۱۶ امریکہ میں قانونی طور پر رہ رہے تھے-ایف بی آئی کی رپورٹ کے مطابق جہاز چاقو دکھا کر اغوا کیے گئے-ہائی جیکر اپنے چاقو یا پیپر کٹرز شیونگ کٹس میں رکھ کر لے گئے-کاک پٹ میں گھسنے کے لیے ہائی جیکروں نے مسافروں کے اندھا دھند قتل کا ڈرامہ رچایا اور آن کی آن میں پورے جہاز پر کنٹرول حاصل کر لیا-ٹریڈ سنٹر سے ٹکرانے والے دونوں طیارے ایک گھنٹہ پہلے اغوا کیے گئے-ایف بی آئی نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی لکھا کہ ہائی جیکروں نے طیارے اغوا کرنے سے پہلے جو کار استعمال کی وہ بھی تلاش کر لی گئی-کار میں سے فلائیٹ ٹریننگ سے متعلق معلوماتی کتابچہ جو عربی زبان میں تحریر تھا ایف بی آئی کو بڑی آسانی سے دستیاب ہو گیا-کار ایک مقامی شہری کی وساطت سے کرائے پر حاصل کی گئی تھی-جو بوسٹن کے گیراج میں کھڑی ہوئی ملی-ایک ذریعہ معلومات امریکی ایجنسیوں کے لیے وہ ٹیلی فون کالیں تھیں جو طیارے سے زمین پر کی گئیں-امریکی ٹی وی کی کمپیئر باربرا اولسن کی طرف سے شوہر کو ٹیلی فون طیارہ ٹکرانے سے چند منٹ پہلے کیا گیا-باربرا اولسن نے شوہر کو بتایا کہ ''ہائی جیکروں کے پاس چاقو اور پیپر کٹرز ہیں اور انہوں نے تمام مسافروں کو طیارے کے پچھلے حصے میں بھیج دیا ہے-'' ایک شخص نام برنٹ نے ٹیلی فون پر اپنی اہلیہ سے بات کی-اس نے بتایا کہ ''ہم سب مرنے جا رہے ہیں-ہائی جیکروں نے ایک شخص کو زخمی کر دیا ہے' آئی لو یو' یہ طیارہ پنسلوانیا میں گرا جبکہ باربرا اولسن والا طیارہ پنٹاگون کی عمارت سے ٹکرایا-امریکی تحقیقاتی ادارے ایف بی آئی نے یہ رپورٹ بھی پیش کی کہ انہوں نے امریکہ میں مقیم اسامہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے ساتھیوں کی ٹیلی فونک گفتگو پکڑی ہے۔ جس میں اسامہ کے ساتھیوں نے ٹریڈ سنٹر کی تباہی اور پنٹاگون پر کامیاب حملے پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ امریکی سینٹ کی جیوڈیشری کمیٹی کے سربراہ "اورن ہیچ" نے یہ سراغ بتایا کہ انہیں اسامہ تک رسائی رکھنے والے چند صحافیوں سے معلوم ہوا کہ "حالیہ مہینوں میں اسامہ کے ساتھی امریکہ پر حملوں کی تیاریوں کا عندیہ دے رہے تھے۔" اورن ہیچ نے یہ بھی بتایا کہ مشرقی وسطی میں ایک ویڈیو ٹیپ گردش کرتی رہی جس میں اسامہ بن لادن امریکہ جہاز پر بم مارنے سے متعلق مبارک باد کی نظم پڑھتے ہیں اور تمام مجاہدین کے نام پیغام دیتے ہیں کہ "فلسطین میں تمہارے بھائی تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل میں گھس جاؤ اور انہیں وہاں ضرب لگاؤ جہاں انہیں سب سے زیادہ نقصان پہنچے۔ اس دوران امریکی ریاست "میسا چوسٹس" سے کئی عرب باشندے بھی گرفتار کیے گئے۔ جن کے پاس طیارہ اڑانے سے متعلق مواد تھا۔ یہ باشندے پوٹ لینڈ نامی شہر سے بوسٹن انٹرنیشنل ائیر پورٹ پہنچے۔ سی آئی اے کے سربراہ "جارج ٹینٹ" نے اپنی یہ برق رفتار رپورٹ پیش کی کہ "اسامہ نے تین ہفتے قبل اسی نوع کے حملوں کی پیشگی اطلاع دی تھی" اس میں انتہا پسند اسلامی تنظیموں کا ہاتھ ہے۔"

ایک پاکستانی فیملی کو بھی شامل تفتیش کیا گیا جو ائیر پورٹ پر سامان کی حفاظت کا کام کرتی تھی۔ پنسلوانیا میں گرنے والے طیارے سے ایک مسافر نے فون پر ہنگامی کال میں بتایا کہ "تین ہائی جیکر کچھ کرنے والے ہیں۔" اسی طرح ہنگامی مرکز "۹۱۱ ڈیپچرز" میں طیارے سے آنے والے فون پر ایک مسافر چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "ہمارا طیارہ ہائی جیک کر لیا گیا۔" افغانستان کے مفلوک الحال اور سادہ مزاج حکمران طالبان کو "دودھ سے جلا چھاچھ بھی پھونک کر پیتا ہے۔" یا "سانپ کا ڈسا رسی سے بھی خوف کھائے" کے مصداق صدر بش کی پہلی تقریر سے ہی اندازہ ہو گیا کہ امریکہ ان خونریز وارداتوں کا ذمہ دار اسامہ بن لادن اور افغانستان کو ٹھہرانا چاہتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے از خود "وائس آف امریکہ سے رابطہ کیا اور امریکہ میں ہلاک ہونے والے تجارتی ماہرین اور وزارت دفاع کے ملازمین وغیرہ کی ہلاکت پر افسوس اور رنج کا اظہار کیا اور اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے خدشہ بھی ظاہر کیا کہ انگلی ہم پر اٹھائی جائے گی۔"

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو دوسری مرتبہ امریکہ کے دشمنوں نے نشانہ بنایا۔ اس سے پہلے ۱۹۹۳ء میں پانچ سو کلوگرام یورینیم کی مدد سے ٹریڈ سنٹر کو اڑانے کوشش کی گئی۔ بم صحیح طریقے سے نہ پھٹ سکا۔ اگر بم اپنا ہدف ہٹ کر لیتا تو ورلڈ ٹریڈ تباہ ہونے والا ٹاور دوسرے ٹاور پر آ گرتا اور یوں دونوں ٹاور تباہ ہو جاتے۔ لیکن اس وقت خوش قسمتی سے صرف ۶ افراد ہلاک ہوئے۔ اس دھماکے کا الزام بھی امریکہ نے اسامہ بن لادن اور اس کے ساتھیوں پر لگایا تھا اور اس سلسلے میں ایک مسلمان مجاہد یوسف رمزی کو اسلام آباد کے ایک ریسٹ ہاؤس سے کمانڈو ایکشن کے ذریعے گرفتار بھی کیا گیا تھا۔ جو آج تک امریکہ کی جیل میں ہے۔ ۱۱ ستمبر کے واقعہ سے لاتعلقی کے لیے اگرچہ افغانستان مسلسل بیانات جاری کرتا رہا۔ لیکن امریکہ نے ایک نہ سنی۔ افغانی سفیر ملا عبدالسلام ضعیف نے میڈیا کو بتایا کہ "اسامہ اکیلا شخص ہے ایسی کارروائیوں کے لیے اس کے پاس وسائل نہیں۔ ہم نے ساری دنیا سے اس کے مواصلاتی رابطے ختم کر رکھے ہیں۔ لیکن امریکی تفتیشی اداروں کی ڈرامائی تحقیق اور تفتیش ایسے غیر تسلی بخش شواہد کی بنا پر اسامہ کے گرد گھومتی رہی۔ جو کسی بھی وقت چند لمحوں میں اچانک پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً تباہ ہونے والے ایک طیارے میں سب کچھ تو جل کر خاک ہو گیا۔ لیکن ایک پاسپورٹ محفوظ رہا اور پھر حسن اتفاق دیکھیے کہ وہ پاسپورٹ کسی امریکی مسافر یا جہاز کے عملے کا نہیں تھا بلکہ ایک ہائی جیکر کا تھا اور وہ ہائی جیکر ایک عرب باشندہ تھا۔ ایک موقع پر تباہ ہونے والے ایک جہاز کے کسی پائیلٹ نے ہائی جیکر کے ساتھ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گفتگو چھیڑ کر ائیر ٹریفک کنٹرول کو سنانے کے لیے مائیک کھول دیا- کنٹرول نے گفتگو سنی- ہائی جیکر انگریزی بول رہے تھے اور طیارے کے نظام سے واقف تھے-

آج تک امریکہ ڈھنگ کی ایک شہادت بھی نہیں پیش کر سکا- سوال یہ ہے کہ مسلح افراد طیاروں میں کس طرح داخل ہوئے؟ امریکہ کا جدید مواصلاتی نظام کیوں خاموش رہا؟ طیاروں میں ہلاک ہونے والے مسافروں کے ناموں کی تفصیلی فہرستیں کیوں نہ شائع کی گئیں-

اوکلوہاماسٹی کے واقع میں امریکہ نے مسلمانوں کو ملوث کیا تھا- لیکن بعد میں ایک امریکی نوجوان ٹموتھی مجرم ثابت ہوا- ایف بی آئی نے اسامہ کے مختلف روپ کے فرضی خاکے میڈیا پر نشر کرنے شروع کر دیئے تھے اور اس مرتبہ بھی اسامہ ہی کو روئے زمین کا سب سے بڑا دہشت گرد بتایا جا رہا ہے-

مغربی جرمنی میں زیر تعلیم ایک عرب نوجوان چونکہ حملے کے دن سے غائب تھا- لہٰذا یہ یقین کر لیا گیا کہ امریکہ کے جہاز بموں میں وہ بھی سوار ہوگا- بس ایسی شہادت کی بنا پر مغربی جرمنی میں تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان ''عطا محمد'' کو واقع میں ملوث دہشت گرد سمجھ لیا گیا- امریکی ایف بی آئی نے دہشت گردوں کی تصاویر بھی جاری کر دیں- ۱۹ کے ۱۹ دہشت گرد عرب مسلمان تھے اور عطا محمد بھی ان میں شامل تھا- لطف کی بات یہ ہے کہ ادھر امریکہ نے عطا محمد کی تصویر جاری کی اور ادھر عطا محمد کے والد نے اپنے بیٹے کی زندہ ہونے کا اعلان جاری کروا دیا-

پورٹیکو جزیرہ کی امریکہ سے آزادی کی تحریک کے حامی بھی نیویارک میں کئی بار دہشت گردی کا ارتکاب کر چکے ہیں- اسی طرح اسرائیلی دہشت گرد ''ربی مہر کا ہان'' کی تنظیم کا نیٹ ورک بھی کافی وسیع ہے- یہودیوں نے بش کو الیکشن ہرانے کی سر توڑ کوشش کی تھی- اسرائیل کی دہشت گرد تنظیم ''موساد'' بھی امریکہ کے ایک دو صدر پہلے قتل کروا چکی ہے اور دنیا بھر میں دہشت کی علامت سمجھی جاتی ہے- اسی طرح کارروائی کرنے والے کا تعلق ان کی اپنی کسی بڑی تنظیم سے بھی ہو سکتا ہے- امریکہ کی تاریخ میں اس طرح کی بڑی بڑی سازشیں ہوتی رہی ہیں- کنگ ڈیوڈ ہوٹل پر حملے' سیکنڈے نیویا کے سفیر کے قتل اور نوناتھن پولاڈ کیس میں امریکہ کے خلاف جاسوسی' اسی طرح صدر کلنٹن اور مونیکا لیونسکی کا جنسی سکینڈل وغیرہ ایسے کارنامے ہیں جو قبل ازیں بھی اسرائیلی سرانجام دیتے آئے ہیں لیکن پولینڈ پر نصب کیمرے سے حاصل کی گئی تصویر میں جن دو دہشت گردوں کو گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دکھایا گیا- ان میں ایک وہی عطا محمد تھا جو جرمنی میں پڑھتا تھا اور جس کے والد نے اس کے زندہ ہونے کا بیان دیا تھا- جبکہ دوسرا دہشت گرد عبدالعزیز المدری تھا- یہ پولینڈ سے بوسٹن جانے والی پرواز پر سوار ہوئے جو بعد میں ٹریڈ سنٹر سے ٹکرا گئی- حالانکہ اسی طرح کی شعبدہ بازیاں امریکی ایجنسیوں یا اسرائیلی دماغوں کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں- ٹریڈ سنٹر سے ٹکرانے والے بوئینگ ۷۶۷ جس میں ۸۱ مسافر سوار تھے کی ۳۵ سالہ سوینی نے جو طیارے کی فلائیٹ اٹینڈنٹ تھی ٹیلیفون پر ائیر لائن سروس کے منیجر مائیکل وڈورڈ سے چند لمحے قبل بات کی- اس نے بتایا کہ ''ہائی جیکروں نے ایک شخص کی شہ رگ کاٹ دی ہے-'' اس نے بتایا کہ ''جہاز اغوا ہو چکا ہے-'' جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ اس وقت کہاں ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ ''مجھے پانی اور عمارتیں نظر آ رہی ہیں- تمام ہائی جیکر مشرق وسطیٰ کے باشندے ہیں- جن میں ۳ بزنس کلاس میں بیٹھے ہیں- ان میں ایک بہت روانی سے انگلش بول سکتا ہے-'' جونہی سوینی نے بتایا کہ ''وہ ہڈسن کے قریب سے گزر رہے ہیں'' اس کا فون خاموش ہو گیا-

۱۱ ستمبر کے روز امریکہ میں ہونے والے فدائی حملوں کا رخ جان بوجھ کر مسلمانوں کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

طرف موڑ اگیا- ایف بی آئی نے اس طرح کی جو معلومات اکٹھی کی ہیں جن کا ہم ابھی تک ذکر کرتے رہے ہیں اول درجے کی بھونڈی اور بچگانہ ہیں- ان تفتیشی اداروں نے اور بھی بہت سے نام نہاد انکشافات کیے اور ان کی نوعیت بھی اسی طرح کی ہے- کوئی بھی صحیح الدماغ شخص ان شواہد کی بنا پر کسی کو ملزم نہیں ٹھہرا سکتا اور پھر یہ بات بھی ہے کہ اسامہ بن لادن گزشتہ کئی سالوں سے افغانستان میں ایک طرح کی محصور زندگی گزار رہے ہیں- اسلامی ممالک سمیت پوری دنیا میں کہیں ان کے لیے جائے پناہ نہیں- یہی افغانستان ہے جہاں وہ امریکی حملوں سے بچنے کے خیال سے دور دراز کی غاروں اور چٹانوں میں رہ رہے ہیں- جہاں ان کے پاس کوئی مواصلاتی نظام نہیں- دنیا سے رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں- بقول مولانا سمیع الحق ان کے پاس صرف ایک ریڈیو ہے جس پر وہ عربی اور انگریزی میں عالمی خبریں سنتے رہتے ہیں-

لیکن امریکہ نے اسرائیل کے اشارے پر یہ جذباتی فیصلہ کرلیا کہ اس پر حملوں کا ذمہ دار اسامہ ہی ہے- چنانچہ اسامہ کو ختم کرنے کے لیے افغانستان سے جنگ ناگزیر ہے اور یوں ۱۱ستمبر کے واقعہ کو بہانہ بنا کر امریکی صدر بش نے واضح الفاظ میں کروسیڈ یعنی صلیبی جنگ کا آغاز کردیا-

”الزامات‘ دعوے اور فتوے“

تاریخ ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کے دن کو بڑی حسرت سے یاد کرے گی- یہی دن تیسری جنگ عظیم کا روز اول کہلائے گا- مغرور ملک امریکہ جو اکیسوی صدی کے پہلے سال میں ہی اپنی عظمت و جبروت‘ شوکت و سطوت اور شان جلالی گنوا بیٹھا- ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت محمدؐ کے غلاموں کے ساتھ عظیم صلیبی جنگ چھیڑنے کا مجرم ٹھہرے گا- فی الحال بہت سے لوگوں کو وہ تصویر نظر نہیں آ رہی جو ۱۹۳۲ء کے زمانے میں علامہ اقبال جیسے دور اندیش مفکر نے دیکھ لی تھی- علامہ اقبال نے گزشتہ صدی کے ابتدائی عشروں میں ہی یہ اندازہ کرلیا تھا کہ یہود پوری دنیا پر حکومت کرنے کا مجنونانہ خواب دیکھ چکے ہیں- انہوں نے اپنی نظم ”ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام“ میں بڑی وضاحت کے ساتھ موجودہ زمانے کی تصویر کھینچی ہے- حالانکہ اس زمانہ میں افغانستان پر نادر شاہ کے بیٹے ظاہر شاہ کی حکومت تھی اور دنیا کو افغانی ملا سے کوئی تعارف نہ تھا- لیکن اقبال کے بقول ابلیس کا اپنے سیاسی فرزندوں سے یہ کہنا:

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج
ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو
وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حیران کن ہے...... آج سے تقریباً ستر سال پہلے علامہ اقبال کو موجودہ صہیونی نیو ورلڈ آرڈر کی تصویر صاف دکھائی دے رہی تھی- لیکن افسوس ہے ان کوتاہ نظروں کی ذہنیت پر جو اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی مستقبل میں دنیا کے نقشے سے بے خبر ہیں- امریکہ اور برطانیہ جن کی رگ جاں بقول اقبال پنجہ یہود میں ہے افغانستان کو نہیں بلکہ عالم اسلام کی اکلوتی ایٹمی طاقت پاکستان کو ہمیشہ ہمیشہ مٹا دینا چاہتے ہیں- چنانچہ امریکہ کا حملہ جو افغانستان پر جاری ہے- اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے- دنیا کے بھولے بھالے پڑھے لکھے تہذیب کی اونچ نیچ پر یقین رکھنے والے لوگوں کی تسلی کے لیے امریکہ نے بظاہر اسامہ بن لادن کی زندہ یا مردہ گرفتاری کا بہانہ گھڑ لیا- امریکہ کی خواہش تھی کہ شاید اس طرح وہ غیر مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک سے بھی ہمدردیاں اور امداد حاصل کر سکے- لہٰذا جارج واکر بش نے اپنے باپ جارج بش اول کے زمانے میں تیار کیے گئے دنیا کے نئے اسرائیلی نقشے جیسے نیو ورلڈ آرڈر کا نام دیا گیا ہے- ...... پر عمل کا آغاز کر دیا ہے اور اس آغاز کے لیے سب سے زیادہ تختہ مشق بننے والی قوم افغانوں کی ہے- جن پر امریکہ نے پہلے سے بلا جواز پابندیاں عائد کر رکھی تھیں اور ۱۱ ستمبر کے واقعہ کے بعد دہشت گردوں کو پناہ دینے والوں کا نام دے کر ساری دنیا سے الگ کر دیا ہے- امریکہ اکیلا نہیں ہے- جہان بھر کی طاقتیں اس کے ہم رکاب ہیں- غیر مسلم تو خیر تھے ہی ''الکفر ملت واحدہ(۱)'' مسلمان ممالک بھی امریکی پرچم تلے جمع ہو چکے ہیں- ان کے مقابلے میں طالبان اس قدر مفلوک الحال اور مفلس ہیں کہ ان کے پاس ایک وقت کے کھانے کے لیے بھی پوری روٹی دستیاب نہیں اور وہ گزشتہ ۲۰ سالوں سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے اپنے ایمان کی بقا اور سلامتی کی جنگ لڑ رہے ہیں- امریکہ نے اب تک اہل زمین کے سامنے جس کردار کا مظاہرہ کیا ہے- وہ کسی حوالے سے بھی مہذب یا شائستہ کہلانے کا مستحق نہیں- ۱۱ ستمبر کے حملوں کے بعد امریکہ نے طالبان کو فنا کر دینے کے بڑے بڑے دعوے کیے ہیں لیکن افسوس کہ اسے نمرود، فرعون اور اسی طرح کے بڑے بڑے مغرور شہنشاہوں کا انجام یاد نہیں- ۱۱ ستمبر کے روز امریکہ نے دعویٰ کیا کہ وہ اگلے ۴۸ گھنٹوں میں افغانستان کو نیست و نابود کر دے گا- لیکن کئی دن گزر جانے کے بعد بھی امریکی فوجی اپنی ماؤں کی آغوش سے الگ نہ ہوئے اور بزدل امریکی انتظامیہ اس کوشش میں لگی رہی کہ افغانستان کے ساتھ جنگ کے دوران بندوق کسی اور کے کندھے پر رکھی جا سکے- امریکہ کے سب سے بڑے اتحادی برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر اور ان کی انتظامیہ تو پہلے دن سے ہی صدر بش کے ہمراہ شانہ بشانہ چل رہی ہے- البتہ نیٹو کے ممالک نے پہلے پہل جنگجو مسلمانوں سے لڑنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا لیکن جلد ہی امریکہ نے انہیں اپنے دام فریب میں جکڑ لیا- بات کفار تک محدود رہتی تو کوئی شکوہ نہ تھا لیکن انتہائی دکھ کی بات یہ ہوئی کہ بہت سے اسلامی ممالک نے افغانستان کے خلاف جارحیت میں کھل کر امریکہ کا ساتھ دے دیا- متحدہ عرب امارات نے جو طالبان حکومت کو تسلیم کر چکا تھا- افغانوں کے ساتھ اپنی اسلامی برادری توڑنے کا اعلان کیا اور امریکہ سے ہر مدد کا وعدہ کیا- ترکی نے اپنے سمندری اور ہوائی اڈے طشتری میں رکھ کر امریکہ بہادر کے حضور پیش کیے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو گلا کاٹنے کے لیے امریکہ کو رسد و کمک بہم پہنچانے کا وعدہ دیا- سعودی عرب جو پہلی جنگ عظیم سے لے کر آج تک یہود و نصاریٰ کے حضور دست بستہ کھڑا ہو گیا اور طالبان کے ساتھ اپنی سفارتی تعلقات منقطع کر لیے- البتہ سعودی عرب کے وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز نے واضح الفاظ میں امریکہ کو جنگی امداد دینے سے انکار کر دیا- وسطی ایشیا کی اسلامی ریاستیں تاجکستان، ازبکستان وغیرہ نے بھی امریکہ کے تلوے چاٹنے کا عہد کیا اور اپنے مسلمان بھائیوں کو گھیر کر مارنے کے منصوبے میں شرکت کی- افغانستان کی ۱۴۶۰ء کلومیٹر طویل سرحد پر واقع اسلامی جمہوریہ پاکستان کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حکمرانوں نے تو جیسے پہلے سے ہی سوچ رکھا تھا کہ کس طرح نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل کے لیے امریکہ کے احکامات بجالانے ہیں اور کس طرح عالم اسلام کی تاریخ میں اپنا نام سیاہ حروف سے رقم کروانا ہے- پاکستان نے افغانستان پر حملے کے سلسلے میں امریکہ کی سب سے زیادہ مدد کی اور اپنے مسلمان بھائیوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے کفار کے لشکر جرار کا ساتھ دیا- تاریخ میں یہ بھی لکھا جائے گا کہ پاکستان کے حکمران جنرل پرویز مشرف نے میر جعفر اور میر صادق کے کردار کو دوبارہ زندہ کیا اور دشمنان اسلام کے ساتھ مل کر خلافت اسلامیہ کا تختہ الٹنے میں شرم ناک کردار ادا کیا-

افغانستان پر الزام ہے کہ افغانستان کے حکمران طالبان اپنے ملک میں دہشت گردوں کو ترتیب دیتے ہیں- انہوں نے دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد عرب کے منحرف شہزادے اسامہ بن لادن کو پناہ دے رکھی ہے اور دہشت گردی کی بڑی تنظیمیں ''حرکۃ المجاہدین''، ''حرکۃ الجہاد اسلامی'' اور ''جیش محمد'' وغیرہ کو پروان چڑھایا ہے- ان پر یہ بھی الزام ہے کہ ان کی حکومت غیر منتخب حکومت ہے اور ان کی حکومت کو عوامی تائید حاصل نہیں- ان پر یہ بھی الزام ہے کہ انہوں نے بامیان میں گوتم بدھ کے دیوہیکل بتوں کو میزائل فائر کر کے تباہ کر دیا ہے- ان پر یہ بھی الزام ہے کہ انہوں نے عورتوں کے حقوق سلب کر رکھے ہیں اور بچیوں کی تعلیم پر پابندی عائد کر رکھی ہے- یہ بھی کہ وہ سخت مزاج ہیں اور لوگوں سے زبردستی داڑھیاں رکھواتے ہیں- ان پر یہ بھی الزام ہے کہ وہ زبردست انتہا پسند ہیں اور کسی بھی وقت مہذب دنیا کو نقصان پہنچا سکتے ہیں- امریکہ کی طرف سے طالبان پر عائد کیے گئے الزامات کی فہرست بہت طویل ہے اور اس میں مزید اضافہ اسرائیل بھارت اور پھر پاکستان حکومت نے کیا ہے- نیٹو ایک بڑی جنگی تنظیم ہے جس میں بہت سی سپر پاور سمیت دنیا کے اکثر بڑے ممالک شامل ہیں اور یہ تنظیم اس لیے بنائی گئی ہے کہ یہ تمام ممالک اپنے دشمنوں کے ساتھ مشترکہ کارروائی کر کے جنگی مقاصد حاصل کریں گے- نیٹو کے دستور کی شق نمبر ۵ کے مطابق نیٹو کے کسی ملک پر حملہ نیٹو پر حملہ تصور ہوگا- اس تنظیم کے سربراہ ''جارج رابرٹ سن'' نے بھی ۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء کے روز یہ اعلان جاری کر دیا کہ اسامہ بن لادن کے حصول کے لیے افغانستان پر حملہ ناگزیر ہے اور نیٹو کے سربراہ نے بھی اسامہ بن لادن کو ہی امریکی حملوں کا ملزم ٹھہرایا-

دنیا کے تمام مسلم اور غیر مسلم ممالک غریب طالبان کے خلاف اکتوبر کے اوائل میں ہی صف آرا ہو گئے- چند ایک ممالک جن میں عراق لیبیا اور ایران وغیرہ شامل ہیں- اس موقع پر غیر جانبدار رہے حتیٰ کہ ایران کے ''آیت اللہ خامنہ ای'' نے اس غنڈہ گردی پر امریکہ کو سخت سست بھی کہا- عراق کے صدر صدام حسین نے امریکہ کو مشورہ دیا کہ امریکہ عقل سے کام لے اور اندھی طاقت کا استعمال ترک کر دے- غیر جانبدار ممالک میں چین نے امریکہ کو حوصلے سے کام لینے کی تلقین کی- البتہ جاپان نے جو دوسری جنگ عظیم میں امریکہ کا سب سے بڑا دشمن تھا اور جس کے شہر ہیروشیما اور ناگاساکی پر امریکہ نے ایٹم بم پھینکے تھے- اس موقع پر ''بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانہ'' کے مصداق برطانیہ سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر امریکہ کی حمایت کی- جاپان کے سمندری اڈوں پر امریکہ کے بڑے بحری بیڑے وقتاً فوقتاً جمع ہوتے اور پھر بحیرہ ہند اور خلیج فارس کی طرف مارچ کرتے رہے- امریکہ کے اتحادیوں میں سب سے زیادہ شرمناک کردار پہلے پاکستان حکومت اور پھر ہندوستان نے ادا کیا- ہندوستان جو مسلمانوں کا اسرائیل کی طرح ازلی دشمن ہے- امریکہ کے شانہ بشانہ مسلمانوں کے خلاف لڑتا تو یہ اچنبھے کی بات نہ تھی- لیکن پشاور، کوئٹہ اور کوہاٹ ایئربیسں سے اڑنے والے B2,B52 سپر ایٹ اور ایف 16 بمبار طیارے افغان عوام کے دلوں میں دکھ کا وہ گھاؤ لگا جائیں گے- جس کی مثال شاید مسلمانوں کی گزشتہ تاریخ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں نہ ملے- اگر انڈیا کے جدھ پور کے ہوائی اڈے سے اڑنے والا جنگی طیارہ افغانستان پر بمباری کرتا ہے تو یہ جنگجو طالبان کے لیے خوشی کی بات ہے- لیکن کوئٹہ اور پشاور ایئر بیس سے پرواز کرنے والا طیارہ افغانستان کے خشک پہاڑوں پر نہیں بلکہ مسلمان مجاہدین کے دلوں پر بمباری کرتا ہے- کیونکہ اپنوں کی جانب سے مارا ہوا پھول بھی پتھر سے زیادہ نوکدار ہوتا ہے روس کے صدر ولادی میر پوتن نے بھی امریکی غلامی کی طوق اپنے گلے میں ڈال کر لینن اور شالن کے منہ پر تھوک دیا ہے- البتہ میڈیا کے ذریعے ایک روسی مانوف نے امریکہ کو بروقت مشورہ دیا...... ''افغانستان پر حملہ نہ کریں؟ افغانستان میں کئی سال تک تلخ تجربات کرنے والے روسی کرنل نے امریکہ کو یہ بھی بتا دیا کہ ''یہ ملک اس کے لیے دیت نام سے دس گنا زیادہ تباہ کن ثابت ہوگا- میزائل یہاں کام نہیں کریں گے امریکہ کو ناکام و نامراد لوٹنا پڑے گا''- مصر کے صدر حسنی مبارک نے بھی امریکہ کو افغانستان پر حملہ نہ کرنے کا مشورہ دیا - اور بتایا کہ ''افغانستان میں 15 ہزار روسی فوجیوں کو دردناک موت کا سامنا کرنا پڑا'' انڈونیشیا کی مسلمان حکومت نے پاکستان اور ترک کے حکمرانوں کی طرح امریکی درندوں کے راستے میں آنکھیں بچھانے کا فیصلہ کیا اور اپنے ملک کے عوام کی رائے کو نظرانداز کر دیا-

افغانستان میں طالبان کے ساتھ برسرپیکار شمالی اتحاد کے مرتد راہنما تو پہلے سے ہی کسی ایسی کرامت کے منتظر بیٹھے تھے جو طالبان کو فنا کر دے- ان کا سب سے بڑا سرغنہ کمانڈر احمد شاہ مسعود تھا جسے دو عرب مجاہدین نے ۹ ستمبر کے روز یعنی امریکی حملوں سے دو دن پہلے ہی فدائی حملہ کر کے ہلاک کر دیا- البتہ اس کا بھائی ولی مسعود اور جنرل عبدالرشید دوستم گیارہ ستمبر کے واقع کے بعد ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہوئے اس مشن پر لگ گئے کہ کسی طرح طالبان کو گرانے کے لیے اقوام عالم کی مدد حاصل کر لی جائے- امریکہ نے بظاہر اسامہ بن لادن پر الزام لگایا اور اسے زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کے لیے جنگ کا منصوبہ ترتیب دیا- لیکن حقیقت میں وہ امارات اسلامیہ افغانستان کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے- اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ امریکہ نے شمالی اتحاد کے قائدین موبائل صدر برہان الدین ربانی، احمد شاہ مسعود کے بھائی ولی مسعود اور جنرل عبدالرشید دوستم کو ایک نئی افغان حکومت کے قیام کا منصوبہ سمجھایا جس کی سربراہی تیس بتیس سال پہلے معزول ہونے والے بادشاہ ظاہر شاہ کو دینا قرار پائی- جو سالہاسال سے اٹلی کے شہر روم میں مقیم ہے- پاکستان کے غیر منتخب فوجی حکمران جنرل مشرف نے امریکہ کے اس منصوبے کی تائید اور ظاہر شاہ کے خاص نمائندہ کو پاکستان آنے کی دعوت دی- سوال یہ ہے کہ ۸۶ سالہ مخبوط الحواس بوڑھا ظاہر شاہ افغانستان پر کس طرح مسلط کیا جا سکتا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ ظاہر شاہ کی قسمت میں یہ تاریخی بدنامی اس وقت لکھی گئی ہے جب اس کا آدھا وجود قبر میں اتر چکا ہے- راقم الحروف نے کابل میں ظاہر شاہ کا عالی شان محل بھی دیکھا ہے اور اس کی شہزادی کا کئی ایکڑ میں پھیلا ہوا سوئمنگ پول اور خوبصورت باغات بھی دیکھے ہیں- ظاہر ہے کہ ایک عیاش بادشاہ کو زندگی کے آخری ایام میں چند سانسوں کی حکمرانی بھی بہرحال پسند آئے گی- بشرطیکہ امریکہ طالبان کو شکست سے دوچار کر دے اور افغانستان میں اپنی مرضی کی حکومت بنا لے-

ایک طرف تو یہ سازشیں جاری ہیں اور دوسری طرف مخلص علمائے ملت پے در پے امریکہ کے خلاف جہاد کے فتوے جاری کر چکے ہیں- کابل میں علماء کرام کے ایک عظیم اجلاس نے متفقہ طور پر مندرجہ ذیل فتویٰ جاری کیا-

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على اشرف الانبياء و المرسلين محمد و على آله واصحابه اجمعين - اما بعد

مجاہد افغان قوم نے اپنے اہم مسائل کے حل کے لیے ہمیشہ علمائے کرام کی طرف رجوع کیا ہے اور علمائے کرام نے بھی ان کے مسائل کے حل کے لیے انتھک کوششیں کی ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور اب جبکہ افغانستان کو امریکہ کی جانب سے ممکنہ حملے کا خطرہ لاحق ہے۔ علمائے کرام اپنی اہم ذمہ داریوں کی رو سے اس مسئلے کے حل کے لیے اسلام کے مقدس دین کی روشنی میں مندرہ ذیل فتویٰ جاری کرتے ہیں۔

۱- افغان علمائے دین امریکہ میں حالیہ تباہی پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور افغان علمائے کرام یہ امید رکھتے ہیں کہ امریکہ افغانستان پر حملے کی بجائے حوصلہ مندی سے کام لے کر اس واقع کی گہری تحقیقات کرے گا۔

۲- افغان علمائے کرام اقوام متحدہ اور اسلامی ممالک کی کانفرنس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلے میں آزادانہ طور پر تحقیقات انجام دیں تاکہ حقائق سامنے آسکیں اور بے گناہ لوگ پریشان نہ ہوں۔

۳- اقوام متحدہ اور اسلامی ممالک کی کانفرنس کو چاہیے کہ وہ امریکی صدر کے اس بیان پر غور کریں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ جنگیں صلیبی ہوں گی کیونکہ اس بات نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو للکارا ہے۔

۴- اس بات کی خاطر کہ موجودہ مسئلہ حل ہو جائے اور آئندہ اس طرح کے واقعات میں شک اور بدگمانی پیدا نہ ہو علمائے کرام کا یہ عظیم اجلاس امارت اسلامیہ کا مشورہ دیتا ہے کہ وہ اسامہ بن لادن سے کہے کہ وہ مناسب وقت میں اپنی مرضی سے افغانستان سے چلے جائیں اور اپنے لیے کسی دوسری جگہ کا انتخاب کریں اگر مندرجہ بالا فیصلوں کے باوجود بھی امریکہ افغانستان پر حملہ کرے تو شریعت مطہرہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل حکم جاری کیا جاتا ہے۔

پہلا حکم:

ہماری ساری فقہی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی کافر ملک کسی مسلمان ملک پر حملہ کر دیتا ہے تو اس ملک کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم کی آیات' احادیث مبارکہ اور فقہ کی نصوص مسلمانوں کو ایسی صورت حال میں جہاد کرنے کا واضح حکم دیتی ہیں۔

دوسرا حکم:

اگر کفار کسی اسلامی ملک پر حملہ کر دیں اور وہ ملک تن تنہا مقابلہ نہ کر سکتا ہو تو اس صورت میں دنیا کے تمام مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

تیسرا حکم:

اگر کفار نے مسلمانوں کے ملک پر حملہ کر دیا تو ضرورت کے موقع پر مسلم اور غیر مسلم ملکوں سے امداد طلب کی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ اسلامی حکام غالب اور ظاہر ہوں۔ جس طرح کہ ہماری فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے اور اگر امریکہ کی جانب سے حملے کے موقع پر کوئی مسلمان ان کا ساتھ دے تو چاہے وہ افغان ہو یا کوئی اور اس کے ساتھ بھی حملہ آوروں کی طرح نمٹا جائے گا اور وہ واجب القتل ہوگا۔ جس طرح کہ ''ردالمختار'' میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۱۴۲۲ھ-۷-۳

طالبان کو بعض سیکولر ذہنیت کے حامل لوگ شدت پسند تنگ نظر اور کوتاہ اندیش ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ مگر افغانستان کے علمائے کرام نے اس قدر سنگین حالات میں جس اعتدال پسندی' دور اندیشی' شریعت کے گہرے علم اور حالات کے صحیح ادراک کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ فتویٰ جاری کیا۔ وہ انتہائی مبارک باد کے قابل ہے۔ ان حضرات کی علوم اسلامیہ پر گہری نظر' عمیق فکر اور حق گوئی بے باکی کا اندازہ مذکورہ فتویٰ کی ہر ہر سطر سے لگایا جا سکتا ہے۔ طالبان نے اس نازک اور مشکل موقع پر جبکہ دنیا کا کوئی ملک امریکی عفریت کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سامنے نہیں ٹھہر سکا- علمائے کرام سے رجوع کر کے اور شریعت کے فیصلے پر لبیک کہہ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کا مطمع نظر اول و آخر اسلام ہے- وہ اسی سے راہنمائی چاہتے ہیں اور اسی کی خاطر جیتے اور مرتے ہیں- یہی وجہ ہے کہ پورے عالم اسلام کے غیور مسلمانوں کے دل ان کے ساتھ دھڑک رہے ہیں اور ہر عام مسلمان ان کے لیے قربانی دینے کو تیار ہے-

پاکستان میں ایک بہت بڑی مذہبی و سیاسی جماعت جمعیت علمائے اسلام نے ملک کی دیگر مذہبی جماعتوں کو اکٹھا کیا اور بھرپور انداز میں امریکہ کے خلاف اعلان جہاد بلند کیا- دفاع افغانستان کونسل کے نام سے ایک پہلے سے موجود تنظیم کو پھر سے منظم کیا اور حکومت پاکستان کے خلاف بڑے پیمانے پر سخت مظاہرے کیے-

مسلمانوں کے خلیفہ راشد افغانستان کے سربراہ امیر المومنین ملا عمر نے اس موقع پر متعدد بار ریڈیو پر خطاب کیا جن کی تقاریر کا لب لباب یہ تھا کہ امریکہ دہشت گردی کے خطرے کا خاتمہ چاہتا ہے مگر مشرق وسطیٰ اور خلیج سے اپنی فوجیں واپس بلائے اور اسرائیل کی حمایت بند کرے قندھار سے جاری ہونے والے اپنے بیان میں امیر المومنین نے امریکہ کو متنبہ کیا کہ اگر اس نے ان اقدامات پر عمل نہ کیا تو مستقبل میں رونما ہونے والی تمام دہشت گردی اور تخریب کاری کی ذمہ داری امریکہ پر عائد ہوگی- انہوں نے کہا کہ خود ان کی یا اسامہ بن لادن کی موت سے بحران کا مسئلہ حل نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سے امریکہ کے خلاف خطرہ کم ہوگا- انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ امریکہ نے اسلام کو یرغمال بنالیا ہے اور وہ افغانستان میں اپنی من پسند حکومت قائم کرنا چاہتا ہے-

ملا عمر مجاہد کے اسی طرز کے بیانات وقتاً فوقتاً جاری ہوتے رہے- جنہیں پڑھ پڑھ کر سن سن کر اہل دنیا بے پناہ حیرتوں سے دوچار ہوتے رہے کہ ایسے لوگ جن کے پاس غلیلیں اور جہاز گرانے کے لیے بندوقیں ہیں- کس طرح وقت کے انتہائی خطرناک فرعون کی

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں-

امیر المومنین کا یہ بیان ساری دنیا کے مسلم حکمرانوں کے لیے باعث عبرت ہے- ان میں سے کسی نے روشن خیال، رمز آشنا، عالمی رجحانات سے باخبری کے دعووں اور بے حساب وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود آج تک امت مسلمہ کو درپیش پالیسیوں کے خلاف اتنے اعتماد اور حق شناسی و حق گوئی کے ساتھ گفتگو نہیں کی- ایک پسماندہ تباہ حال اور وسائل سے محروم ملک کے حکمران کی طرف سے اتنی جرات، بے باکی اور دور اندیشی کے ساتھ دو ٹوک موقف اختیار کرنا ان حکمرانوں کے لیے عبرت آموز ہونا چاہئے جو دنیا کے مالدار ترین مسلمان حکمران شمار ہوتے ہیں اور طالبان سے ہزار گنا زیادہ وسائل رکھتے ہیں- مگر مسلمانوں کے اجتماعی مسائل سے دانستہ یا نادانستہ لاتعلق رہ کر ایسا جرم کر رہے ہیں جو تاریخ میں انہیں کسی بھی اعتبار سے قابل رشک مقام نہیں دلوا سکتا-

بش کی پہلے دن کی یہ تقریر ''اب ہم کروسیڈ (طویل صلیبی جنگ) لڑنے جا رہے ہیں-'' ملت اسلامیہ کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے- بش نے پہلے دن جو حقیقت اپنی زبان سے بیان کی اگرچہ امریکی دماغوں نے اسے اس طرز عمل سے منع کیا اور پھر بش نے ننگے پاؤں مسجد میں جا کر مسلمانوں کے حق میں بھی دو چار ''جھوٹے'' بیان جاری کروائے- تاہم سچ ہے اور سچ یہی ہے کہ عالم کفر مسلمانوں کے ساتھ ایک بار پھر پنجہ آزمائی کرنے کے لیے متحد ہو چکا ہے- بظاہر بھیڑیے کو بھیڑ کا بچہ ہڑپ کرنے کے لیے پانی گندا کرنے کا بہانہ بھی چاہئے تھا- لہٰذا اس نے غریب الدیار، شریف النفس مجاہد اسلام اسامہ بن لادن کو اپنے حملوں کا ذمہ دار ٹھہرایا اور شمالی اتحاد کے راستے کے علاوہ پاکستان کی بعض سرحدوں سے امریکی اور برطانوی کمانڈوز افغانستان میں اسامہ کی تلاش کے لیے اتار دیئے- یہ کمانڈوز زندہ واپس آتے ہیں یا وہیں کی خاک میں مل جاتے ہیں اس بات کا فیصلہ تو وقت کرے گا-

البتہ وہ اسامہ بن لادن جسے امریکہ نے روئے زمین کا سب سے خونخوار آدمی بنا کر پیش کیا ہے۔ ایک نرم گداز دل کا مالک' صاف ستھرے چہرے' روشن آنکھوں اور مسکراتے ہونٹوں والا انتہائی مخلص انسان ہے اور صحیح معنوں میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں جیسے ایمان کا مالک ہے۔

صرف کمانڈوز ہی نہیں امریکہ نے جو اکتوبر ۲۰۰۱ء کی شب غریب افغان پر لڑا! طیاروں سے تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔ جن سے اسامہ یا طالبان کا تو کچھ نہ بگڑا البتہ بہت سی بے گناہ اور معصوم جانیں ضائع ہوگئیں جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسامہ بن لادن

گزشتہ کئی برسوں سے امریکہ دنیا میں ہونے والی ہر دہشت گردی کا الزام بلا ثبوت اسامہ بن لادن پر لگاتا آ رہا ہے۔ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے روز امریکہ میں انسانی تاریخ کی سب سے بڑی تباہی دیکھنے میں آئی۔ اس کا ذمے دار بھی امریکہ اور اس کے عوام غریب الدیار اسامہ بن لادن کو قرار دیتے رہے ہیں۔ مغربی میڈیا شب و روز اسامہ بن لادن اور اس کے ساتھیوں کو اسلامی دہشت گردی اور بنیاد پرستی کے جنون میں مبتلا دکھاتا رہا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی دکھاتا رہا ہے کہ ۲۵۰ ملین ڈالرز کی دولت کا مالک یہ شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے اور کلاشنکوف پر سر رکھ کر سو جاتا ہے۔

یہ کیسا جنونی شخص ہے جو اتنی دولت کے باوجود پتھروں پر بے سروسامانی کے عالم میں زندگی گزار رہا ہے۔ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے۔ انتہائی دھیمے لہجے میں بات کرتا ہے۔ ساتھیوں کے ساتھ ہنس ہنس کے بولتا ہے اور انتہائی سادہ زندگی بسر کرتا ہے۔

اہل مغرب کے برے دن شاید پھر لوٹ آئے ہیں کہ وہ بھوکے بھیڑیے کی طرح اسلامی ممالک کے جان و مال کو ہڑپ کر جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس سے پہلے بارہا یورپ اور ایشیا کے یہود و نصاریٰ اکٹھے ہو کر آئے لیکن شرمندہ اور پشیمان ہو کر واپس لوٹے۔

محال مر کہ میں دھماکے اسامہ نے ہی کروائے ہیں تو کیا کوئی مہذب مغربی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دانشور ایسا نہیں جو جرم کے اسباب پر غور کر سکے- دنیا بھر کو اعتدال پسندی کا درس دینے والے مفکر یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ امریکہ اور اس کے حواری ہر مسلم ملک کو اپنی شکارگاہ سمجھتے ہیں اور جب جہاں چاہتے ہیں اپنا کیمپ لگا دیتے ہیں- ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کے مصداق اگر کوئی سر پھرا فلسطینی یا پھر اسامہ کا کوئی جیالا ان فرعونوں کو سبق سکھانے کے لیے مشہور جنگی حربے شب خون سے ملتی جلتی کوئی کارروائی کریں تو مغرب اور اس کے تمام ثناخواں ان مجبوروں کو دہشت گرد کے نام سے یاد کرتے ہیں-

وہ اور کیا کریں؟ ان مظلوموں کے پاس نہ کوئی وطن ہے اور نہ کوئی فوج- ان کے پاس ملکوں کے حکمران پر بک چکے ہیں- ایسی صورت میں شب خون ہی مارا جا سکتا ہے- کوئی یہ نہیں سوچتا کہ یہ سب کچھ کرنا ان دیوانوں کا حق ہے- سارے کے سارے لوگ مل کر ان پروانوں کو سفاک دہشت گرد کہنے پر تل جاتے ہیں-

ان سرفروشوں میں ایک اسامہ بن لادن بھی ہے- وہ صرف ایک ہے وہ اگر شہید ہو جائے تو اس کے باقی ساتھی اس کی جگہ لینے میں دیر نہیں دکھائیں گے- امریکہ کس کس کو گرفتار کرے گا اور کس کس کو ہلاک- بقول شاعر ''ہر گھر سے اسامہ نکلے گا تم کتنے اسامہ مارو گے'' اسامہ بن لادن دہشت گرد نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا پاگل درندہ جیسا کہ مغربی میڈیا اس کو دکھا رہا ہے- وہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں جیسے ایمان کا مالک اور اصحاب رسولؐ جیسا اپنوں میں نرم خو اور ظالموں کے سامنے سخت- بقول اقبال

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

ساری دنیا نے اسامہ کی تصویریں دیکھ رکھی ہیں- نہ ہی اس کے چہرے کی جلد کسی شقی القلب انسان جیسی کرخت ہے اور نہ ہی اس کی آنکھیں کسی ظالم اور سفاک درندے جیسی

خونخوار- اس کے ہونٹ کسی کے خون کے پیاسے نہیں ہوتے اور جن لوگوں نے اسامہ کی تقاریر سن رکھی ہیں(۱)- وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کی آواز انتہائی ملائم' لب ولہجہ گداز' بیان شیریں اور مدلل ہوتا ہے- اقبال نے برسوں پہلے کسی قائد کی خوبیاں گنوائی ہیں-

نگہ بلند' سخن دلنواز' جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

سچ تو یہ کہ اخبارات نے جب اسامہ اور بش کی تصاویر آمنے سامنے شائع کیں تو اسامہ کے مقابلے میں بش کی آنکھیں اور چہرہ کسی سفاک آدمی سے مشابہہ نظر آتا تھا- اسامہ بن لادن کون ہے؟ اس سوال کے ساتھ بہت سے لوگوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے- یہ شخص جنہیں مغربی میڈیا عرب کا منحرف شہزادہ کہتا ہے- ۱۴ مئی ۱۹۵۷ء کو محمد بن عود بن لادن کے گھر پیدا ہوئے- اسامہ کے والد کا تعلق شام کے ایک مذہبی اور دیندار گھرانے سے ہے- اسامہ کے والد ۱۹۳۰ء میں جنوبی یمن کے علاقے حضرموت سے ہجرت کر کے سعودی عرب آئے- انہوں نے جدہ کی بندرگاہ پر ایک غریب قلی کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا- جب ان کا انتقال ہوا تو سعودی عرب کی سب سے بڑی تعمیراتی کمپنی کے مالک بن چکے تھے- محمد بن لادن ایک انتہائی ذہین اور اعلیٰ منتظم تھے- ان کی یمن کے شہر حضرت موت میں زندگی کے بارے میں کسی کو کوئی علم نہیں- ۱۹۵۰ء کے بعد سے محمد بن لادن کی سوانح کا پتہ چلتا ہے- وہ سعودی بادشاہ شاہ سعود کے قریبی دوست خیال کیے جاتے تھے- انہوں نے شاہی محل کی تعمیر کے لیے سب سے کم نرخ پر ٹینڈر دیا- کاروباری مبصرین کا خیال تھا کہ محمد بن لادن نے اپنا کاروبار داؤ پر لگا دیا ہے- کیونکہ اتنے کم نرخ پر کوئی فرم کام کرنے کے لیے تیار نہیں تھی- تاہم ان کی اعلیٰ معیار کی تعمیر نے شاہ سعود کے دل میں ان کے لیے خاص مقام پیدا کر دیا- پھر سعودی عرب میں تیل بھی نکل رہا تھا- جس نے اسامہ کے والد کی دولت کو

چار چاند لگا دیا- جس وقت شاہ سعود اور شہزادہ فیصل کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی جاری تھی تو دانشمند محمد بن لادن نے شاہ فیصل کا ساتھ دیا- شاہ فیصل مسلمانوں کے لیے اچھے جذبات کے حامل تھے- اس لیے دیندار محمد بن لادن نے ان کی حمایت کرنا پسند کیا- آخر کار شاہ سعود فیصل کے حق میں دستبردار ہو گئے- جب شاہ فیصل نے اقتدار سنبھالا تو سعودی عرب کا خزانہ بالکل خالی تھا اور ملک شدید ترین اقتصادی بحران سے دوچار تھا- کہتے ہیں کہ اسامہ کے والد نے شاہ فیصل کو بحران سے نکالنے کے لیے سعودی حکومت کے ملازمین کی ۶ ماہ کی تنخواہیں اپنی جیب سے ادا کیں- شاہ فیصل نے اسامہ کے والد کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ساری سرکاری تعمیرات کے ٹھیکے بن لادن کمپنی کو دے دیئے- دوسرے لفظوں میں انہیں وزیر تعمیرات مقرر کر دیا- اسامہ کے والد ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے- جو بڑے زم خو اعلیٰ پائے کے منتظم اور محنتی شخص تھے- وہ اپنے ماضی کو زندگی بھر نہیں بھول پائے- انہوں نے اپنی ابتدائی زندگی میں زیر استعمال رہنے والے قلی کے بیگ کو اپنے ڈرائینگ روم میں ایک ٹرافی کی طرح سجا کر رکھا ہوا تھا- اسامہ کے والد نے تقریباً دس شادیاں کیں لیکن ایک وقت میں صرف چار بیویاں ہی رکھیں- محمد بن لادن کے ۵۲ بچے اور ان کی مائیں ایک ہی چھت تلے رہتے تھے- اسامہ کی عمر ۱۳ سال تھی- جب ان کے والد ایک فضائی حادثے میں انتقال کر گئے بن لادن کمپنی میں تقریباً چالیس ہزار افراد اب بھی کام کرتے ہیں- اسامہ کی عمر ۱۷ سال کی ہوئی تو ان کی شادی ہو گئی- ان کی بیوی ایک شامی خاتون تھیں- جو ایک راسخ العقیدہ مسلمان گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں- یورپی مصنفوں کے مطابق ان کی بیوی کے طرز زندگی نے اسامہ کو گناہ سے دور رکھا- اسامہ نے پرائمری ثانوی اور یونیورسٹی کی تعلیم جدہ سے حاصل کی اور کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی سے پبلک ایڈمنسٹریشن میں ۱۹۸۱ء میں ڈگری حاصل کی- پاکستان میں چھپنے والی اسامہ سے متعلق بعض کمرشل کتابوں میں اسامہ کے

بارے میں بہت سی اوٹ پٹانگ اور بے بنیاد باتیں لکھ دی گئی ہیں- مشہور ہے کہ انہوں نے برطانیہ سے انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی- لیکن یہ بات غلط ہے- وہ آج تک یورپ نہیں گئے- سعودی عرب کے علاوہ شام' پاکستان اور سوڈان وہ ملک ہیں جن کا اسامہ نے دورہ کیا- سوئٹزرلینڈ' فلپائن اور لندن یاترا کی تمام کہانیاں جھوٹی ہیں- ایک مغربی رپورٹ کے مطابق اسامہ بن لادن کی پرورش بڑے مہذب انداز میں ہوئی- وہ انتہائی شریف النفس' سخی' فیاض اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک ہیں- کروڑوں ڈالر کا مالک یہ شخص جدہ کے فلیٹ میں رہ رہا ہو یا افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں ان کی زندگی' لباس اور خوراک انتہائی سادہ ہے- شرمیلی طبیعت کے مالک ہیں- بارعب' کم گو اور زیادہ وقت سوچ بچار میں گزارنے والے ہیں- آج تک انہیں کسی نے قہقہہ لگاتے نہیں دیکھا- وہ زیر لب مسکرانے کے عادی ہیں- ان کی تقاریر میں گہرا فلسفہ پایا جاتا ہے- وہ انتہائی پڑھے لکھے اور وسیع مطالعے کے حامل ہیں اور زیادہ تر وقت مطالعے میں گزارتے ہیں- ذرائع ابلاغ کی مانیٹرنگ' معلومات اکٹھی کرنا اور تحقیق ان کے مرغوب مشغلے ہیں- وہ جہاں بھی جاتے ہیں ڈیٹا مینجمنٹ ٹیم ان کے ساتھ ہوتی ہے- وہ انتہائی سخت حالات میں بھی اپنے حواس بحال رکھتے ہیں- ان کا سب سے غیر معمولی خاصہ ان کی دلیری ہے- اگر ان کے پاؤں کے قریب بھی بم پھٹ جائے تو وہ حواس باختہ نہیں ہوتے- وہ چالیس سے زائد مرتبہ شدید گولہ باری کا شکار ہوئے- جبکہ ان کے چاروں طرف انسانی خون اور ان کے دوستوں کے جسم کے چیتھڑے بکھرے پڑے تھے- ایک دفعہ ایک سکڈ میزائل ان سے صرف سترہ میٹر کے فاصلے پر پھٹا- اس طرح ایک کیمیائی ہتھیاروں کے حملے میں وہ بال بال بچ گئے- متعدد بار زخمی ہو چکے ہیں وہ اپنے گرد و نواح میں کوئی الیکٹرانک چیز نہیں رکھتے- بعض اوقات تو ہاتھ کی گھڑی تک سے پرہیز کرتے ہیں- اگرچہ وہ اعلیٰ پائے کے مفکر ہیں لیکن علماء کے سامنے اپنے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آپ کو حقیر خیال کرتے ہیں۔

اسامہ بچپن میں ایک غیر معمولی بچہ تھے۔ انہوں نے اپنا خاندانی کام کاج دوران تعلیم سیکھ لیا تھا۔ ۱۹۷۳ء میں وہ اسلامی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لینے لگے تھے۔ اسامہ کا خاندان اپنے والد کی روش پہ چلتے ہوئے حج کے دنوں میں نامور علماء کی میزبانی کرتا ہے۔ اسامہ بچپن میں ان علماء کے ساتھ مذہبی مسائل پر باتیں کرتے اور سوال پوچھتے۔ انہیں حجاج مہمانوں میں افغانستان کے گلبدین حکمت یار سے پہلی بار اسامہ کی ملاقات ہوئی۔ یونیورسٹی میں بھی وہ اسلامی فکر کے حامل اساتذہ کے قریب رہے۔ ۱۹۸۰ء میں کعبہ پر قبضہ کرنے والے افراد کے ساتھ اسامہ کا کوئی تعلق نہیں تھا جیسا کہ بعض لوگوں نے لکھا ہے۔ یونیورسٹی کی تعلیم کے دوران انہیں فلسطینی مجاہد عبداللہ عزام سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔

۲۶ دسمبر ۱۹۷۹ء کو بائیس سالہ عرب پتی نوجوان اسلامی دنیا کی نئی تاریخ رقم کرنے افغانستان کے بنجر اور سنگلاخ پہاڑوں پر جانے کے لیے کراچی کے ایئر پورٹ پر اترا۔ جہاں جماعت اسلامی ان کی میزبان تھی۔ کراچی سے پشاور آ کر انہوں نے افغان مہاجرین اور حریت پسند مذہبی لیڈروں سے ملاقات کی۔ جن میں ربانی اور غلام رسول سیاف بھی شامل تھے جو حج کے دوران ان کے گھرانے کے مہمان رہے تھے۔ اسامہ ایک ماہ تک پاکستان میں خفیہ طور پر رہے۔ ایک ماہ بعد وہ واپس سعودی عرب چلے گئے۔ سعودی عرب جا کر انہوں نے افغانوں کی مالی امداد کے لیے لابنگ کی اور بہت سا سرمایہ لے کر پاکستان واپس آئے۔ ان کا یہ قیام بھی ایک ماہ سے زیادہ نہیں رہا اور واپس چلے گئے۔ ۱۹۸۱ء تک یہی سلسلہ جاری رہا اور پھر انہوں نے شوق شہادت سے مغلوب ہو کر جہاد میں باقاعدہ حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ ان کی جہاد میں شمولیت سے سعودی اور دیگر عرب نوجوان بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے اپنا ٹھکانہ افغانستان کے اندر قائم کر لیا۔ ۱۹۸۴ء میں انہوں نے مجاہدین کو منظم کرنے کے لیے پشاور میں دفتر کھولا۔ جس کا نام ''بیت الانصار'' رکھا گیا۔ اس مہمان خانے میں عرب سے آنے والے مجاہدین قیام کرتے جہاں سے انہیں محاذ پر بھیجنے یا تربیت دینے کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا۔ اسی دوران انہوں نے عبداللہ عزام کی سربراہی میں جہاد سروس بیورو قائم کیا۔ یہ بیورو ذرائع ابلاغ نشر و اشاعت اور خیراتی کاموں میں بڑا سرگرم تھا۔ اس بیورو نے عربوں اور آرام سے بیٹھے ہوئے مولویوں کو جہاد کی طرف راغب کرنے کی ترغیب دی۔ ۱۹۸۶ء میں ان کی زندگی میں ایک ڈرامائی موڑ آیا اور وہ ایک عملی مجاہد کے روپ میں متعارف ہوئے انہوں نے اپنا مرکز مشرقی افغانستان کے صوبے ننگر ہار میں منتقل کر لیا اور گلبدین حکمت یار کی حزب اسلامی کے پرچم تلے کام شروع کر دیا۔ وہ خوست میں واقع تربیتی کیمپ ''البدر'' میں تربیت دینے والے گوریلا جنگ کے ماہرین کو تین تا چار ہزار ڈالر ماہانہ تنخواہ دیتے تھے۔ ان ماہرین نے سات سو کے قریب عرب مجاہدین کی تربیت کی۔

انہوں نے روس کے خلاف جنگ میں عملی طور پر حصہ لیا اور جلال آباد کے محاذ پر روسی فوج کو بدترین شکست دی۔ ۱۹۸۰ء میں ہی اس نوجوان نے ''القاعدہ'' کے نام سے ایک مجاہد تنظیم کی بنیاد رکھی اور ۹ سال تک جہاد کرنے کے بعد ۱۹۸۹ء میں روسی فوجوں کے انخلاء کے ساتھ ہی سعودی عرب واپس چلے گئے۔ جہاں ان کا استقبال ایک ہیرو کی طرح کیا گیا۔ سعودی عرب میں انہوں نے حکومت مخالف سرگرمیوں میں حصہ لیا تو حکومت نے انہیں گھر میں نظر بند کر دیا۔ عراق کی جنگ میں وہ امریکہ سعودی اتحاد کے سب سے بڑے مخالف کے طور پر سامنے آئے۔ سعودی عرب میں اسامہ کا سب سے بڑا مخالف وزیر داخلہ شہزادہ نیاف تھا۔ جو بڑا ضدی اور خودسر تھا۔ شہزادہ نیاف غیر ملکی دورے پر گیا تو اسامہ سعودی عرب سے فرار ہو گئے۔ اسامہ اپریل ۱۹۹۱ء میں فرار ہو کر پاکستان پہنچے وہ جانتے تھے کہ پاکستانی خفیہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ادارے انہیں پکڑ کر سعودی عرب کی حکومت کے حوالے کر دیں گے- چنانچہ وہ فوری طور پر افغانستان چلے گئے- جب وہاں پہنچے تو مجاہدین کے گروہوں کو روسیوں کی شکست کے بعد آپس میں دست و گریبان پایا- انہوں نے گروہوں کے درمیان صلح کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے- وہ افغانیوں کی باہمی چپقلش میں کسی فریق کے حمایتی نہ بنے- اس دوران سعودی حکومت نے امریکہ اور پاکستان کے تعاون سے ان کے قتل کی سازش کی جس کا بروقت علم ہونے پر انہوں نے افغانستان چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا- یہاں سے ہجرت کر کے وہ سوڈان روانہ ہو گئے- کیونکہ اس وقت سوڈان کی برسر اقتدار حکومت نے اسلامی نظام قائم کرنے کا اعلان کیا تھا-

۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۴ء کے دوران سعودی حکومت نے ان کے اثاثے منجمد کر دیئے اور ۱۹۹۹ء میں سعودی حکومت نے ان کی شہریت منسوخ کر دی- جس پر اسامہ نے پہلی مرتبہ سعودی حکومت کو خط لکھا کہ انہیں خود کو بطور سعودی شہری متعارف کروانے کا کوئی شوق نہیں- انہوں نے سعودی علماء اور مجاہدین پر مشتمل "ایڈوائس اینڈ ریفارم کمیٹی" بنائی جس نے سترہ کے قریب کتابچے شائع کیے-

۱۹۹۵ء میں ریاض میں ہونے والا کار بم دھماکہ اسامہ کے کھاتے میں ڈالا گیا تو امریکہ اور سعودیہ نے سوڈان حکومت پر دباؤ ڈال کر اسامہ کو ایک بار پھر افغانستان ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا-

دربدر کی ٹھوکریں کھانے والا یہ عرب شہزادہ اگر چاہتا تو آرام سے اپنے والد کی تعمیراتی کمپنی "شرکۃ الادن" کے لیے کام کرتا رہتا اور دنیاوی زندگی کی عیاشیوں سے لطف اندوز ہوتا- شرکۃ الادن بہت بڑی تعمیراتی کمپنی ہے- جس نے سعودی عرب کی بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کی ہیں- خصوصاً مقامات مقدسہ یعنی "مسجد نبوی" اور بیت اللہ شریف کی تعمیر بھی شرکۃ الادن کے ہاتھوں ہوئی- یہ بات بھی بعض لوگوں نے لکھی ہے کہ اسامہ کی کمپنی جدہ شہر کو بجلی سپلائی کرنے والے پاور پلانٹ کی بھی مالک ہے-

اسامہ کے والدین مذہبی طور پر پختہ ایمان کے مالک تھے- اسامہ کے والد چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو ایک بار پھر سہارا دے اور ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا باعث بنے- اسی طرح اسامہ کی والدہ بھی اپنے اس فرزند کو اسلام کا ایک سپاہی دیکھنا چاہتی تھیں-

جزیرہ عرب پر اگر چہ یہود و نصاریٰ کا قبضہ خلافت عثمانیہ کے انہدام کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا- لیکن اتنی بڑی تعداد میں یہود و نصاریٰ کی افواج جزیرہ عرب میں ۱۹۹۲ء کی خلیج جنگ کے بہانے سے داخل ہوئی- خلافت عثمانیہ کا اختتام اس وقت ہوا- جب لارنس آف عریبیہ کرنل لارنس کی سازشوں کے نتیجے میں عرب نیشنلزم کا نعرہ بلند ہوا- عرب کی زمین کے نیچے تھرکتے تیل کی بو یورپین لومڑیاں سونگھ چکی تھیں- چنانچہ عربوں کو ترکوں کی غلامی سے نجات دلانے کا ڈھونگ رچا کر برطانیہ نے پہلی جنگ عظیم کے دوران عرب پر فتح حاصل کر لی تھی- انگریز کے کٹھ پتلی عرب حکمران شیخ شریف حسین کی حکومت اگر چہ شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن نے بذریعہ انقلاب ختم کر دی تھی- تاہم شاہ عبدالعزیز اور پھر ان کے بیٹوں نے اہل مغرب کی اطاعت کا شعار بدستور اپنائے رکھا- شاہ عبدالعزیز کے شاہ سعود سے چھوٹے بیٹے شاہ فیصل کا ذہن خاصا مذہبی اور آزادی پسند تھا- لیکن ان کے پیشرو اپنے تیل کے کنویں برطانیہ کے ہاتھوں ۹۹ سال کے پٹے پر دینے کے بعد اپنی آزادی خود بخود سلب کروا چکے تھے- شاہ فیصل کے دل میں بغاوت مچلتی رہتی تھی- یہی وجہ ہے کہ محمد بن عود بن لادن جیسے جہاد پسند لوگ شاہ فیصل کے عمائدین سلطنت تھے اور انہی جرائم کی بدولت امریکہ نے شاہ فیصل کو قتل کروا دیا تھا- بعد کی حکومتیں یعنی شاہ خالد اور شاہ فہد یورپ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور امریکہ کے حضور جھکے رہے اور بالآخر شاہ فہد کے عہد میں عراق کویت جنگ کے بہانے سے امریکہ ایک لاکھ پچیس ہزار فوجی لے کر مسلمانوں کی مقدس سرزمین پر عملاً آن قابض ہوا- سوال یہ ہے کہ برطانیہ کے زیر تسلط رہنے والے عرب کے حکمران امریکہ کے زیر قبضہ کیسے آئے- دراصل ۱۹۴۵ء کی دوسری جنگ عظیم میں جس وقت ہٹلر نے برطانیہ کی گردن دبوچ لی اور جاپان کی فوجیں روس کی سرحدوں کو کراس کرنے لگیں- اسی طرح جس وقت منہ زور جاپانیوں نے امریکی پرل ہاربر پر خوفناک حملہ کر دیا تو امریکہ کے پاس اپنی اور برطانیہ کی بقاء کے لیے ایک ہی راستہ تھا کہ وہ جاپان کے شہروں پر ایٹم بم پھینک دے لیکن امریکہ نے برطانیہ پر یہ احسان کرنے سے پہلے برطانیہ سے جو شرائط منوائیں ان میں عرب ممالک اور برصغیر سے برطانیہ کی دست برداری کی شرط بھی شامل تھی-"مرتا کیا نہ کرتا" کے مصداق برطانیہ کے سربراہ ونسٹن چرچل نے یہ سودا منظور کر لیا اور حسب وعدہ ایٹم بم کے دھماکوں کے بعد کچھ ہی عرصے میں عرب ممالک اور برصغیر امریکہ کے لیے خالی کر دیا-

یوں اہل عرب ایک سوداگر کے ہاتھوں بک کر دوسرے سوداگر کے ہاتھ میں آ گئے- مذکورہ بالا حقائق کی رو سے اہل عرب کو یہود و نصاریٰ کی غلامی کا طوق پہنے کم و بیش ۸۶ برس ہو چکے ہیں- اس پورے دورانیے میں یہود و نصاریٰ نے اہل عرب پر طرح طرح کے مظالم توڑے- پہلی جنگ عظیم کے بعد فلسطین میں یہودیوں کو دنیا بھر سے لا لا کر آباد کیا جاتا رہا- گن پوائنٹ پر عربوں کی زمینیں چھین چھین کر یہودیوں میں بانٹی گئیں- دوسری جنگ عظیم کے دوران ہٹلر نے حرمین میں مقیم جن یہودیوں کو دھکے دے کر نکال دیا تھا- امریکہ اور برطانیہ نے انہیں بھی فلسطینی عرب میں آباد کر دیا اور اسرائیل کے نام سے اچانک ایک نئی ریاست کا اعلان کر دیا- ظالم اور سفاک یہودیوں نے نہتے فلسطینیوں کو چھیاسی سال پہلے مارنا شروع کیا اور آج تک بے گناہ مارتے اور قتل کرتے چلے آ رہے ہیں- ۱۹۶۹ء بعد اسرائیل نے بیت المقدس پر بھی قبضہ کر لیا اور یوں خلافت عثمانیہ سے الگ ہونے والے بھولے عرب مسلمانوں کی ناک کاٹ لی-

اس قسم کے تاریخی حقائق عرب نوجوانوں کی ذہنیت سمجھنے کے لیے کافی مددگار ثابت ہوتے ہیں- اس طویل عرصے میں مسلمانوں کے اندر نفرت کا لاوا پکتا رہا جو بالآخر اسامہ بن لادن اور اس کے ساتھیوں کے لشکر کی صورت میں نمودار ہوا-

آج اسامہ کے لیے اس کے اپنے وطن کی سرزمین تو تنگ ہے لیکن پوری دنیا میں پھیلی اس کی جانثار فورس امریکہ کے خلاف اتنی بڑی جنگ لڑ رہی ہے- جو شاید امریکہ کے ساتھ لڑنے کی جرات دنیا کا کوئی اور ملک نہیں کر سکتا- یہ چند بے سروسامان نوجوان ہیں جن کی مجموعی تعداد کا اندازہ ساٹھ سے نوے ہزار تک لگایا جاتا ہے- لیکن امریکہ اور اس کے حواری گزشتہ بیس سالوں سے اس عفریت کے مقابلے میں شکست خوردہ ہی رہے ہیں-

برطانیہ اور امریکہ جس سعودی عرب کے تیل اور سونے کے ذخائر دونوں ہاتھوں لوٹ رہے تھے تو ان کا دوسری جنگ عظیم کا اتحادی اور پرانا ساتھی روس لالچ سے رال ٹپکا رہا تھا- بالآخر روس سے نہ رہا گیا اور اس نے تیل کے چند کنوؤں کے حصول کے لیے اپنی اتی ہزار افواج افغانستان کے راستے اس مشن کے لیے میدان میں اتار دی- عرب کے تیل کو خون کی طرح پینے والے امریکہ کو کب پسند تھا کہ اس کے لوٹ کے مال پر کوئی اور قبضہ کر لے- امریکہ نے روس کو افغانستان میں ہی روکنے کی کوشش کی- اس کے لیے امریکہ نے جو لائحہ عمل تیار کیا اس میں امریکہ سے ایک بہت بڑی بھول ہو گئی کہ امریکہ نے جہاد کا نام لے کر از خود مسلمان نوجوانوں کو روس کے خلاف اکسایا- اسامہ بن لادن نے جب اس صورت حال کا ادراک کیا تو ان کے دل میں اسلام کے ایک بڑے دشمن اور امریکہ کے سابقہ اتحادی کو خود امریکہ کے ہاتھوں برباد کرنے کا اچھوتا خیال پیدا ہوا- اسامہ نے روسی جارحیت کے فوراً

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بعد یعنی ۱۹۷۹ء میں افغان روس جہاد میں شرکت کے لیے رخت سفر باندھا۔ اس وقت اسامہ کو اسلامی جہاد کے لیے ایک نیٹ ورک بنانے کی ضرورت تھی۔ لہٰذا انہوں نے ہر منافق کی امداد کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ یہ امریکہ ہی تھا جس نے سب سے پہلے اسامہ کو عالم اسلام کے سپرد کیا تھا۔ جس طرح بندوق سے نکلی ہوئی گولی واپس نہیں آتی۔ بالکل اسی طرح امریکہ کے مدبرین کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ آج تک واپس نہیں ہو سکے اور وقت نے ثابت کر دیا کہ اسامہ بن لادن بجا طور پر عالم اسلام کا ہیرو ہے۔

روس افغان جنگ کے دوران جنرل ضیاء الحق نے متعدد بار اسامہ سے ملاقات کی اور اسامہ کو روس کے خلاف جہاد کرنے پر مبارک باد دی۔ اسامہ بھی خاموشی سے جدید امریکی مشینری، اسلحہ اور دیگر عسکری سامان افغانستان کے پہاڑوں میں منتقل کرتے رہے۔ اخباری ذرائع کے مطابق اسامہ نے لاکھوں ڈالر کی بھاری مشینری C130 طیاروں اور بحری جہازوں کے ذریعے کراچی کی بندرگاہ اور پشاور کے ایئرپورٹ سے افغانستان منتقل کی۔ ان کی عقابی نگاہیں اس وقت ۲۰ سال بعد یعنی آج کے منظر کو بھانپ چکی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جلال آباد، قندھار اور خوست کے پہاڑوں کے علاوہ دیگر کئی نامعلوم مقامات پر زیر زمین بنکرز اور سرنگیں بنانا شروع کر دیں۔ روس کے ساتھ دس سال برسر پیکار رہنے کے دوران اسامہ نے عرب سے ہزاروں جانباز افغانستان بلوا لیے۔ جنہیں دوران جہاد دشوار گزار عسکری تربیت گاہوں میں متواتر کمانڈو ٹریننگ دی جاتی رہی اور اس طرح دس سال کے عرصے میں ایک اسامہ نے اپنے جیسے ہزاروں نئے اسامہ تیار کر لیے۔ راقم الحروف ذاتی طور پر ان معسکرات کا دورہ کر چکا ہے جہاں اسامہ بن لادن کے عرب مجاہد ساتھیوں کو تربیت دی جاتی تھی اور راقم الحروف کابل کے قریب بگرام کے محاذ کی ایک چوکی پر اسامہ بن لادن کے دو تربیت یافتہ ساتھیوں ابومحلحل اور ابوایمن کو مل چکا ہے۔ ابو محلحل کی تربیت کا

یہ عالم تھا کہ راقم کو اس کے ساتھیوں نے چاری کار سے پسپائی کا واقع سناتے ہوئے بتایا کہ "ابو محلحل پیدل پسپائی کے دوران تعاقب میں آنے والے دشمن کے ٹینک پر بھاگ کر سوار ہو گیا اور ڈرائیور کے شیشے کو کیچڑ مل کر اندھا کر دیا۔ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اسامہ نے اپنے ساتھیوں کو اس درجہ مکمل کمانڈو تربیت دلوائی کہ ان کے لیے دنیا کا کوئی بھی معرکہ سر کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گیا۔ اسامہ کے ساتھیوں میں دنیا بھر کے مسلمان ممالک کے نوجوان شامل ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ عربی پھر پاکستانی، بنگلہ دیشی اور برمی مسلمان اور سب سے کم ہندوستانی مسلمان شامل ہیں۔

اب امریکہ ۱۱ ستمبر کی تباہی کا ذمہ دار ایک بار پھر اسامہ کو ٹھہراتے ہوئے انہیں گرفتار یا قتل کرنے کے لیے افغانستان کے ساتھ حالت جنگ میں ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسامہ کے خاتمے کے ساتھ اس عظیم لشکر جرار کا بھی خاتمہ ہو جائے گا جو ابومحلحل کی طرح ہر قسم کی تربیت سے آراستہ ہے۔ ۱۱ ستمبر کے واقعات نے امریکہ کو پاگل کر دیا ہے اور وہ اسامہ کو تلاش کرنے کے بہانے سے افغانستان پر اندھا دھند چڑھ آیا ہے۔ حالانکہ طالبان پہلے دن سے ہی بار بار اسامہ کے ملوث نہ ہونے کی یقین دہانی کراتے آئے ہیں۔ پھر پاکستانی وفد کی درخواست پر طالبان کے امیر ملا عمر نے علماء کی مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی بلایا تھا۔ جس میں علماء نے اسامہ کو اپنی مرضی سے کہیں چلے جانے کی درخواست بھی کر دی لیکن پھر بھی امریکہ مذاکرات کے لیے تیار نہ ہوا اور کروسیڈ کی تیاریاں شروع کر دیں۔

دراصل افغان روس جہاد کے خاتمے کے ساتھ ہی امریکہ نے کسی طوطا چشم دوست کی طرح آنکھیں پھیر لیں اور اسامہ جسے امریکہ نے عالم اسلام کا ہیرہ کہا تھا اب امریکہ کو اپنے لیے ایک بڑا خطرہ دکھائی دینے لگا۔ امریکہ نے مختلف حیلوں بہانوں سے اسامہ پر تنقید شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ۱۹۸۹ء میں افغان روس جہاد سے فراغت کے بعد اور افغان

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لیڈروں کی آپس کی خانہ جنگی سے مایوس ہو کر اسامہ جب وطن واپس لوٹا تو امریکہ نے اس کے خفیہ قتل کی سازشوں پر غور کرنا شروع کر دیا۔ اسامہ کچھ عرصہ تک بن لادن کمپنی میں کاروباری سرگرمیاں سرانجام دیتا رہا۔ پھر سعودی حکومت نے انہیں نظر بند کر دیا۔

۱۹۹۱ء میں اسامہ نے سوڈان میں رہائش اختیار کی اور خرطوم سے پوٹ سوڈان تک ۱۴۰۰ کلومیٹر طویل شاہراہ تعمیر کروانے میں مصروف رہے۔ اس دوران اسامہ نے سوڈانی عوام کے دین و دنیا کے لیے اس قدر فلاحی کام کیے کہ وہ جب سوڈان کی گلیوں میں نکلتے تو لوگ ان کے ہاتھوں کے بوسہ دینے کے لیے بے چین ہو جاتے۔ سوڈان میں خرطوم کے قریب دریائے نیل کے کنارے اسامہ کے بڑے بڑے زرعی فارم تھے۔ یہیں اسامہ نے تبلیغ اور تربیت کا کیمپ قائم کیا اور اسی کیمپ سے امریکہ نے سب سے پہلے دہشت گردوں کو تربیت دینے کا الزام لگایا۔ ۱۹۹۳ء میں امریکہ میں اسی ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں ایک بم دھماکہ ہوا تو امریکہ نے اس کا الزام اسامہ پر دھر دیا۔ پھر اسی سال صومالیہ میں اسامہ کے کمانڈوز نے صومالین مجاہد "فرخ عدید" کے ساتھ مل کر تقریباً ایک سو امریکی فوجی ہلاک کر دیئے۔ دو سال بعد ۱۹۹۵ء میں سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں ایک کار بم دھماکے سے تباہ ہوئی۔ جس میں پانچ امریکی ہلاک ہوئے۔ اس سے اگلے سال جون ۱۹۹۶ء میں سعودی عرب کے شہر الخبر میں ایک امریکی فوجی عمارت میں بڑا بم دھماکہ ہوا جس میں ۱۹ امریکی مارے گئے۔ اس دوران سوڈان کی حکومت پر امریکہ کا پریشر حد سے زیادہ بڑھ گیا تو انہوں نے اسامہ کو سوڈان چھوڑنے کی ہدایت کر دی۔ اسامہ ایک مرتبہ پھر افغانستان لوٹ آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب طالبان اپنی ابتدائی فتوحات اور قندھار و ہرات کی فتح کے بعد جلال آباد کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔ اسامہ بن لادن نے افغانسان آ کر ربانی حکومت سے پناہ طلب کی۔ اس وقت تک اسامہ طالبان کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے تھے۔ ربانی

حکومت نے اپنے ساتھیوں احمد شاہ مسعود اور حاجی قدیر کے مشورے سے اسامہ کو امریکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ بزنس ڈیل مکمل بھی ہو گئی اور دونوں طرف کے ذمہ دار افراد نے دستخط بھی کر دیئے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ابھی اسامہ جلال آباد ہی میں تھے کہ طالبان کی خالص اسلامی فوج پے در پے فتوحات کرتی اور علاقے فتح کرتی ہوئی جلال آباد پر چڑھ آئی۔ جلال آباد کی فتح نے اسامہ کو امریکہ کے ہاتھ فروخت ہونے سے بال بال بچا لیا۔ اسامہ اور طالبان جلال آباد میں ملنے کے بعد ایسے شیر و شکر ہوئے کہ آج تک کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی ان کو الگ نہیں کر سکی۔ یوں لگتا تھا جیسے جلال آباد کی فتح کے ساتھ ہی اسامہ کو اپنی منزل مل گئی۔ اس سے پہلے اسامہ بہت دکھی تھی۔ کیونکہ جس افغان جہاد کے لیے انہوں نے اپنی زندگی کے دس بہترین سال صرف کیے تھے۔ وہ جہاد مفاد پرست اور مکار افغان لیڈروں کی آپس کی خانہ جنگی کی نظر ہو گیا۔ افغانستان جسے اسامہ بن لادن ایک اسلامی طاقت ور جنگجو ملک کے طور پر سامنے لانا چاہتے تھے۔ روس افغان لڑائی کے دوران اتنا تباہ نہ ہوا تھا جتنا کہ گلبدین حکمت یار، احمد شاہ مسعود، صبغت اللہ مجددی یا برہان الدین ربانی کی آپس کی جنگ کے دوران ہوا۔ لیکن اسامہ کے دل کو اس وقت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قرار آ گیا جب خالص اسلامی لشکر نے لادین عناصر کا تعاقب شروع کر دیا۔ اب اسامہ پہلے کی نسبت زیادہ تیزی سے کام کرنے لگے۔ انہوں نے اپنی کروڑوں کی دولت طالبان کے لیے وقف کر دی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب طالبان کے لشکر کی کمان ملا عمر کے پسندیدہ سپہ سالار ملا بورجان کے ہاتھوں میں تھی۔ افسوس ہے کہ اہل پاکستان یا دنیا کے دیگر مسلمان ملا بورجان سے ناواقف ہیں۔ ملا بورجان کو بجا طور پر بیسویں صدی کا خالد بن ولید کہا جا سکتا ہے۔ وہ انتہائی ماہر اور مشاق سپہ سالار تھے۔ انہوں نے افغان روس جہاد کے دوران بھی اپنی بہادری کی لازوال داستانیں رقم کیں اور روسی افواج کے خلاف کئی محاذوں پر داد

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شجاعت دی- جلال آباد پہنچنے کے بعد ملا بورجان کی سپاہ کو اسامہ کا تعاون بھی حاصل ہو گیا اور پھر چند ماہ بعد جب ملا بورجان کی افواج کابل کی طرف روانہ ہوئی تو اسامہ اور اس کے ساتھیوں کا برق رفتار عرب دستہ ان کے شانہ بشانہ تھا- کابل کی فتح کے دوران طالبان کو ایک بہت بڑا دھچکہ سہنا پڑا- یعنی کابل کے آخری معرکہ میں ملا بورجان نے انتہائی دلیری کے ساتھ لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور طالبان نے انہیں سروبی کے راستے پر وہیں دفن کیا جہاں ان کی شہادت ہوئی تھی- طالبان کے محفوظ ہاتھوں میں آنے کے بعد اسامہ نے اطمینان کا سانس لیا اور پوری دل جمعی کے ساتھ جہاد کے کام میں لگ گئے- طالبان نے ۱۹۹۶ء میں کابل فتح کر لیا تھا- گویا ایک ہی سال میں اسامہ نے انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ کئی حالات کا سامنا کیا- سوڈان سے مل کر ملک بدری پھر افغانستان کی لادین حکومت کے پاس غیر محفوظ پناہ- اس کے بعد طالبان کے ساتھ تاریخی ملاقات اور پھر کابل کی فتح تک کا تمام ہنگامی دور ۱۹۹۶ء کا سال ہی ہے-

امریکہ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ربانی حکومت کے ساتھ اسامہ کی حوالگی کا معاہدہ کر چکا تھا- اسامہ طالبان کے پاس آیا تو امریکہ نے طالبان کو معاہدہ یاد دلایا اور کہا کہ جب پچھلی حکومت ہمارے ساتھ دہشت گردوں کی حوالگی کا معاہدہ کر چکی ہے تو آپ بھی اس پر عمل کریں- لیکن طالبان نے انتہائی سخت الفاظ میں اسامہ کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا- یہیں سے امریکہ طالبان کے درمیان دشمنی کی ابتداء ہوئی- اسامہ نے طالبان کے زیر سایہ رہتے ہوئے اپنی مجاہد تنظیم ''القاعدہ'' کو پھر سے منظم کیا اور اپنے آپ کو ہر قسم کے امریکی حملے کے لیے تیار کر لیا-

۱۹۹۸ء کی ابتدا تک اسامہ کو زیادہ تر لوگ نہیں جانتے تھے- پہلی مرتبہ عالمی میڈیا پر اسامہ کا نام دہشت گردوں کے سرغنے کے طور پر اس وقت اچھالا جانے لگا- جب کینیا اور تنزانیہ کے امریکی سفارت خانوں میں بڑی نوعیت کے بم دھماکے ہوئے- ان دھماکوں میں ملوث ایک نوجوان ''محمد صادق ہویدا'' کو جب کراچی کے ہوائی اڈے سے گرفتار کر کے امریکی ایجنسیوں کے حوالے کیا گیا تو دوران تفتیش ہویدا نے بم دھماکوں میں ملوث ہونے کا اقرار کرتے ہوئے پہلی بار یہ بتایا کہ وہ اسامہ کا ساتھی ہے- اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کے دیگر پانچ ساتھی بھی اس کے ہمراہ تھے- جو کراچی ایئر پورٹ کے حکام کو چکمہ دے کر اپنے محبوب قائد اسامہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں- دوران تفتیش صادق ہویدا نے اپنے ساتھیوں کے نام بھی بتائے اور بتایا کہ اس کے دو ساتھی محمد صالح اور عبداللہ نے امریکی سفارت خانوں میں دھماکوں کے لیے استعمال کیے گئے بم تیار کیے تھے- ۷ اگست ۱۹۹۸ء کے روز کینیا کے دارالحکومت نیروبی اور تنزانیہ کے دار الحکومت دار السلام میں امریکی سفارت خانوں اور ملحقہ عمارتوں میں بیک وقت کئی بم دھماکے ہوئے- جس میں امریکیوں سمیت کم وبیش ۳۰۰ افراد ہلاک ہوئے اس وقت امریکہ کے صدر بل کلنٹن تھے اور ان دنوں بل کلنٹن اپنے اوپر مونیکا لیونسکی کی جانب سے لگائے گئے جنسی الزامات کا سامنا کر رہے تھے- کلنٹن کو امریکی سفارت خانوں کی تباہی کی اطلاع ملی تو انہوں نے ایک تیر سے دو شکار کرنے کے لیے بغیر سوچے سمجھے سوڈان اور افغانستان پر ٹام ہاک کروز میزائل فائر کر دیئے جن سے سینکڑوں بے گناہ شہری ہلاک ہوئے- افغانستان میں معسکر خالد بن ولید پر پھینکے جانے والے ۷۰ کروز میزائلوں میں سے صرف چار نشانے پر لگے اور باقی نے میزائلوں نے پاکستان کے بعض بعض علاقوں میں بن پھٹے اترنے کا ارادہ کر لیا-

اس موقع پر بھی امریکہ نے پاکستان کی فضائی اور سمندری حدود کی خلاف ورزی کی اور تمام آپریشن انتہائی تیز رفتاری اور چابک دستی کے ساتھ مکمل کیا- البتہ پاکستان کے جنرل جہانگیر کرامت کو عین اس وقت امریکی وزیر دفاع جنرل رالسٹن نے اچانک ''سٹاپ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اوور" کے نام سے از خود فوری ملاقات کر کے میزائل فائر کرنے کے بارے میں بتایا-

امریکہ کی اس غنڈہ گردی پر دنیا بھر کے مسلمانوں نے بے پناہ احتجاج کیا-لیکن نقار خانے میں طوطی کی آواز کسی کو سنائی نہ دی- اسی سال ۲۵ مئی ۱۹۹۸ء کے روز اسامہ نے غیر ملکی صحافیوں کی ۱۴ رکنی ٹیم کے سامنے "انٹرنیشنل اسلامک فرنٹ" کے قیام کا اعلان کیا-جس میں اسامہ نے امریکہ اور اسرائیل کے خلاف کھلم کھلا جنگ کرنے کا عندیہ دیا-صرف تین روز بعد ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کے دن پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کر کے پوری دنیا کو حیران کر دیا-مئی کے مہینے میں اسامہ کے فرنٹ کا اعلان اور پھر تین روز بعد ایٹمی دھماکوں نے امریکہ کو مسلمانوں کی طرف سے پوری طرح خبردار کر دیا-مئی کے بعد جون اور جولائی گزرنے کی دیر تھی کہ اگست میں ۲۰ اور ۲۱ اگست کی درمیانی شب امریکہ نے اسامہ پر دہشت گردی کا الزام لگاتے ہوئے سوڈان اور افغانستان پر آب دوز کے ذریعے کروز میزائل مار کر مسلمانوں کو ان کے پر پرزے نکالنے کی سزا دی-

کلنٹن نے یہ میزائل فائر کر کے جہاں ایک طرف مسلمانوں کی تادیب کی وہاں دوسری طرف امریکہ میں اپنے اوپر لگنے والے جنسی الزامات کا ازالہ کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی فی الفور وہائٹ ہاؤس سے ایک پرجوش خطاب کیا جس کے ذریعے عالم اسلام اور اپنی قوم کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کی-

اسامہ بن لادن پر امریکی الزامات کی فہرست اگرچہ بہت طویل ہے-لیکن ہم یہاں صرف بل کلنٹن کی تقریر میں لگائے گئے الزامات کو درج کر رہے ہیں-بل کلنٹن نے کہا

"میرے ہم وطنو!

آج میں نے اپنی مسلح افواج کو افغانستان اور سوڈان میں دہشت گردوں کے ٹھکانوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا ہے- کیونکہ یہ ہماری قومی سلامتی

کے لیے خطرہ تھے- میں آپ سے اس عمل کے مقاصد کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کیوں ضروری تھا-

دہشت گردوں کا مشن قتل کرنا ہے اور ان کی تاریخ خونیں ہے-گزشتہ چند برسوں میں انہوں نے صومالیہ' امریکہ' بیلجیم اور پاکستانی امن کے رکھوالوں کو مارا- انہوں نے امریکہ کے صدر اور پوپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا- انہوں نے بحرالکاہل کے اوپر امریکہ کے چھ' ۷۴۷ طیاروں کو بم سے تباہ کرنے کا پلان بھی بنایا- انہوں نے پاکستان میں امریکہ سفارت خانے کو بم سے اڑایا-انہوں نے مصر میں جرمن سیاحوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا-

دہشت گردی کے ماضی قریب میں ہونے والے واقعات ہماری یادداشت میں تازہ ہیں- دو ہفتے قبل اس وقت بارہ امریکی اور تقریباً تین سو کینیائی اور تنزانیہ کے باشندے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ۵ ہزار زخمی ہوئے- جب نیروبی اور دار السلام میں ہمارے سفارت خانوں کو بم کا نشانہ بنایا گیا-

ہمارے حساس اداروں کی مصدقہ اطلاع کے مطابق اسامہ بن لادن کا دہشت گرد نیٹ ورک ان حملوں کا ذمہ دار ہے- ان اطلاعات کی وجہ سے ہمیں یقین ہے کہ اسامہ بن لادن کے گروپ نے ہی بم کے حملوں کی منصوبہ بندی کی- پیسہ مہیا کیا اور حملے کیے- امریکہ نے کئی سال دہشت گردی کے خلاف جنگ کی ہے- جہاں جہاں ممکن تھا ہم نے قانونی اور سفارتی ذرائع کے ذریعہ یہ جنگ لڑی- "امریکی قانون کے لمبے ہاتھ پوری دنیا کے گرد پہنچ چکے ہیں(۱)-" نیویارک' ورجینیا اور بحرالکاہل پر حملے کرنے کے ملزمان پر ہم نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مقدمہ چلایا- ہم نے خاموشی سے دہشت گردوں کو منتشر کیا اور ان کے منصوبوں کو ناکام کر دیا- ہم نے ان ممالک کو بھی تنہا کر دیا جو دہشت گردی میں ملوث تھے- ہم نے دہشت گردی کے خلاف بین الاقوامی اتحاد بنانے کے لیے بھی کام کیا- مگر ایسے مواقع آئے اور آئیں گے- جب قانونی اور سفارتی ذرائع ناکافی ہوں گے اور ہمیں شہریوں کی حفاظت کے لیے ضروری اقدامات کرنے ہوں گے- اس شہادت کے بعد کہ اسامہ بن لادن کے نیٹ ورک امریکی اور دوسرے آزادی پسند لوگوں پر مزید حملے کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں- میں نے فیصلہ کیا کہ امریکہ کو لازماً کارروائی کرنا ہوگی- لہٰذا آج صبح اپنی قومی سلامتی کی ٹیم کے متفقہ مشورے پر میں نے اپنی مسلح افواج کو بن لادن کے نیٹ ورک کی طرف سے خطرے کو روکنے کا حکم دیا ہے-

آج امریکہ نے افغانستان میں دہشت گردی کے ٹھکانوں پر اور سوڈان پر بیک وقت حملے کیے- ہماری افواج نے دنیا کے سب سے زیادہ متحرک دہشت گردی کے اڈوں کو نشانہ بنایا- جہاں بن لادن کے نیٹ ورک کے سب سے اہم عناصر موجود تھے- جہاں دنیا کے مختلف حصوں سے ہزاروں دہشت گردوں کو تربیت دی جاتی ہے- ہم یقین سے کہتے ہیں کہ وہاں آج بڑے دہشت گرد لیڈروں کا اجتماع ہوتا تھا جو کہ ہمارے تیز تر اقدام کی وجہ سے ناکام ہو گیا-

ہماری افواج نے سوڈان کی ایک ایسی فیکٹری کو بھی نشانہ بنایا جس کا تعلق بن لادن کے نیٹ ورک سے تھا- اس فیکٹری میں کیمیائی ہتھیاروں میں استعمال ہونے والا مواد استعمال ہوتا تھا- امریکہ اپنے اقدام کو معمولی نہیں سمجھتا- افغانستان اور سوڈان کو کئی برسوں سے متنبہ کیا جا رہا تھا کہ وہ ان دہشت گرد گروپوں کو پناہ اور امداد دینا بند کر دے جو ممالک مستقل طور پر دہشت گردوں کو پناہ دیتے ہیں- انہیں ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں-

میں اپنے حساس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے محنت کی اور اچھا کام کیا- میں اپنی مسلح افواج پر بھی فخر کرتا ہوں جنہوں نے اس مشن کی تکمیل کی اور کوشش کی کہ معصوم شہریوں کا نقصان کم سے کم ہو- میں آپ کو اور دنیا کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا آج کا اقدام اسلام کے خلاف نہیں تھا جو تمام دنیا بشمول امریکہ کروڑوں امن پسند لوگوں کا مذہب ہے- کوئی مذہب بھی معصوم شہریوں' خواتین اور بچوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتا- مگر ہماری کارروائی ان قاتلوں کے خلاف ہے جو قتل کو اچھائی کا لبادہ اوڑھاتے اور اس طرح اس عظیم مذہب کی توہین کرتے ہیں جس کے نام پر وہ یہ سب کچھ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں-

میرے ہم وطنو!

دہشت گردی کے خلاف ہماری جنگ نہ تو افریقہ میں ہمارے سفارت خانوں پر بم حملوں سے شروع ہوئی اور نہ آج کے حملوں پر ختم ہوگی- اس کو حوصلے مضبوطی اور برداشت کی ضرورت ہوگی- ہم کسی دھمکی کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکیں گے- ہم اس کا سامنا کریں گے چاہے یہ کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو-

یہ آزادی اور انتہا پسندی قانون کی بالادستی اور دہشت گردی کے درمیان ایک طویل جدوجہد ہوگی- ہم جو کچھ کر سکتے ہیں ہمیں وہ ضرور کرنا ہے اور جب تک یہ ضروری ہے- امریکہ دہشت گردی کا ہدف ہے- کیونکہ ہم قائد

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیں کیونکہ ہم امن کی ترقی جمہوریت اور انسانی اقدار کی ترقی کے لیے کام کرتے ہیں- کیونکہ ہمارا معاشرہ اس زمین پر سب سے زیادہ آزاد ہے اور اس لیے بھی ہم نے بتا دیا ہے کہ ہم دہشت گردوں کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کریں گے-

امریکی صدر کی یہ تقریر اس سے آگے بھی کتابوں میں موجود ہے لیکن ہم چونکہ امر کی طرف سے اسامہ پر لگائے گئے الزامات کا جائزہ لے رہے ہیں- لہٰذا ہم یہیں پر ا کرتے ہیں- کلنٹن نے اپنی تقریر میں یہ نہیں بتایا کہ جن لوگوں کو وہ دہشت گرد کہہ ر ہیں- افغان روس جنگ کے دوران انہیں لوگوں کو امریکہ مجاہدین اسلام کہا کرتا تھا-

اگست ۱۹۹۸ء تک اسامہ پر امریکہ کی طرف سے یہ الزامات تھے- اس کے بعد اک ۲۰۰۰ء میں یمن کی بندرگاہ عدن پر امریکی جنگی جہاز یو ایس ایس کول پر اسامہ کے جانثار نے فدائی حملہ کر کے امریکی مغرور فوجی ہلاک کر دیئے اور جہاز کا ایک بہت بڑا حصہ تباہ کر اور پھر ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ پر ہونے والے عظیم فدائی حملوں کا سارا ملبہ بھی مسلمانو بالخصوص اسامہ پر ڈال دیا گیا-

۱۹۹۸ء میں کلنٹن نے سی آئی اے کو تحریری اجازت نامہ جاری کیا- جس میں کہا کہ اسامہ ہمارے لیے خطرہ ہے اسے بے رحمی سے قتل کر دیا جائے- صدر بش نے اقت سنبھالتے ہی اس حکم نامے کی توثیق کر دی- امریکی کمانڈوز اور انٹیلی جنس ایجنسیاں اس نامے کے بعد اسامہ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئیں- ان ایجنسیوں نے اسامہ کو کئی پہاڑوں میں واچ کیا- لیکن وہ ہر بار جل دے کر نکل گئے- اسامہ ٹیپو سلطان کی طرح شیر ایک دن کی زندگی کو گیدڑ کی سو سالہ زندگی پر ترجیح دیتے ہیں- اس لیے وہ امریکی ادار سے کبھی خوفزدہ نہیں ہوئے- امریکی کمانڈوز کے ایک گروپ نے ۲۰۰۰ء میں اسامہ پر وقت راکٹ سے حملہ کیا جب وہ افغانستان کی ایک سڑک پر نظر آئے لیکن اسامہ کا بال تک بیکا نہ ہوا- سی آئی اے اسامہ کے ایسے ٹھکانوں سے واقف ہے جہاں وہ اکثر آتے جاتے رہتے ہیں- لیکن ان کے لیے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ وہ کس وقت کہاں ہوتے ہیں- امریکی ایجنسیوں کی رپورٹوں کے مطابق اسامہ کے ساتھیوں کے پاس ۴۳ ایٹمی بریف کیس موجود ہیں جو انہوں نے آزاد ہونے والی روسی ریاستوں سے خریدے تھے- ان میں سے ہر ایک بریف کیس کم و بیش ایک لاکھ افراد کو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے-

اسامہ کے سینئر رفقاء میں طلعت فواد، قاسم مصری اور عبداللہ عزام بہت مشہور ہیں- عبداللہ عزام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسامہ کو ابتدائی ذہنی تربیت دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے- عبداللہ عزام ایک بم دھماکے میں اپنے دو بیٹوں سمیت شہید ہو چکے ہیں-

اسامہ بن لادن اپنے وطن سعودی عرب کی حکومت کے ساتھ بھی اختلافات رکھتے ہیں- ان کا خیال ہے کہ سعودی حکومت نے امریکی فوجوں کو بلا کر تاریخ کی سب سے بڑی غلطی کی ہے- یہی وجہ ہے کہ اسامہ کا غم و غصہ آئے روز امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف بڑھتا جا رہا ہے- ریاض اور الخبر کے بم دھماکے جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں- پھر صومالیہ میں ۱۰۰ امریکی فوجیوں کی ہلاکت ۹۳ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں ہلاکت کا منصوبہ پھر بوسنیا میں بھیجے گئے ہزاروں عرب مجاہد جو نجم الدین اربکان کے تعاون سے مشرقی یورپ میں داخل ہوئے تھے- پھر تنزانیہ اور کینیا میں امریکیوں کی ہلاکت اس کے بعد امریکی بحری جہاز کی تباہی اور پھر ۲۰۰۱ء میں امریکی وزارت جنگ کا دفتر اور سعودی معیشت کے بڑے مرکز ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی- اسامہ پر لگائے گئے الزامات کی فہرست بہت طویل ہے- لیکن ایک صاحب بصیرت بڑی آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ دہشت گردی کی کارروائیاں جو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسامہ سے منسوب ہیں' کون سی تصویر دکھاتی ہیں۔

مصر کے بوڑھے عالم دین عمر عبدالرحمٰن جو دونوں آنکھوں سے معذور بھی ہیں۔گزشتہ کئی برسوں سے امریکہ کے تاریک زندانوں میں زندگی کے آخری دن گزار رہے ہیں الزام کیا ہے؟ دہشت گردوں کی تربیت' بوڑھے نابینا عمر عبدالرحمٰن کے جوان سال بیٹے محمد عمر عبدالرحمٰن' احمد عمر عبدالرحمٰن اور عاصم عمر عبدالرحمٰن اپنے غریب الوطنی کے دن اسامہ کی رفاقت میں کاٹ رہے ہیں۔ جرم کیا ہے؟ دہشت گردوں کی تربیت۔امریکہ کی جیلوں میں اس وقت سینکڑوں مسلمان جن میں زیادہ تر عرب شامل ہیں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔عظیم مجاہد رمزی یوسف جنہیں اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ایک بے غیرت مسلمان نوجوان نے بے نظیر کے دور میں اسلام آباد کے ایک ریسٹ ہاؤس سے امریکن ویزا کے عوض گرفتار کروادیا تھا۔گزشتہ کئی برسوں سے امریکہ کے عقوبت خانوں میں ہیں۔

۱۹۹۷ء میں امریکی کمانڈوز جن کی تعداد ۱۷ تھی۔اسامہ کی گرفتاری کے لیے پاکستان کے راستے افغانستان میں لانچ ہوئے۔ ان کو ایف بی آئی کے ماہر سائنس دان بذریعہ سٹیلائیٹس ٹی وی سکرینوں پر نہ صرف واچ کر رہے تھے بلکہ ہدایات بھی دے رہے تھے۔ ان امریکی کمانڈوز کی بالآخر اسامہ کے ساتھیوں کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی اور بارہ امریکی واصل جہنم ہو گئے۔ جبکہ باقی پانچ گرفتار کر لئے گئے۔جنہیں حسب معمول غلام پاکستانی حکمرانوں نے اسامہ کی منتیں کر کے چھڑوا لیا۔ اسامہ بن لادن ملت اسلامیہ کے لیے اسلامک نیوکلیئر بم بنانا چاہتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ خواب حقیقت میں اسامہ بن لادن کے منہ بولے چچا گریٹ کنگ فیصل نے دیکھا تھا۔اس خواب کی تعبیر کے لیے کنگ فیصل نے ذوالفقار علی بھٹو اور کرنل قذافی سے بھی مدد مانگی تھی۔

اسامہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے ہر مشکل سے مشکل کام کر گزرنے کا تہیہ

ہیں۔اس وقت ان کی عمر تقریباً ۴۴ سال ہے۔لیکن ملت اسلامیہ میں ان کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ صرف عرب ممالک میں اب تک ان کی تقاریر کی لاکھوں کیسٹیں فروخت ہو چکی ہیں۔ ایک رپورٹ یہ بھی ہے کہ اسامہ کے چار بیٹے اور ایک ۹ سالہ بیٹی سعودی حکومت کی قید میں ہیں۔اسامہ کا پورا خاندان بھائی بہنیں حتیٰ کہ والدہ تک جہاد کے ساتھ گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔صرف اسامہ کی چھوٹی بہن ہی افغان جہاد کے لیے ۳ کروڑ سعودی ریال دے چکی ہیں۔اسامہ صف اول میں لڑنے والے جنگجو ہیں۔انہوں نے دوران جنگ ایک روسی جرنیل سے جو کلاشنکوف چھینی تھی وہ آج تک اسامہ کے پاس بطور یادگار محفوظ ہے۔

اسامہ بن لادن کی شخصیت کا مطالعہ جس بھی حوالے سے دیا جائے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچتی ہے کہ اسامہ ہی ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا وہ خواب پورا کر سکتے ہیں جو شاہ ولی اللہ اور پھر قدرے جدید انداز میں علامہ اقبال نے دیکھا تھا۔جہاں تک اسامہ کی دین دوستی کا تعلق ہے تو اسامہ اپنے دوستوں کو خود اپنی زبانی والدہ کا خواب اکثر سنایا کرتے ہیں۔وہ بتاتے ہیں کہ ''میری والدہ نے خواب دیکھا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ تشریف فرما ہیں اور مجھے دیکھا کہ میں ان انبیاء کے درمیان بیٹھا ہوں' میری والدہ نے دیکھا کہ اللہ کے دونوں برگزیدہ انبیاء آپس میں کچھ صلاح مشورہ کر رہے ہیں۔مشورے سے فارغ ہو کر وہ میری والدہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ اسامہ کی والدہ! آپ پریشان نہ ہوں ہم نے اسامہ کے لیے حفاظتی تدابیر کر لی ہیں اور آپ کا بیٹا جس جگہ جانا چاہے اسے جانے دیں۔''

زمین و آسمان گواہ ہیں اور گواہ رہیں گے کہ ۵ سو سال تک اہل یورپ سے بری طرح مار کھانے کے بعد ملت اسلامیہ کو اگر اپنی نئی زندگی کا تحفہ ملا تو اس کا سہرا سب سے پہلے اسامہ بن لادن کے سر پر رکھا جائے گا۔اقبال نے کہا تھا:

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار

وہی مہدی' وہی آخر زمانی

اسامہ اس وقت افغانستان کے دشوار گزار پہاڑی سلسلے میں کہیں روپوش ہیں- ان کو تلاش کرنے کے لیے اب تک کی تمام سائنسی ترقی داؤ پر لگی ہوئی ہے- یہ یورپ کے تمام تر میڈیا' مواصلاتی سیارے' سپیشل فورسز' سی آئی اے کمانڈوز' ایف بی آئی کے ماہرین' موساد اور را کے ایجنٹ حتیٰ کہ برادر ملک پاکستان کی تمام تر فوجی مہارت کا امتحان ہے- چونکہ افغانستان کے حکمران طالبان نے اسامہ کو پناہ دے رکھی ہے- لہٰذا پوری دنیا کی افواج چاروں طرف سے افغانستان کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے- اب دیکھنا یہ ہے کہ افغانستان کا کیا بنتا ہے- کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت جو غزوہ ہند کے نام سے منسوب ہے اسی جنگ کے بارے میں تھی اور کیا یہی وہ قوم ہے جس کے ہاتھوں انسانیت کی ڈوبتی ناؤ کنارے لگنے والی ہے- کیونکہ اقبال کے بقول ابلیس اعظم تو اپنے تمام تر فرزندوں کے ہمراہ ''ملا'' کو افغانستان کے کوہ و دمن سے نکالنے آ پہنچا ہے- اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لیے ہمیں افغانستان کے کردار اور تاریخ پر مختصر نظر ڈالنا پڑے گی-

القاعدہ

''القاعدہ'' عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کی عسکری تنظیم ہے- امریکی سفیر نے گزشتہ دنوں ایک دستاویز جاری کی جس میں القاعدہ کے امریکی سفارت خانوں یا امریکی فوجیوں پر حملہ کی تفصیل درج ہے- اس دستاویز کا وہ حصہ جسے اس کتاب میں شامل کرنا ضروری سمجھا گیا ہے' درج ذیل ہے-

''۳ اور ۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو ''القاعدہ'' کے تربیت یافتہ افراد نے مفادیشو (صومالیہ) میں مقیم امریکی افواج پر حملہ کیا- یہ افواج امریکی آپریشن ''Restor Hope'' کا حصہ تھیں- امریکہ کے ۱۸ فوجی مارے گئے-

۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۵ء تک کے عرصہ کے دوران کم از کم دو مواقع پر القاعدہ کے ارکان نے دھماکہ خیز مواد خرطوم سے سوڈان کے ساحلی شہر پورٹ سوڈان'' منتقل کیا- جہاں سے یہ سامان سعودی عرب لے جایا جاتا تھا- یہ سامان ان گاڑیوں میں لے جایا جاتا تھا جو اسامہ بن لادن کی تجارتی کمپنیوں کی تھیں-

مختلف اوقات پر ممدوح محمود سالم اور القاعدہ کے دیگر سینئر ارکان نے اپنی تنظیم کے دیگر ارکان کو نصیحت کی کہ کافروں کے خلاف تشدد آمیز اقدامات اسلام کی رو سے بالکل جائز ہیں- خواہ ایسے اقدامات میں یہ ملحد مارے ہی کیوں نہ جائیں- اگر یہ لوگ معصوم ہوں گے تو سیدھے جنت میں جائیں گے اور اگر وہ معصوم نہیں ہیں تو پھر ان کا مر جانا ہی بہتر ہے-

www.iqbalkalmati.blogspot.com

۱۹۹۲ء کے بعد اسامہ بن لادن اور ممدوح محمود سالم نے اپنے رفقاء سمیت کئی بار ایٹمی ہتھیار اور ان کے بعض حصے حاصل کرنے کی بھی کوشش کی۔ اس کے بعد ۱۹۹۳ء میں مختلف اوقات کے دوران انہوں نے بعض کیمیاوی ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش بھی کی۔ ۱۰ مئی ۱۹۹۳ء کو علی محمد نے کیلیفورنیا میں ایف بی آئی میں ملازمت کے لیے درخواست دی۔ وہ ایک مترجم کی حیثیت میں کام کرنے کا خواہش مند تھا۔ ۱۴ مئی ۱۹۹۳ء کو علی محمد نے اپنا نام بدلنے کے لیے جھوٹا بیان دیا۔ وہ اپنا نام تیمور علی ناصر رکھنا چاہتا تھا۔ جون ۱۹۹۳ء میں القاعدہ کا ایک سازشی پاکستان سے ''وین کوور'' پہنچا جو کینیڈا میں ہے۔ اس نے اپنی شناخت غلط کروائی۔ جون ۱۹۹۳ء میں علی محمد ''وین کوور'' گیا۔ وہاں وہ اپنے ایک سازشی ساتھی سے ملنے اور اس کو امریکہ میں داخل ہونے میں مدد دینا چاہتا تھا۔ اس وقت سے ۱۹۹۷ء تک علی محمد نے وین کو ور (کینیڈا) کا کئی بار سفر کیا۔ جہاں وہ مختلف لوگوں سے ملتا رہا۔ ۱۹۹۳ء میں القاعدہ کے ارکان نے علی محمد کے ساتھ نیروبی (کینیا) میں امریکی سفارت خانہ پر حملہ کر کے صلاح مشورہ کیا۔ یہ حملہ صومالیہ میں امریکی فوج کی مداخلت کا جواب دینے کے لیے کیا جانا تھا۔ ۹ دسمبر ۱۹۹۳ء کو علی محمد نیروبی پہنچ گیا اور چند ہفتے قیام کے بعد ۲۳ جنوری ۱۹۹۴ء کو وہاں سے نکل گیا۔ وہ انہی دنوں نیروبی گیا۔ اب وہ غصری پاسپورٹ پر سفر کر رہا تھا۔ جس پر اس کا جعلی نام ''بہار الدین محمد آدم'' درج تھا۔ ۳ فروری ۱۹۹۴ء کو علی محمد نیروبی میں امریکی سفارت خانے کی عمارت میں داخل ہوا۔ اس کے پاس امریکی پاسپورٹ تھا۔ اس نے امریکی سفارت خانے کو اندر سے دیکھا۔ انہیں دنوں القاعدہ کے دوسرے ارکان نے علی محمد سے امریکی سفارت خانے پر دہشت گردی کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ اس بحث مباحثہ میں نیروبی میں امریکی ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی کے دفتر اور برطانوی، فرانسیسی اور اسرائیلی دفاتر، سفارت خانے وغیرہ پر حملہ کے بارے میں بھی بات ہوئی۔ ۱۹۹۴ء میں علی محمد

جعلی عصری پاسپورٹ پر کئی بار خرطوم آیا اور گیا۔ یہ دستہ بعد میں اسامہ بن لادن کا ذاتی دستہ بنا دیا گیا۔ ان میں سوڈان کی خفیہ ایجنسی کے لوگ بھی شامل تھے جو اسامہ بن لادن کی حفاظت پر مامور تھے۔ ۱۹۹۴ء میں ''خلفان خاص محمد'' افغانستان گیا۔ جہاں اس نے تربیتی کیمپوں کا دورہ کیا۔ وہاں رضا کاروں کو دھماکہ خیز مواد کے استعمال کی تربیت دی جاتی تھی۔ ۱۱ جولائی ۱۹۹۴ء کو اسامہ بن لادن نے القاعدہ کا لندن آفس قائم کیا۔ اس کا نام اصلاحی مشاورتی کمیٹی رکھا گیا۔ خالد انوار کو اس کا انچارج مقرر کیا۔

۹ دسمبر ۱۹۹۴ء کو علی محمد نے سان فرانسسکو میں ایف بی آئی کے ایک خصوصی ایجنٹ کے روبرو یہ جھوٹی شہادت دی کہ علی محمد نیویارک میں دہشت گردوں کی تربیت میں شامل نہیں تھا۔ اس دوران ۱۹۹۵ء میں ہی علی محمد نے سان فرانسسکو سے نیویارک میں ''ودیع ایچ کو ایک دستاویز بھجوائی' ان دنوں نیویارک میں شیخ عمر عبدالرحمٰن کے خلاف مقدمہ کی سماعت جاری تھی۔ یہ دستاویز اسامہ بن لادن کو دستی طور پر بھجوائی جانی تھی۔ جن کے لیے سپروائزر کا نام استعمال کیا جا رہا تھا۔ اسی سال مارچ میں علی محمد نے ودیع کیج کو کینیا میں ایک خط بھیجا جو ''واذ'' کے نام تھا۔ جو ودیع کا عرف تھا۔

اگست ۱۹۹۵ء میں ابراہیم عبدالرؤس نے مصر کا اسلامی جہاد سیل باکو (آذربائیجان) میں قائم کیا۔ اس سال دسمبر میں ودیع ایچ کیلیفورنیا گیا اور سانتا کلیرا میں علی محمد سے ملاقات کی۔ دسمبر ۱۹۹۵ء میں ودیع نے لندن میں خالد الفواز سے ملاقات کی۔ پانچ جنوری ۱۹۹۶ء کو ودیع نے فلوریڈا میں اپنے ساتھی محمد عاطف کو خط ارسال کیا۔ مگر وہاں سے خفیہ زبان میں یہ جواب آیا کہ عاطف تو افغانستان گیا ہوا ہے۔ ۱۹۹۵ء کے اوائل سے ستمبر ۱۹۹۸ء تک خالد الفواز نے اسامہ بن لادن کو اور القاعدہ کے دوسرے اہم ارکان کو بھی مختلف النوع مواصلاتی ساز و سامان فراہم کیا۔ جس میں ایک سیٹلائٹ ٹیلیفون بھی شامل تھا تا کہ اسامہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرے ساتھیوں سے رابطہ رکھ سکیں۔

مئی ۱۹۹۶ء میں ابو عبیدہ البنشیری جو القاعدہ کا ایک سینئر فوجی کمانڈر تھا۔ جھیل وکٹوریہ میں ایک کشتی پر سفر کر رہا تھا کہ کشتی ڈوب گئی اور ابو عبیدہ ہلاک ہو گیا۔ مئی ۱۹۹۶ء میں فضول عبداللہ محمد و دیح ایچ جھیل وکٹوریا گئے اور ابو عبیدہ کے ڈوب جانے کے حالات و واقعات کے بارے میں تحقیقات کیں۔ انہوں نے اپنی رپورٹ اسامہ بن لادن کو پیش کی۔ اس رپورٹ کی ایک نقل علی محمد کو بھی ارسال کی گئی۔

مئی ۱۹۹۶ء میں ایمان الظواہری نے عادل عبدالباری کو مصری اسلامی جہاد سیل لندن کا انچارج مقرر کیا۔ اس سال کے دوران محمد رشید داؤد الاوحالی کو افغانستان میں مختلف تربیتی کیمپوں کے علاوہ القاعدہ کے کیمپ میں بھی تربیت دی گی۔ الاوحالی کو دھماکہ خیز موا کے استعمال، طیارہ اغوا کرنے کسی فرد کو اغوا کرنے، قتل اور خفیہ تحقیق کی تربیت دی گئی۔ ۱ جولائی کو خالد الفواز نے لندن میں اپنے گھر میں کمپیوٹر کا استعمال کرتے ہوئے ایک ''فائل'' تیار کی۔ جس کا نام 'دپیغام' رکھا گیا۔ ۲۳ اگست ۱۹۹۶ء کو جہاد کا ایک اعلان یہ ظاہر کرتے ہوئے جاری کیا گیا کہ یہ کوہ ہندوکش (افغانستان) سے آیا ہے۔ یہ پیغام اسامہ محمد بن لادن کی طرف سے پوری دنیا کے خصوصاً عرب مسلم بھائیوں کے نام تھا۔ یہ اعلان جہاد امریکیو کے خلاف تھا۔ کیونکہ مقدس حرمین الشریفین کی سرزمین پر قبضہ کیے ہوئے ہیں۔ پیغام میں کہا گیا تھا کہ ''ملحدوں'' کو جزیرہ نمائے عرب سے نکال دو'' اس کے بعد امریکہ کے خلاف جہاد شروع کرنے کا اعلان تھا۔

اگست، ستمبر ۱۹۹۶ء کے دوران خالد الفواز نے اپنے گھر کے کمپیوٹر سے پوری د خصوصی سعودی عرب کے مسلمانوں کے نام اسامہ بن لادن کا ایک پیغام ارسال کیا۔ ا پیغام میں بھی حرمین شریفین کی سرزمین پر قبضہ کرنے والے امریکیوں کے خلاف جہاد

انہیں اس سرزمین سے نکال باہر کرنے کو کہا گیا تھا۔ ستمبر میں ہی خالد نے اسامہ کا یہ پیغام لندن میں ایک اور شخص کے حوالے کیا۔ تاکہ وہ اسے میڈیا کے حوالے کر دے اور یہ اخبارات میں شائع ہو سکے۔ خود خالد نے اس پیغام کے مبنی برحقیقت ہونے کی تصدیق کی۔ ۱۹۹۶ء میں ہی محمد رشید داؤد نے افغانستان کے مختلف کیمپوں میں تربیت حاصل کرنے کے بعد اسامہ بن لادن سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ وہ اسے کوئی مشن دیں۔

۲۸ جون ۹۸ء ایمان الظواہری نے لندن میں ایک خط بھیجا۔ جس کے مطابق ابراہیم عبدالروس لندن میں مغربی اسلامی جہاد سیل کا انچارج مقرر کیا گیا۔ جولائی کے اوائل میں عادل عبدالباری نے اسلامی جہاد گروپ کے تمام مقاصد کی ازسرنو توسیع کی اور گروپ کے تمام احکام پر عمل درآمد کے عزم کا اظہار کیا۔ ۱۴ اگست کو اسلامی جہاد گروپ کی طرف سے ایک بیان جاری کیا گیا جس میں امریکہ کے خلاف کارروائی کی دھمکی دی گئی تھی۔ بیان میں دعویٰ کیا گیا کہ امریکہ البانیہ میں جہاد گروپ کے خلاف کارروائی کرے گا۔ ۱۴ اگست کو عبدالباری کو اسلامی جہاد گروپ کی یہ دھمکی لندن میں موصول ہوئی کہ گروپ امریکہ کے خلاف کارروائی ضرور کرے گا۔ جولائی ۱۹۹۸ء کے اواخر میں خلفان خاص محمد، مصطفیٰ محمد فاضل اور دیگر نے ایک میٹنگ میں شرکت کی۔ جس میں آتش گیری مادہ تیار کیا گیا۔ جولائی کے آخری ہفتہ یا اگست کے اوائل میں مصطفیٰ محمد فاضل، خلفان خامس، نہند محمد علی اور احمد جرمن والے کے درمیان ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں جو دارالسلام (تنزانیہ) میں ہوئی۔ دارالسلام امریکی سفارت خانہ پر بموں سے حملے کے منصوبے کو قطعی شکل دی گئی۔ انہیں دنوں خلفان خامس محمد، فہد محمد علی سالم، احمد خلفان گیلانی، مصطفیٰ محمد فاضل، اور دیگر نے مخصوص ٹویوٹا ٹرک میں جسے بعد میں دارالسلام بم ٹرک کا نام دیا گیا۔ دھماکہ خیز مادہ سلنڈر، بیٹریاں، ڈیٹونیٹرز، کھاد کی بوریاں اور ریت کی بوریاں لوڈ کیں۔ یکم اگست ۹۸ء کو القاعدہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے ایک رکن نے محمد صدیق عودہ سے کہا کہ القاعدہ کے تمام ارکان ۶ اگست تک کینیا سے نکل جائیں- اسی دوران محمد صدیق عودہ اور القاعدہ کے دوسرے ارکان ممباسہ سے نیروبی گئے- نیروبی میں اگست کے پہلے ہفتے کے دوران فضول (یہ فضل کی جمع ہے) عبداللہ محمد اور محمد رشید داؤد الوقانی عظام اور القاعدہ کے دوسرے ارکان کے درمیان ملاقاتیں ہوئیں- جس میں نیروبی کے امریکی سفارت خانہ کو اڑانے کی تیاریوں کو قطعی شکل دی گئی- یکم اگست کو احمد خلفان گیلانی نیروبی کے ہوٹل ہل ٹاپ میں مقیم ہوا- ۲ اگست کو محمد صدیق ہودہ اور فضول عبداللہ محمد نے خلفان سے ملاقات کی- اسی روز یا اگلے روز شیخ احمد سالم سوڈان اور مصطفیٰ محمد فاضل پاکستان کی فضائی کمپنی پی آئی اے کے ذریعے نیروبی سے کراچی پرواز کر گئے- ہوٹل ہل ٹاپ میں محمد صدیق عودہ کے ساتھ القاعدہ کے کچھ اور ارکان بھی مقیم ہو گئے- ۳ اگست کو فہد محمد علی سالم اپنے اور محمد صدیق عودہ نے پی آئی اے کے ٹکٹ خریدے- ۴ اگست فضول عبداللہ محمد اور محمد راشد داؤد نے الددوالی "عظام" کے ساتھ نیروبی میں امریکی سفارت خانہ کا معائنہ کیا- ۵ اگست کو ایک شخص نے دارالسلام سے ہوٹل ہل ٹاپ میں بات کی- اسی روز محمد صدیق عودہ نے اپنی داڑھی صاف کر دی اور نئے کپڑے خریدے- وہ افغانستان جانے کی تیاری کر رہا تھا تا کہ اسامہ بن لادن سے ملاقات ہو سکے- ۵ اگست کو ہی صدیق ہودہ کو نیروبی میں امریکی سفارت خانے کے آس پاس پھرتے دیکھا گیا- اسی روز محمد رشید داؤد نے نیروبی سے خالد سالم کے نام سے یمن میں کسی سے فون پر رابطہ کیا- یہ رابطہ ۶ اگست کو بھی دوبار کیا گیا- ۷ اگست کو نیروبی کے وقت کے مطابق صبح ۹ بج کر ۱۹ منٹ پر محمد رشید داؤد خالد سالم کے نام سے یمن میں پھر کسی سے دوبار بات کی- اس سے ایک روز قبل احمد خلفان گیلانی نیروبی سے کراچی روانہ ہو گئے- اس نے کینیا کی فضائی کمپنی سے سفر کیا- ۶ اگست کی شام کو محمد صدیق ہودہ القاعدہ کی ہدایات کے مطابق ایک فرضی نام استعمال

کرتے ہوئے فہد محمد علی سالم بھی پی آئی اے کے ذریعے نیروبی سے کراچی روانہ ہو گئے- ۷ اگست ۱۹۹۸ء کو علی الصبح لندن کو بذریعہ فیکس پیغامات ارسال کیے گئے جن میں کہا گیا تھا کہ اسلامی فوج برائے آزادی مقامات مقدسہ کے رضا کاروں نے نیروبی میں امریکی سفارت خانے کو بم سے اڑا دیا ہے- یہ پیغامات آگے تقسیم کرنے کے لیے تھے- یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ نیروبی میں بم دھماکے دو سعودی نژاد رضا کاروں نے کیے ہیں- جبکہ دارالسلام میں امریکی سفارت خانہ میں بم دھماکہ ایک مغربی شہری نے کیا ہے-

۷ اگست کو صبح تقریباً ساڑھے نو بجے عبداللہ محمد ایک پک اپ ٹرک میں ایک بنگلے سے نکلا اور نیروبی میں امریکی سفارت خانہ کے قریب گیا- محمد رشید داؤد الددوالی نیروبی بم ٹرک میں نکلا جسے عظام چلا رہا تھا- عظام ایک سعودی شہری ہے- اسی ٹرک میں ایک بڑا بم موجود تھا- ٹرک امریکی سفارت خانہ کے پاس گیا- محمد رشید کے پاس ہینڈ گرنیڈ کی طرح کے ہتھیار تھے- اس کے پاس ایک گن اور کچھ دوسرا ساز و سامان تھا- تقریباً دس بج کر تیس منٹ پر یہ بم ٹرک سفارت خانے کے عقب میں رکا اور محمد رشید داؤد ٹرک سے باہر نکلا- اس نے گرنیڈ ہوا میں لہرایا اور سیکورٹی گارڈ پر پھینک کر فرار ہو گیا- عظام نے جو بم ٹرک چلا رہا تھا' ٹرک میں سے سفارت خانے کی عمارت کی عقبی کھڑکیوں سے اندر فائرنگ کی- پھر اس نے ٹرک کے اندر رکھے دھماکہ خیز مواد کو دھماکے کے لیے تیار کیا- دھماکہ ہوا جس سے سفارت خانے کی عمارت کو شدید نقصان پہنچا- اس کے قریب ہی ایک کئی منزلہ عمارت بھی جو ایک کالج تھا یہ عمارت زمین بوس ہو گئی- قریب ہی کوآپریٹو بنک تھا اسے بھی شدید نقصان پہنچا- اس دھماکہ میں کل ۲۱۳ افراد ہلاک ہوئے اور ساڑھے چار ہزار افراد زخمی ہوئے- جن میں امریکہ اور کینیا کے شہری بھی شامل تھے- ۷ اگست کے بم دھماکوں کے بعد محمد رشید داؤد نے ایک ہسپتال میں اپنی اشیاء گولیاں وغیرہ چھپانے کی کوشش کی- سات اگست کو خلفان خامس'

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محمد احمد ''جرمن'' کے ساتھ جو مصری باشندہ تھا - ٹرک میں امریکی سفارت خانے تک گیا - ۱۰ بج کر ۴۰ منٹ پر احمد جرمن نے وہاں ایک دھماکہ کیا - یہ دھماکہ بھی دارالسلام (تنزانیہ) میں امریکی سفارت خانہ کے ساتھ کیا گیا - اس دھماکے میں ۱۱ افراد ہلاک ہوئے - جن میں تنزانیہ کے شہری بھی شامل تھے - سفارت خانے کو بھی نقصان پہنچا اور ۸۵ افراد زخمی ہوئے۔

۷ اور ۸ اگست کو ہی عادل عبدالباری اور ابراہیم عید الرؤس نے پیرس میں بعض اخباری اور میڈیا تنظیموں کو بتایا کہ یہ دھماکہ مقدس مقامات کی آزادی کے لیے قائم اسلامی فوج نے کیے ہیں - پیرس کے علاوہ دوحا' قطر' دوبئی اور متحدہ عرب امارات میں بھی اخبارات اور میڈیا سے متعلق دوسری تنظیموں کو بھی یہ دعویٰ پہنچا دیا -

۸ اگست ۹۸ء کو محمد رشید داؤد نے خالد سالم کے عرف سے نیروبی سے یمن دوبارہ فون کیے - اس سے اگلے روز بھی رشید داؤد نے دوبارہ یمن فون کیا - ۱۰ اگست کو سازشیوں نے بن لادن کے سیٹلائیٹ فون سے بھی یمن کے اسی فون پر رابطہ کیا گیا - جس پر رشید نے کئی بار فون کیا تھا - ۱۱ اگست کو بھی اسامہ بن لادن کے فون سے افغانستان سے دوبارہ یمن فون کیا گیا - ۱۱ اگست ۹۸ کو رشید داؤد کی ایک زرمبادلہ کی دکان سے ایک ہزار ڈالر ملے - جس کی ایک شاخ یمن میں بھی ہے -

سفارت خانوں میں دھماکوں کے بعد فضول عبداللہ محمد نے نیروبی میں اس بنگلے کی صفائی کے لیے کچھ لوگوں کو اجرات پر حاصل کیا - ۱۴ اگست کو ''کوموروس جزائر'' کو چلا گیا - ۷ اگست کو ہی خلفان خامس محمد نے چند لوگوں کو اس گھر کو صاف کرنے کے لیے بلوایا جہاں بارود اور دھماکہ خیز مواد کو پیسا گیا تھا - پھر وہ گرائینڈر بھی وہاں سے ہٹا دیا گیا جو اس کام میں استعمال کیا گیا تھا - خلفان ۱۸ اگست کو دارالسلام چھوڑ کر کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) گیا - ۲۰ اگست کو ٹیکساس میں ودیع ایچ نے ایف بی آئی کے ایک ایجنٹ کو القاعدہ کے

ساتھ اپنے تعلقات کے بارے میں غلط بیان دیا - یہ ایجنٹ سفارت خانوں میں بم دھماکوں کے تناظر میں القاعدہ اور مصری جہاد گروپ کے بارے میں تحقیقات کر رہا تھا - اگست کے آخر میں علی محمد کے پاس مختلف اہداف کے خفیہ جائزے کے بارے میں دستاویزات پائی گئیں - ان اہداف میں فوجی' سرکاری اور سفارتی عمارتیں شامل تھیں - اس کے پاس دہشت گردی کی کارروائیوں کے منصوبوں کے بارے میں دستاویزات بھی موجود تھیں - دہشت گردوں کے گروپ تیار کرنے خفیہ اداروں کے طریقہ کار مختلف دھماکہ خیز اشیاء کے بارے میں قتل کرنے کے مختلف طریقوں' مختلف ہتھیاروں جن میں راکٹ کے ذریعے گرنیڈ پھینکنا بھی شامل تھا' کے متعلق دستاویزات بھی اس کے پاس تھیں - فوجی تربیت کیسے دی جاتی ہے؟ مختلف کوڈز میں خط و کتاب ابوعبیدہ عرف جاال کے ڈوب کر ہلاک ہونے کے بارے میں ایک رپورٹ اسامہ بن لادن کو بھجوائی جانے والی بعض دستاویزات کی نقول' ودیع کی ۱۹۹۷ء میں اسامہ بن لادن کے ساتھ ملاقات کی تفصیلی رپورٹ' اس کے بعد بعض امریکی حکام سے ودیع کے انٹرویز ایک مصری پارسپورٹ جس پر محمد کی تصویر تھی مگر نام بہار الدین محمد آدم لکھا گیا تھا' بھی اس کے قبضے میں تھا - ستمبر ۹۹ء میں علی محمد کو نیویارک کی عدالت میں پیش کیا جہاں القاعدہ اور مصر کے اسلامی جہاد کے بارے میں تحقیقات ہو رہی تھیں - مگر علی محمد نے عدالت میں بھی کذب بیانی سے کام لیا - یہ عدالت افریقہ میں سفارت خانے کو بموں سے اڑانے کے بارے میں بھی سماعت کر رہی تھی - ۱۶ ستمبر کو ودیع ایچ کو بھی اسی عدالت میں پیش کیا گیا - مگر اس نے بھی کذب بیانی سے کام لیا - ممدوح محمود سالم کو بھی ۱۶ ستمبر سے ۲۸ ستمبر تک مختلف اوقات میں میونخ جرمنی قانون نافذ کرنے والے ادارے کے احکام کے سامنے پیش کیا گیا - یہ ادارہ جرمنی میں القاعدہ کی سرگرمیوں کے بارے میں تحقیقات کر رہا تھا - مگر ممدوح نے غلط بیانی سے کام لیا - اسی دوران ایف بی آئی کے ایک ایجنٹ نے بھی

ممدوح سالم سے پوچھ گچھ کی۔مگر اس نے جھوٹ ہی بولا۔

جون ۱۹۹۹ء میں اسامہ کا ایک انٹرویو ایک عرب ٹیلی ویژن سے نشر کیا گیا جس کے دوران اسامہ نے دھمکی دی کہ تمام امریکی مردوں کو قتل کیا جانا چاہیے۔

وفاقی عدالت میں ان لوگوں پر جن کے نام ان دستاویزات کے آغاز میں دیئے گئے ہیں۔ امریکہ اور امریکہ سے باہر امریکی شہریوں کے قتل و اغوا اور انہیں اپاہج کرنے کی سازش کا الزام لگایا گیا اور فرد جرم پیش کی گئی۔ ان لوگوں پر الزام میں کہا گیا کہ انہوں نے ۱۹۹۱ء سے یہ فرد جرم عدالت میں پیش کیے جانے تک امریکہ نیویارک کے جنوبی ضلع افغانستان' برطانیہ' پاکستان' سوڈان' سعودی عرب' یمن' صومالیہ' کینیا' تنزانیہ' آذربائیجان' فلپائن اور دوسرے کئی مقامات پر ان جرائم کا ارتکاب کیا۔قتل و اغوا وغیرہ کی اس سازش کا مقصد ان امریکی شہریوں کا قتل تھا جو امریکی فوج کے ملازم ہیں اور صومالیہ اور سعودی عرب میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ ان امریکیوں کو بھی قتل کرنا چاہتے تھے جو نیروبی اور دارالسلام میں امریکی سفارت خانوں میں کام کر رہے تھے۔ وہ کسی بھی جگہ دنیا بھر میں امریکی شہریوں کے قتل کی سازش کر رہے تھے۔انہوں نے اپنی سازش کو خفیہ رکھنے اور اپنی کارروائیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے جعلی کمپنیاں قائم کیں۔ اپنے کارکنوں کو جھوٹے سفری کاغذات' دستاویزات اور شناختی کاغذات فراہم کیے۔مختلف ملکوں کے حکام کو غلط اطلاعات فراہم کرتے رہے اور ان کے بارے میں حکام کو اطلاع دینے والوں کو ہلاک کرتے رہے۔

ان لوگوں نے جنہیں گرفتار کیا گیا اور عدالت میں پیش کیا گیا۔ امریکی حکومت کے ملازموں اور افسروں کے قتل کرنے امریکی ایجنسیوں کے ملازموں کے قتل' ان ملازموں' امداد فراہم کرنے والوں' امریکی افواج کے ارکان جو سعودی عرب' یمن' صومالیہ اور دوسرے ممالک میں متعین تھے کے قتل نیروبی اور دارالسلام میں امریکی سفارت خانوں کے ملازموں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو ہلاک کرنے کی سازش کی۔ پھر اس سازش کو خفیہ رکھنے کے لیے مختلف کارروائیں کیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ان سب کے خلاف یہ فرد جرم عدالت میں پیش کی گئی۔ فرد جرم میں امریکی سفارت خانوں کو بموں سے اڑانے کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان دھماکوں میں مارے جانے والے ۲۷۵ امریکی شہریوں اور دیگر افراد کی تفصیل بھی دی گئی۔ مختلف جرائم کے ارتکاب میں حصہ لینے والے سازشیوں کے نام اور عرف بھی دیئے گئے جو وہی ہیں جو ان دستاویزات کے آغاز میں دیے گئے ہیں۔

نیویارک کے جنوبی ضلع کے اٹارنی جنرل اور ایف بی آئی اور دوسری ایجنسیوں کی اسامہ بن لادن کے بارے میں تحقیقات کی تفصیل عدالت میں بیان کی اور بتایا کہ یہ تحقیقات ۱۹۹۶ء میں شروع کی گئی تھیں۔ وفاقی عدالت (گرینڈ جوری) کو بتایا گیا کہ ''القاعدہ'' ایک بین الاقوامی دہشت گرد تنظیم ہے۔ عدالت میں مختلف گواہ اور دستاویزات پیش کی گئیں۔ عدالت کی تحقیقات کے دوران تمام امور پھر سے پیش کیے گئے۔ جن کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے۔ اس میں ملزموں کے روابط مختلف ممالک (افغانستان سمیت) کے سفر خط و کتابت اور ٹیلی فونوں کی تفصیل بھی شامل ہے۔

۲۴ ستمبر ۱۹۹۷ء کو ایک سازشی ودیح کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ اس سے متعدد سوالات بھی کیے گئے۔

سوال نمبر۱: تم نے اسامہ سے آخری بار کب ملاقت کی؟

جواب: ۱۹۹۴ء میں۔

سوال نمبر۲: کیا تم درست کہہ رہے ہو؟

جواب: ہاں!

سوال نمبر۳: لیکن تم نے تو حلف اٹھا کر بیان دیا تھا کہ تم نے ۱۹۹۵ء سے ۱۹۹۷ء تک کسی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وقت بھی اسامہ سے ملاقات نہیں کی-کیا وہ بیان درست ہے؟

جواب: ہاں!

سوال نمبر۴: اچھا تو ۱۹۹۴ء میں تم نے سلوا کیہ سے ایک ٹریکٹر کے سودے کے سلسلے میں اسامہ سے فون پر بات کی تھی؟

جواب: ہاں!

سوال نمبر۵: تم جب کینیا جانے سے قبل پاکستان گئے تھے تو اسامہ بن لادن سے ملاقات کی تھی؟

جواب۔

سوال نمبر۶: تم حلفاً کہہ رہے ہو؟

جواب: ہاں!

سوال نمبر۷: تم اس سال کے اوائل میں پاکستان گئے تھے؟

جواب: ہاں!

سوال نمبر۸: اس وقت تم نے اسامہ سے ملاقات کی تھی؟

جواب: نہیں!

سوال نمبر۹: گزشتہ سال تم دو بار پاکستان گئے-کیا اسامہ سے ملاقات نہیں کی؟

جواب: نہیں!

سوال نمبر۱۰: ۱۹۹۷ء میں جب تم پاکستان گئے تو تمہیں اسامہ کا کوئی پیغام ملا؟

جواب: بالکل نہیں!

سوال نمبر۱۱: تم نے عدالت کو بتایا ہے کہ تم نے ۱۹۹۴ء میں آخری بار اسامہ سے ملاقات کی تھی؟

جواب: ہاں!

سوال نمبر۱۲: اس بار تم نے اسامہ کو آخری بار دیکھا تھا؟

جواب: میں نے سوڈان سے نکلنے کے بعد اسے نہیں دیکھا-

سوال نمبر۱۳: کیا تم نے ۱۹۹۵ء سے ۹۷ء تک اسامہ کو کسی جگہ نہیں دیکھا؟

جواب: میں نے سوڈان سے نکلنے کے بعد اسے نہیں دیکھا-

سوال نمبر۱۴: تم سوڈان سے کب نکلے تھے؟

جواب: ۱۹۹۴ء میں-

سوال نمبر۱۵: تم نے کسی کو بتایا بھی نہیں کہ تم نے ان سالوں کے دوران اسامہ سے کسی جگہ ملاقات کی تھی؟

جواب: نہیں!

www.iqbalkalmati.blogspot.com

افغانستان

اونچے پہاڑوں سے گھرا ہوا افغانستان جہاں ہندوکش کا مشہور سلسلہ کوہ ہے جنوب مغربی ایشیا کا ایسا ملک ہے جو اگر چہ سمندر جیسی دولت سے تو محروم ہے لیکن سیاسی لحاظ سے اہم جغرافیائی مقام پر واقع ہے- افغانستان جس کے پرلے کنارے پر دریائے آمو بہتا ہے اور جسے بائیبل ''دریائے جیہوں'' کے نام سے یاد کرتی ہے اور بہشت سے نکلنے والی چار ندیوں میں سے ایک کہتی ہے- افغانستان کی شمالی سرحد پر ترکمانستان' ازبکستان اور تاجکستان واقع ہیں جبکہ جنوبی سرحد پر ۲۴۶۰ کلومیٹر کے علاقے کے ساتھ پاکستان موجود ہے- پاک افغان سرحد کو ڈیورنڈ لائین کہا جاتا ہے- جو ۱۸۹۳ء میں برطانیہ کی ہندوستانی حکومت اور افغانستان کے درمیان قائم ہوئی- مغربی سرحد پر ایران واقع ہے- جبکہ شمال مغرب کی تھوڑی سی سرحد چین کے ساتھ بھی ملتی ہے- اس طرح پورا افغانستان کسی بھی ساحل سے محروم اور مکمل طور پر چھ پڑوسی ملکوں کے درمیان گھرا ہوا ہے- افغانستان کا رقبہ ۶۵۲٬۲۲۵ مربع کلومیٹر ہے- ۱۹۹۸ء کی مردم شماری کے مطابق افغانستان کی آبادی ۲۴ ملین ہے جبکہ گنجانی کی شرح 28.5 فیصد ہے- آبادی کا کثیر حصہ چالیس لاکھ مہاجرین کی شکل میں دیگر ممالک میں آباد ہے- ثقافتی لحاظ سے یہ آبادی مختلف ثقافتی' لسانی اور نسلی گروہوں میں منقسم ہے- افغانستان میں سب سے بڑا گروپ پختون آبادی پر مشتمل ہے- زیادہ تر پختون پاکستان کی سرحد کے قریب جنوب مشرقی علاقے اور افغانستان کے وسط میں آباد

ہیں- اس کے علاوہ یہاں تاجک' ایرانی' منگول اور ازبک آباد ہیں- افغانستان میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں- جس میں پشتو اور دری فارسی اہم ہیں-

افغانستان کا دارالحکومت کابل حضرت عثمان کے زمانے میں ہی فتح ہو گیا تھا- قبول اسلام کے زمانے سے لے کر آج تک تقریباً تمام آبادی مسلمان ہے جس میں اکثریت سنیوں کی ہے- طرز ریاست کے لحاظ سے افغانستان ۳۱ صوبوں پر مشتمل ہے- یہ صوبے مزید ضلعوں اور تحصیلوں میں منقسم ہیں- صوبے کا سربراہ گورنر ہوتا ہے- صوبوں میں زیادہ اہم قندھار' ہرات' ننگرہار' کنار' غزنی' کابل' کنڑ' مزار شریف اور پنج شیر وغیرہ زیادہ اہم ہیں- طالبان حکومت کو 'اسلامی امارات افغانستان' کہا جاتا ہے- طالبان کے سربراہ ملا محمد عمر ہیں جو انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے ہیں اور عالم اسلام کے مذہبی خصوصاً حنفی' دیوبندی طبقے' طالبان کے سربراہ ملا محمد عمر مجاہد کو امیر المومنین تسلیم کرتے ہیں- ملا محمد عمر جو اپنے نام کے ساتھ ''المتوکل علی اللہ اکبر'' لکھنا پسند کرتے ہیں- حقیقی معنوں میں خلفاء راشدین میں سے ہیں- پہلی جنگ عظیم کے نتیجے میں برطانیہ نے ترکی میں خلافت اسلامیہ کا خاتمہ کر کے سیکولر ذہن کے مالک مصطفیٰ کمال پاشا کو اقتدار دلوایا- لیکن صرف ۸۰ سال کے مختصر عرصہ کے بعد ملا عمر مجاہد نے دوبارہ خلافت اسلامیہ قائم کر کے اسلام کی روح مرکزیت کو پھر سے زندہ کر دیا- اگر چہ ۸۰ سال کے اس عرصہ کے دوران بھی مجاہدوں نے خلافت قائم رکھنے کی اپنی سی کوشش کی- امیر المومنین ملا عمر کی قیادت میں طالبان نے مختصر عرصہ میں افغانستان کے زیادہ تر علاقے پر غلبہ حاصل کر لیا- جبکہ باقی ماندہ پانچ سے دس فی صد علاقہ شمالی اتحاد کے زیر اثر رہا- جس کی کمان احمد شاہ مسعود کے ہاتھوں میں تھی- طالبان کو صرف پاکستان سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے تسلیم کیا تھا- دوسری طرف بغیر سلطنت کے اسلامک سٹیٹ آف افغانستان کے نام سے ایک فرضی حکومت بھی قائم رہی- جس کے صدر پروفیسر برہان

الدین ربانی ہیں- اس حکومت کو دنیا کے متعدد ممالک تسلیم کرتے ہیں اور پروفیسر برہان الدین ربانی اقوام متحدہ میں افغانستان کی نمائندگی کرتے ہیں-

معاشی لحاظ سے افغانستان دنیا کے غریب ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے- اس کی فی کس سالانہ آمدنی ۱۰۰ امریکی ڈالر سے بھی کم ہے- معیشت کا زیادہ تر انحصار زراعت اور مویشی پالنے پر ہے- ۱۹۷۹ء میں افغانستان پر روسی جارحیت سے پہلے اگرچہ معیشت کافی حد تک بہتر تھی- مگر بعد کی مسلسل جنگ نے افغانستان کو بالکل برباد کر دیا- پاکستان اب تک افغانستان کا آسیان کے ممالک اور سارک کے ممالک میں سب سے اہم تجارتی ساتھی ہے-

افغانستان ایک قدیم تاریخی ملک ہے- اگرچہ اسے موجودہ سیاسی شکل ۱۸ ویں صدی میں ملی اس سے پہلے یہ مختلف سیاسی حصوں میں منقسم تھا اور کوئی مرکزی حکومت نہ تھی- ان علاقوں کو چھ سو قبل مسیح میں ایرانی بادشاہ خسرو نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا- ۳۳۰ قبل مسیح میں سکندر اعظم نے اسے فتح کیا- ماضی قدیم کے نبی حضرت ''زرتشت'' اور مہاتما بدھ نے اسی علاقے میں تبلیغ کی- تقریباً تین سو قبل مسیح چینی قبائل نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا- ان کے دور حکومت میں کابل' غزنی' پشاور اور سوات وغیرہ کے علاقے بھی زیر نگیں تھے- تاہم ایران کے ساتھ ان کا مسلسل تصادم رہا- چھٹی صدی عیسوی کے دوران فاران کی چوٹیوں پر سلامتی کا سورج طلوع ہوا تو عہد عثمانی حضرت عبداللہ بن عامر نے کابل فتح کیا- آج بھی کابل میں ان صحابہ کرام کے مزارات موجود ہیں جو معرکہ کابل میں شہید ہوئے- جن میں حضرت تمیم انصاری اور حضرت صدیق اکبر کے نواسے کے علاوہ ۷۰ سے زیادہ اصحاب رسولؐ شامل ہیں-

۶۶۵ء تک اسلام کی تبلیغ کو فروغ ہوا اور پچاس ہزار سے زائد مسلمان عربوں کو یہاں بسایا گیا- بنو امیہ اور بنو عباس کے عہد میں افغانستان کے غیر مسلم اور مسلم باشندوں کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

درمیان برابر مقابلے ہوتے رہے اور کابل کئی بار فتح ہوا- اگرچہ اس تمام عرصے کے دوران افغانستان پر باقاعدہ حکومت قائم نہ ہو سکی- البتہ اسلامی تہذیب کی چھاپ پورے علاقے پر لگ گئی- اسلام نے یہاں عربی زبان کو پھیلا دیا- اس کے بعد غزنویوں' غوریوں اور مغلوں نے بھی ان علاقوں پر حملے کیے- ۹۷۶ء میں سبکتگین کے بیٹے محمود نے غزنی سے اٹھ کر شمالی افغانستان کو فتح کر لیا اور گیارہ سو ستاون عیسوی تک موجودہ افغانستان کے علاوہ ہندوستان میں تھانیسر تک کا علاقہ غزنوی سلطنت میں شامل رہا- غزنویوں کے زوال کے بعد سلطان محمد غوری نے افغانستان پر قبضہ کر لیا- علمی اور ادبی لحاظ سے یہ ادوار افغانستان کے سنہرے ادوار تھے جس میں فن تعمیر نے ترقی کی- پشتو ادبی زبان بنی اس کے علاوہ ہندو مذہب اور بدھ مت تہذیب ہمیشہ کے لیے نابود ہو گئی اور اسلامی طرز زندگی پوری سلطنت میں پھیل گئی- اسلامی تہذیب اپنے عروج پر تھی کہ ۱۲۲۰ء میں تاتاری حملہ آور چنگیز خان نے افغانستان کی سلطنت کو اپنے گھوڑوں کے قدموں تلے روند ڈالا- اس نے اس وقت کے مسلمان حکمران خوارزم شاہ کو شکست دے کر اسلامی مملکت کو تاخت و تاراج کر دیا- ۱۲۴۵ء میں چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان نے اپنے دادا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تاتاری قوانین نافذ کر دیئے- ایک یہ بھی تحقیق ہے کہ حسن بن صباح کا قلعۃ الموت جو اسماعیلیوں کا واحد شہر تھا' بھی انہیں علاقوں میں ایک تھا- وادی پنجشیر کے کسی حصے میں موجود قلعۃ الموت پر بھی ہلاکو خان نے ہی کامیاب یلغار کی- تاتاریوں کے آخری کامیاب حکمران امیر تیمور تھے- تاریخ کا یہ عجیب دلچسپ خوشگوار حادثہ ہے کہ افغانستان کو تاراج کرنے والے چنگیز خان کی حکمران نسل اگلے ادوار میں جا کر مسلمان ہو گئی- ۱۵۰۶ء کے بعد جانشینی کے جھگڑوں کی وجہ سے تمام علاقوں میں الگ الگ حکومتیں قائم ہوئیں- کابل شہر ازبکوں' مغلوں' صفویوں اور افغانوں کی باہمی آویزش کا مرکز رہا- شمالی علاقے پر مغلوں اور جنوبی علاقے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خراسان پر صفویوں کا قبضہ تھا- ہرات پر ازبکوں کی حکومت تھی- ۱۵۴۵ء میں ہمایوں نے قندھار اور کابل پر بھی قبضہ کر لیا جو اکبر اور شاہجہان کے دور میں مستقل مغل سلطنت کا حصہ رہا- یہ وہ زمانہ ہے جب عظیم ہندوستان پر افغانستان کا اور فارسی اسلامی تہذیب کا غلبہ تھا- اورنگزیب کے انتقال کے بعد جب مغلیہ سلطنت زوال کا شکار ہوئی - ۱۷۳۸ء میں ایران کے نادر شاہ افشار نے کابل فتح کر لیا اور یہیں سے اس نے ہندوستان پر حملہ کیا- نادر شاہ کے قتل کے بعد اس کا سپہ سالار احمد شاہ ابدالی ۱۷۴۷ء میں افغانستان کا بلاشرکت غیرے حکمران بن گیا اور یہیں سے متحدہ افغانستان کا تصور ابھرا- تاریخ میں احمد شاہ ابدالی کا خاندان درانی کے نام سے مشہور ہوا- یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے افغانستان کی پہلی مستحکم حکومت قائم کی- اس نے افغانستان کو اتنا خوشحال بنایا کہ افغان عوام اسے ''بابا'' کے لقب سے یاد کرنے لگے- احمد شاہ نے قندھار کو اپنا مرکز بنایا اور اس کے بعد سے افغانوں کی قومی حکومت کا سلسلہ پھر نہ ٹوٹا- تاہم بعد میں باہمی تصادم کی وجہ سے افغان قبائل میں ایک بار پھر خانہ جنگی کی سی کیفیت پیدا ہوئی جو ۱۸۳۵ء تک جاری رہی- پھر دوست محمد خان نے پورے علاقے کا کنٹرول حاصل کر لیا اور اپنے لیے امیر کا لقب اختیار کیا- افغانیوں کی آپس کی خانہ جنگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت برطانیہ اور روس کے درمیان افغانستان پر کنٹرول حاصل کرنے کی خواہش ابھری- روس اپنی سلطنت کو وسعت دینا چاہتا تھا- جبکہ ہندوستان میں موجود برطانیہ افغانستان کو ایک بفر ریاست کے طور پر استعمال کرنا چاہتا تھا- چنانچہ ۱۸۳۹ء میں برطانوی فوج نے افغانستان پر حملہ کیا- جنہیں پہلی برٹش افغان جنگ کہا جاتا ہے- یہ جنگ ۱۸۴۲ء تک جاری رہی اور انگریز کو ہزیمت اٹھانا پڑی- دوسری طرف روس نے بھی افغانستان پر اپنا اثر و رسوخ ڈالنا شروع کر دیا- جس کے نتیجے میں روس کے ساتھ افغان حکمرانوں کے اچھے تعلقات پیدا ہونے لگے تو حکومت برطانیہ ۱۸۷۸ء میں

ایک بار پھر افغانستان پر حملہ کر دیا- اس حملے کے نتیجے میں درہ بولان اور وادی کرم کا کچھ علاقہ انگریزوں کے قبضے میں چلا گیا- کچھ عرصہ بعد کابل میں بغاوت ہوگئی- جس سے فائدہ اٹھا کر انگریزوں نے کابل فتح کر لیا- تاہم ۱۸۸۰ء میں انگریز ساری افغان حکومت امیر عبدالرحمٰن کے حوالے کر کے خود ہندوستان چلا آیا- انگریزوں نے عبدالرحمٰن کی حکومت تسلیم کرتے ہوئے داخلی طور پر افغانستان کو مکمل خود مختاری دے دی- اسی زمانہ میں ہندوستان اور افغانستان کے درمیان سرحدات طے کی گئیں اور ڈیورنڈ لائن کو افغانستان و ہندوستان کے درمیان حتمی سرحد تسلیم کیا گیا- امیر عبدالرحمٰن کے بعد اس کے بیٹے امیر حبیب اللہ نے سوات' چترال' وزیرستان' خیبر' جاغی' چمن' پارا چنار اور کرم کا علاقہ بھی انگریزوں کے حوالے کر دیا- یہ پالیسی ۱۹۱۹ء تک چلتی رہی- ۱۹۱۹ء کی ابتدا میں امیر حبیب اللہ کے قتل کے بعد امیر امان اللہ نے اقتدار سنبھالا اور حکومت برطانیہ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا- روس نے اس کی امداد کی- اس طرح تیسری انگریز افغان جنگ شروع ہوگئی- اس جنگ میں بھی حکومت برطانیہ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا- اس جنگ میں ہندوستان کے مولانا عبیداللہ سندھی نے تحریک آزادی ہند کے علماء کے ساتھ مل کر بھرپور کردار ادا کیا- اس دوران مولانا سندھی ۷ سال کابل میں رہے اور ہندوستان سے مولانا محمود الحسن دیوبندی کی تحریک ریشمی رومال کے لیے کام کرتے رہے- افغانستان کو انگریزوں کے ساتھ لڑنے کے لیے آمادہ کرنے کا کریڈٹ تاریخ نے سو فیصد علماء دیوبند کو دیا ہے- یہی وہ دور ہے جب افغانستان میں ایک نئی مذہبی لہر داخل ہوئی - افغانستان کے عوام جو پہلے ہی جوشیلے اور جنگجو تھے دیوبند کی انقلابی تحریک سے متاثر ہوئے اور پورے افغانستان میں ایک خاص قسم کی مذہبی ذہنیت سرایت کر گئی- آج کے طالبان اسی ذہنیت کی پروان شدہ شکل ہیں-

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اگست ۱۹۱۹ء میں تیسری انگریزی افغان جنگ ختم ہوئی اور راولپنڈی معاہدے کے تحت حکومت برطانیہ نے افغانستان کو مکمل طور پر داخلی اور خارجی آزادی دی۔ آزادی کے بعد سے جدید افغانستان کا دور شروع ہوا۔ امیر امان اللہ نے مکمل آزادی کے بعد دیگر ممالک ترکی' روس' ایران اور حکومت برطانیہ کے ساتھ معاہدات کیے اور اپنی حکومت تسلیم کرائی۔

ملک میں نیا آئین مرتب کر کے جدید اصولوں پر مبنی نظام نافذ کیا گیا۔ تاہم بعض نامناسب قوانین سے عوام بددل ہو گئے اور ایک تاجک سردار حبیب اللہ بچہ سقہ نے جنوری ۱۹۲۹ء میں کابل پر قبضہ کرلیا اور امیر امان اللہ فرار ہو کر اٹلی چلے گئے۔ بچہ سقہ کے قتل کے بعد نادر شاہ نے حکومت سنبھالی اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ نادر شاہ نے ہر شعبہ زندگی میں اصلاحات نافذ کرنا شروع کیں اور اس نے قوم کو تعلیم کی طرف راغب کیا۔ اس دور میں افغانستان نے خارجہ سطح پر غیر جانبداری کو اپنایا اور ۱۹۳۳ء میں انجمن اقوام کا رکن بن گیا۔ ۱۹۳۳ء میں ملک کا نیا آئین نافذ کیا گیا۔ اسی سال نادر شاہ بھی قتل کر دیا گیا۔ نادر شاہ کے قتل کے بعد اس کا ۱۹ سالہ بیٹا ظاہر شاہ تخت نشین ہوا۔ جو اب تک زندہ ہے اور اٹلی کے شہر روم میں مقیم ہے۔ ظاہر شاہ نے اپنے وزیراعظم ہاشم خان کی زیرنگرانی تمام اہم ممالک کے ساتھ سیاسی وتجارتی معاہدے کیے۔ دوسری جنگ عظیم میں ظاہر شاہ غیر جانبدار رہا۔ ۱۹۴۷ء میں افغانستان نے روس اور ایران کے ساتھ سرحدی تنازعات طے کیے۔ اس دوران افغانستان میں ظاہر شاہ کی پارلیمانی بادشاہت قائم رہی۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو افغانستان نے پاکستان کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور پختونستان کا نعرہ لگانا شروع کر دیا۔ دراصل برطانوی ہند کی ایک بڑی سیاسی جماعت کانگریس کی طرف جھکاؤ ہونے کی وجہ سے افغانستان نے مسلم لیگی پاکستان کی مخالفت کی۔ ۱۹۵۳ء میں داؤد خان وزیراعظم بنا تو اس نے کھلم کھلا پاکستان دشمن پالیسیاں اختیار کیں اور صوبہ سرحد کو افغانستان کا حصہ قرار دینے لگا۔ اس نے ون یونٹ کے خلاف شدید احتجاج کیا اور معاہدہ ڈیورنڈ کو توڑنے کی دھمکی دی۔ جس سے دونوں ممالک کے درمیان اختلافات شدید ہو گئے اور سرحدیں بند کر دی گئیں۔

۱۹۶۳ء میں نئے وزیراعظم ڈاکٹر محمد یوسف نے پاکستان کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کیے اور ملک میں آئینی اور سماجی اصلاحات کا نفاذ کیا۔ ۱۹۶۴ء میں افغانستان میں نیا آئین مرتب کیا گیا۔ جس میں عورتوں کو رائے دہی کا حق اور پریس کو آزادی دی گئی۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں افغانستان غیر جانبدار رہا۔

۷۰ کی دہائی میں افغانستان کو متعدد دفعہ قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کی وجہ سے اس کی معیشت کو شدید نقصان پہنچا۔ پاکستان ایران اور مغربی ممالک نے اس کی امداد کی۔ ۱۹۷۳ء میں وزیراعظم داؤد خان نے فوج کی مدد سے ظاہر شاہ کی حکومت ختم کر ڈالی اور ملک کو جمہوریہ قرار دیا۔ تمام شاہی القابات ختم کر کے سربراہ مملکت' وزیر دفاع اور وزیر خارجہ کے اختیارات خود سنبھال لیے۔

۱۹۷۷ء میں ملک میں نیا آئین مرتب کیا گیا اور صدارتی طرز حکومت پر ایک جماعتی نظام کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس زمانہ میں افغانستان نے پاکستان کے ساتھ تعلقات خوشگوار رکھے لیکن غیر جانبداری کی پالیسی پر گامزن رہا۔ ۱۹۷۷ء میں افغان حکمرانوں نے مغربی ممالک کے ساتھ تعلقات استوار کرنا چاہے تو روسی لیڈروں نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ نتیجتاً چند ماہ بعد اپریل ۱۹۷۸ء میں داؤد خان اس کے خاندان اور تمام قریبی ساتھیوں کو کابل کے صدارتی محل میں بے دردی سے قتل کر دیا گیا اور نئے ترقی پسند سربراہ نور محمد ترہ کئی کو صدر بنا دیا گیا۔ انقلاب کے چند ماہ بعد روس اور افغانستان کے مابین دوستی کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک معاہدہ ہوا جس میں ایک دوسرے کے خلاف حملے یا خطرے کی صورت میں مدد کرنے پر زور دیا گیا۔

اسی معاہدے کی بنیاد پر روس نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں نور محمد ترہ کئی کو قتل کر دیا اور ان کی جگہ عنان حکومت حفیظ اللہ امین نے سنبھال لی۔ حفیظ اللہ نے غیر لچکدار رویہ اختیار کرتے ہوئے مخالفین پر تشدد کیا اور پاکستان، ایران اور امریکہ پر باغیوں کی مدد کرنے کا الزام لگایا۔ سوویت یونین نے انہیں حالات کے پیش نظر دسمبر ۱۹۷۹ء میں ۸۰ ہزار فوج کے ساتھ افغانستان کی طرف فوجی جارحیت کی۔ روسیوں کے دور میں حفیظ اللہ امین کی حکومت ختم کر دی گئی اور پرچم پارٹی کے جلاوطن کمیونسٹ لیڈر ببرک کارمل کو نئی حکومت کا سربراہ مقرر کیا گیا۔

یہ جارحیت روس کی تیسری سب سے بڑی جارحیت تھی۔ اس سے پہلے ہنگری اور چیکوسلواکیہ پر روس نے اسی طرح دھاوا بولا تھا۔ اس مداخلت نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ پاکستان سمیت تمام ممالک نے اس پر نہ صرف شدید احتجاج کیا بلکہ اس کے خلاف سخت اقدامات کرنے شروع کر دیے۔ روس کی مدمقابل قوت امریکہ کو اس معاملہ میں سب سے زیادہ دلچسپی تھی۔ امریکہ کے یہودی نواز حکمرانوں کو سرخ انقلاب یعنی کمیونزم سے شدید خطرات لاحق تھے۔ چنانچہ امریکہ نے پاکستان کی پیٹھ تھپکی اور غیر منتخب پاکستانی حکمران جنرل ضیاء الحق اس آگ میں کود پڑے۔ دراصل پاکستان پر تو امریکہ کا دست شفقت تو روز اول ہی سے تھا۔ پہلے غیر انگریز پاکستانی افواج کے سربراہ جنرل ایوب خان نے ہی ملک پر فوجی حکومت ٹھونسنے کی ابتدا کر دی تھی۔ پاکستان کے ساتھ آزاد ہونے والا بھارت جمہوری اور آئینی سفر طے کرتا رہا جبکہ اہل پاکستان پے در پے امریکہ کے کٹھ پتلی پاکستانی سربراہان افواج کے مارشل لاء برداشت کرتے رہے۔ جب بھی امریکہ کو پاکستان میں یا اس کے آس

پاس کوئی بڑا کام کروانا مطلوب ہوا آناً فاناً پاکستان میں فوجی انقلاب برپا کر دیا گیا اور کسی نہ کسی جنرل کو کرسی اقتدار پر بٹھا کر امریکہ نے اپنا مطلب نکال لیا۔

افغانستان میں روسی جارحیت کے خلاف جنرل ضیاء الحق امریکی پرچم کے زیر سایہ مجاہدین اسلام کا لشکر تیار کرنے لگے۔ امریکی سی آئی اے نے پاکستان، چین، اسامہ بن لادن اور عرب ممالک کے ساتھ مل کر روسی جارحیت کو ختم کرنے کے لیے مشترکہ حکمت عملی تیار کی اور یہیں سے اسامہ بن لادن کا افغانستان کی سیاست میں عمل دخل شروع ہوا۔ سوویت یونین کی مسلسل جارحیت کی وجہ سے بے شمار افغان، پاکستان اور ایران ہجرت کر گئے۔ چالیس لاکھ مہاجرین نے پاکستان کا رخ کیا۔

مئی ۱۹۸۶ء میں اندرونی سیاسی انتشار کے بعد ڈاکٹر نجیب اللہ ببرک کارمل کی جگہ ملک کے نئے صدر منتخب ہوئے۔ اور انہوں نے ۱۹۸۷ء میں نیا آئین نافذ کیا۔ اس دوران مجاہدین کی مسلسل جدوجہد اسامہ کی مالی امداد اور عالمی برادری کے دباؤ کی وجہ سے روس نے اپنی فوجیں واپس بلانے کا اعلان کیا اور جنیوا مذاکرات کے تحت ۱۹۸۹ء میں سوویت یونین مکمل طور پر ناکام و نامراد افغانستان سے نکل گیا۔

روسی فوجوں کی واپسی کے بعد افغانستان ایک مرتبہ پھر خانہ جنگی کی لپیٹ میں آ گیا اور تمام جنگجو تنظیمیں اور سیاسی جماعتیں اقتدار کے حصول کے لیے لڑنے لگیں۔

مئی ۱۹۹۱ء میں اقوام متحدہ اور دیگر ممالک کی کوششوں سے پانچ نقاطی منصوبہ بندی پر اتفاق ہوا۔ جس کی تحت عبوری حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ چنانچہ ۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء کو پشاور معاہدے کے تحت پروفیسر صبغت اللہ مجددی کو افغان عبوری حکومت کو سربراہ بنایا گیا۔ نئی حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے نواز شریف اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان نے اسلامک اسٹیٹ آف افغانستان کا وعدہ کیا۔ جون ۱۹۹۲ء میں برہان الدین ربانی کو پشاور معاہدے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے تحت ملک کا نیا صدر منتخب کیا گیا- جنہوں نے ستمبر ۱۹۹۲ء میں پاکستان کا دورہ کیا- لیکن جنگجو تنظیموں کی آپس میں گولہ باری پھر بھی ختم نہ ہو سکی- گلبدین حکمت یار، جنرل عبدالرشید دوستم کماڈو احمد شاہ مسعود اور اسی طرح کے دیگر لیڈروں کے اختلافات نے افغانستان میں مستحکم حکومت قائم نہ ہونے دی-

افغانستان کی سیاست میں اس وقت اہم تبدیلی واقع ہوئی جب جنوبی افغانستان میں طالبان کی صورت میں ایک نئی سیاسی طاقت ابھری- جس کی سربراہی ملا عمر کر رہے تھے- طالبان پشتو زبان میں طالب علم کی جمع کو کہتے ہیں- ان میں زیادہ تر پاکستان کے دینی مدارس سے فارغ التحصیل طلباء شامل تھے- زیادہ تر طالبان وہی تھے جنہوں نے اخلاص کے ساتھ روسی جارحیت کے خلاف جہاد کیا تھا- یہ لوگ شریعت کے سخت پابند تھے- بھارت اور بعض دیگر ممالک کی طرف سے پاکستان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ پاکستان نے ہی طالبان کی پرورش کی- طالبان افغانستان کی سیاست میں اس وقت واضح طور پر ابھرے جب انہوں نے اکتوبر ۱۹۹۴ء میں حکمت یار کی فوج کو شکست دے کر قندھار پر قبضہ کر لیا- بعد ازاں مسلسل کامیابیوں کے ساتھ انہوں نے ستمبر ۱۹۹۶ء میں جلال آباد اور پھر کابل پر قبضہ کر لیا اور ڈاکٹر نجیب اللہ کو قید خانے سے نکال کر کابل کے آریانا چوک میں سرعام پھانسی پر لٹکا دیا- کابل پر قبضے کے بعد طالبان نے پورے افغانستان میں شریعت نافذ کر دی اور افغانستان کا نام اسلامی امارت افغانستان رکھ دیا-

طالبان کی حکومت کا اس وقت افغانستان کے تقریباً نوے فیصد سے زیادہ علاقے پر کنٹرول ہے- پاکستان سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے افغانستان کی طالبان حکومت کو تسلیم تو کر رکھا تھا- لیکن ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے امریکہ کی تاریخ میں ہونے والے سب سے بڑے جنگی حملوں کے بعد متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب نے امریکہ کی طاقت

سے خوفزدہ ہو کر افغانستان کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کر دیے- جبکہ پاکستان نے محض بات چیت کی کھڑکی کھلی رکھنے کے لیے افغانستان کے ساتھ سفارتی تعلقات تو منقطع نہ کیے البتہ امریکہ کو ہر قسم کی جنگی امداد فراہم کر کے افغانستان کی طالبان حکومت کو ناراض کر دیا- طالبان کی حکومت کو ابتدا ہی سے شدید ترین پریشانیوں کا سامنا رہا- ایک طرف شمالی اتحاد نے جس کی قیادت ستمبر ۲۰۰۱ء تک مشہور زمانہ جنگجو لیڈر احمد شاہ مسعود کر رہے تھے اور جو احمد شاہ مسعود کے قتل کے بعد جنرل عبدالرشید دوستم نے سنبھال لی- طالبان کے ساتھ مسلسل محاذ بنایا ہوا ہے جبکہ دوسری طرف بین الاقوامی سطح پر طالبان کو کبھی حمایت حاصل نہیں ہوتی- امریکہ نے اسامہ بن لادن کی وجہ سے طالبان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا اور اس بنا پر ۱۹۹۸ء میں اسامہ کے ٹھکانوں پر کروز میزائل سے حملے کیے جن کے نتیجے میں بہت سی معصوم جانیں ضائع ہوئیں لیکن اسامہ محفوظ رہے-

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے روز جب امریکہ کے سب سے بڑے شہر نیویارک میں دنیا کے دو بڑے ٹاورز جہاز ٹکرا کر تباہ کر دیئے گئے تو امریکی حکومت نے طالبان کے خلاف کروسیڈ (صلیبی جنگ) لڑنے کا اعلان کیا- بظاہر امریکہ نے طالبان سے مطالبہ کیا کہ وہ دہشت گرد اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دیں لیکن طالبان نے بلا ثبوت کسی مسلمان کو کفار کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا- پاکستان کے جنرل پرویز مشرف جو حسب معمول امریکی ایماء پر مسند صدارت پر متمکن ہوئے تھے- ۱۱ ستمبر کے روز ہی طالبان دشمنی اور امریکی حمایت پر کمر بستہ ہو گئے- یہ تاریخ کا سب سے بدترین واقع ہے کہ واحد اسلامی ملک پاکستان جس کے پاس ایٹم بم کی طاقت ہے، پکے ہوئے پھل کی طرح صلیبی جنگ کے ہاتھوں امریکہ و برطانیہ کی جھولی میں جا گرا-

راقم الحروف نے ۱۹۹۷ء کی بہار میں ایک صحافی کی حیثیت سے پورے افغانستان کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دورہ کیا اور ان تمام علاقوں میں کئی کئی دن قیام کیا جو طالبان کے کنٹرول میں ہیں۔ اس سفر میں راقم کو صحابہ کرام اور اولیا کے مزارات کی زیارت کے ساتھ ساتھ طالبان کے طرز حکومت، سیاست، معاشرت، معیشت حتیٰ کہ محاذوں تک کو دیکھنے کا موقع ملا۔ طالبان نے اپنے دور حکومت میں افغانستان کی عوام کو پہلی مرتبہ بے پناہ صاف ستھرے اور شفاف نظام سے روشناس کرایا۔ پورے افغانستان میں فقہ حنفیہ کی تمام تر تعزیرات کو انتہائی سختی سے نافذ کیا جس کے نتیجے میں افغانستان سے ظلم ناانصافی اور فحاشی کا مکمل طور پر خاتمہ ہوگیا۔ اگرچہ مسلسل حالت جنگ میں رہنے کی وجہ سے افغانستان کی اقتصادی حالت بے حد خراب ہو گئی۔ لیکن طالبان نے افغان عوام کو امن وسکون کی میٹھی نیند فراہم کر کے احساس عدم تحفظ سے محفوظ کرلیا۔ کابل، جلال آباد، غزنی، ہرات، مزار شریف، خوست، قندھار اور بامیان جیسے بڑے شہر جو مسلسل جنگ کی وجہ سے کھنڈرات میں بدل چکے تھے۔ طالبان نے دوبارہ تعمیر کرنے شروع کر دیئے۔ بڑی بڑی سڑکیں بنانے کے کام کا آغاز ہوا۔ پہاڑی ندی نالوں اور دریاؤں سے آب پاشی کا نظام از سر نو ترتیب دیا جانے لگا۔

طالبان

جب افغانستان میں ہر طرف ظلم وستم، سفاکی اور بربریت کے سیاہ بادل منڈلا رہے تھے۔ افغان اور روس جہاد ختم ہو چکا تھا۔ آخری روسی فوجی بھی افغانستان سے نکل چکا تھا اور روس کے ساتھ لڑنے والی مختلف مجاہد تنظیموں کے سربراہ اقتدار کی رسہ کشی میں مصروف تھے۔ افغانستان کے صوبہ قندھار اور پکتیا کا بڑا سردار گلبدین حکمت یار کو سمجھا جاتا تھا۔ پکتیا کابل کے نزدیک ہے۔ لہٰذا کابل کی ایک سمت گلبدین حکمت یار کی افواج کے زیر قبضہ تھی۔ کابل کا دوسرا رخ جو بگرام اور چاریکار کی جانب ہے۔ احمد شاہ مسعود کی فارسی بولنے والی افواج کے کنٹرول میں تھا۔ پروفیسر برہان الدین ربانی نام نہاد صدر تھے۔ احمد شاہ مسعود محض نام کے وزیر دفاع تھے اور باقی علاقوں کے لوگ بھی اپنے اپنے پردادوں کے جھنڈوں تلے اقتدار کی جنگ وجدل میں مصروف تھے۔ ہرات کے علاقے پر کمانڈر اسماعیل کا قبضہ تھا۔ پشتون اور فارسی بولنے والے قبائل لسانی بنیادوں پر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء تھے۔ سارا سارا دن کابل شہر پر بمباری ہوتی۔ شہر کی ایک طرف موجود افواج دوسری طرف کے لوگوں پر بمباری کرتی اور کابل شہر جو کسی زمانے میں عروس البلاد کہلاتا تھا۔ ان لوگوں کی زد میں آ کر کرچی کرچی ہو رہا تھا۔ راقم الحروف نے اپنی آنکھوں سے کابل شہر کی حالت دیکھی ہے۔ جہاں کوئی گلی کوئی محلہ، کوئی بازار، کوئی گھر، کوئی عمارت، کوئی مارکیٹ، کوئی دفتر، کوئی سکول، کوئی فیکٹری سلامت نہیں۔ بازاروں کی دکانیں اور کئی کئی منزلہ فلک بوس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی ہیں- یہ سب کچھ روس نے نہیں کیا تھا- روس نے تو کابل فتح کرنے کے بعد بڑی بڑی سڑکیں بنائیں- بڑی بڑی عمارتیں اور ہوٹل بنائے۔ ماسکو کی طرز پر طاقت ور ٹی وی اسٹیشن اور ریڈیو اسٹیشن قائم کیے- کیمونزم کی تعلیم دینے کے لیے بڑی بڑی یونیورسٹیوں کی بنیاد رکھی- لیکن منہدم شدہ کابل، تباہ حال غزنی عبرت انگیز جلال آباد، زمین بوس قندھار اور اسی طرح کے خاک و خون میں لتھڑے افغانستان کے درو دیوار ان جنگجو تنظیموں کا کارنامہ ہیں- جنہوں نے روس کے چلے جانے کے بعد حصول اقتدار کے ذریعے پشتون، فارسی، تاجک، ازبک اور قندھاری کے نام سے ایک دوسرے کے گلے کاٹے- کفر و باطل کی تاریکیوں میں بھٹکے ہوئے کابل کے گمراہ حکمران خدا کے عہد کو پس پشت ڈال کر ہر ناجائز اور حرام عمل کو روا رکھے ہوئے تھے- انسان کے ظلم و استبداد کی خصلتیں اپنے اصلی رنگ میں نمایاں ہو گئی تھیں- عورتوں کو آوارہ کتیوں سے بھی کم درجہ حاصل تھا- گلیوں اور بازاروں میں سرعام عورتوں کو عیاشی کا نشانہ بنایا جاتا تھا- انہیں ہوس پرست مردوں کی کے لیے سامان نشاط سمجھا جاتا تھا- افغانستان کے گوشے گوشے میں ضلالت، جہالت، بدتمیزی، بے حیائی، جور و جفا، ظلم و ستم اور استبداد و ارتداد کی فرمانروائی تھی- ہر جگہ انسانیت اپنے شرف و مجد کو کھو چکی تھی- راہ چلتے مسافروں کو لوٹنا ان کا عام کھیل تھا- نہتے انسانوں کو خاک و خون میں تڑپا کر ان کے لہو سے اپنے ہاتھ رنگ لینا عام مشغلہ تھا- وہ ظالم اور خونخوار بھیڑیے بن چکے تھے- ہولناک تاریکیوں میں تہذیب و تمدن کی کوئی روشنی نظر نہ آتی تھی- ان حالات میں عام افغانوں کو اپنا مستقبل تاریک اور مخدوش نظر آنے لگا تھا- ان کے دلوں میں پہلے سرخ ریچھ اور پھر اس کے بعد اپنے ہی غدار اور ہوس زر کے پجاری حکمرانوں کے لگائے ہوئے گہرے گھاؤ تھے- اس عبرت انگیز زمانہ میں ایک دم طالبان کا ظہور ہوا-

طالبان تحریک ہرگز کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ظہور پذیر نہیں ہوئی اور نہ ہی سیاسی جماعتوں کی طرح اس کے پس پشت خفیہ ہاتھ کار فرما تھے- حقیقت یہ ہے کہ یہی حالات جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں- اس تحریک کا باعث بنے- ابتدائی حالات کی یہ روداد اس تحریک کے بانی خلیفہ راشد ششم امیر المومنین ملا عمر مجاہد عمر نے بذات خود اپنی زبانی علمائے دین کے اس اجلاس کے روبرو سنائی جو تاریخ کے درخشاں صفحات میں رہتی دنیا کے لیے امر ہو گیا- چنانچہ امیر المومنین نے اس اجلاس میں یوں فرمایا:

''یہ اس زمانے (۱) کی بات ہے جب میں قندھار کے صوبہ ''تنک حصار'' میں ایک چھوٹے سے مدرسہ میں زیر تعلیم تھا- ایک دن افغانستان میں ہونے والے مظالم ہولناک اور خون چکاں حالات کے مناظر میری آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگے- جنہوں نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ملک میں جور و ستم کا بازار گرم ہے اور ان جاہل حکمرانوں کے ہوتے ہوئے ان مدارس کے وجود اور علم کے حصول کا کیا فائدہ؟ یہ سوچ کر میں نے دل و دماغ میں ایک منظم اسلامی تحریک چلانے کا نقشہ کھینچا- چنانچہ درس و تعلیم کا مشغلہ ترک کر کے میں اپنے ایک رفیق کار کے ہمراہ ''زنکاوات'' شہر کی طرف روانہ ہوا- یہاں میں نے ایک دیرینہ ساتھی سے موٹر سائیکل لی- جس پر میں اور میرے ساتھی نے سوار ہو کر شہروں اور بستیوں میں پھیلے ہوئے مختلف مدارت کا دورہ کیا- طلباء کے سامنے اپنا ایجنڈا پیش کیا- شام تک تقریباً ۵۳ طلباء ساتھیوں کو میں نے اس تحریک میں کام کرنے کے لیے تیار کر لیا- سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ کل وہ میرے مدرسہ میں حاضر ہوں گے اور اس تحریک کو فعال بنانے کے لیے غور کریں گے- لیکن کل تک وہ سب صبر کی قدرت نہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رکھ سکے اور اسی رات میرے ہاں جمع ہوئے- چنانچہ حاجی بشیر صاحب اور دیگر تنظیموں کے قائدین نے ہمیں ضرورت کے مطابق اسلحہ دیا- یہی ہمارے لیے اس تحریک کا نقطۂ آغاز ثابت ہوا-

خدا کی قسم! کسی نے ہماری مدد نصرت نہیں کی- میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم اپنا کام کرتے رہیں گے اور شہر میں واقع گھروں سے گھر گھر جا کر روٹی سالن جمع کریں گے اور اس کے بعد میرے ساتھی طالبان نے بعض مقامات فتح کر لیے اور فساد و منجود کا سر کچلنے میں کامیاب ہو گئے تو عام لوگوں نے بھی طالبان کی مقدور بھر مدد و نصرت کی- اس طرح کچھ تنظیموں کے قائدین بھی جو اسلحہ و ہتھیار اور غذائی اشیاء سے لیس تھے ہماری تحریک میں شامل ہو گئے-''

یہ وہ تقریر ہے جو بہت عرصہ بعد علماء کے ایک اجلاس میں ملا عمر نے بیان فرمائی- ملا عمر نے جو ایک زیر تعلیم طالب علم تھے- اپنے طالب علم ساتھیوں کو اصلاح ریاست اور جہاد کی غرض سے ساتھ ملایا اور انتہائی نیک نیتی سے طوائف الملوکی کا شکار افغان سرداروں کی سرکوبی کی- طالبان نے عوام کے ساتھ نرم رویہ رکھا- ان کے ساتھ اصلاح و فہمائش اور وعظ و نصیحت کی روش اختیار کی- ذمہ دار اور سربرآوردہ افراد کو اس بات پر آمادہ کیا کہ افغانستان کو ایک اسلامی مملکت میں تبدیل کرنے کی جدوجہد کی جائے- ان ذمہ دار افراد میں سے بیشتر نے طالبان کے موقف کی داد دی اور اپنے زیر قبضہ علاقوں کو ساز و سامان اور اسلحہ سمیت طالبان کے حوالے کر دیا اور خود اس تحریک میں شمولیت اختیار کر لی- تاہم وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا- طالبان نے بزور شمشیر ان کا کام تمام کر دیا اور یوں کئی صوبے طالبان کے سامنے سرنگوں ہو گئے- یہاں تک کہ جلال آباد کے راستے سے داخل ہو کر طالبان نے مسلسل

جنگوں اور معرکوں کے بعد دارالحکومت کابل پر بھی قبضہ کر لیا- یہاں سے ربانی اور اس کے حواری فرار ہو گئے اور طالبان نے کابل میں ایک خالص اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی- حکومت طالبان نے عوام سے یہ وعدہ کیا کہ اگر حکومت بذات خود جب تک شریعت کی پابندی پر کاربند رہے تو اسے عوام کو جبراً مطیع اور فرمانبردار بنانے کا حق حاصل ہو گا اور اگر حکومت شرعی اصول و قوانین کی راہ سے سرک گئی تو عوام کو بجا طور پر یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ حکومت کو تبدیل کرنے کا مطالعہ کریں- امیر المومنین نے افراد سے بیعت لینے کے بعد اپنے پہلے خطبے میں فرمایا(۱)

> ''جب تک میں حق پر رہوں تو میری اطاعت تم پر واجب ہے اور یہ کہ تم میرے ساتھ تعاون کرو اور اگر میں نے حق کا دامن چھوڑ دیا تو ہرگز میری اطاعت نہ کرنا بلکہ اس وقت تمہارا فرض ہو گا کہ تم ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹا دو- جیسا کہ تم نے ہم سے پہلے والوں کے ساتھ کیا-''

اسی روز ''امارت اسلامی افغانستان'' کے قیام کا اعلان کیا گیا اور امارت اسلامی نے جید علمائے کرام کی ایک وسیع مجلس شوریٰ قائم کی-

طالبان نے پندھار سے کابل تک پورے ملک میں اسلامی نظام نافذ کر دیا لیکن بدقسمتی سے ان کے ہاتھ جو افغانستان لگا اس کے دامن میں بھوک اور بیماری کے سوا کچھ نہ تھا- کیونکہ ان سے پہلے کے افغان لیڈروں نے ملک میں وہ اودھم مچایا تھا کہ جسے یاد کر کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں-

طالبان کی مسلسل اور پے در پے محیر العقول کامیابیوں کی وجہ سے افغانستان استعماری اور سامراجی قوتوں کی توجہات کا مرکز بن گیا- لیکن افسوس یہ ہے کہ عام آدمی کو ملنے والی معلومات اور تجزیاتی رپورٹیں اور دیگر حالات کا بیشتر حصہ وہ ہے جو عالمی میڈیا کے اداروں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے نشر ہوتا ہے- جس پر مختلف طریقوں سے یہودی لابی اپنا سرمایہ صرف کر رہی ہے- یہی وجہ ہے کہ افغانستان سے باہر کی دنیا میں رہنے والے انسانوں کے سامنے نرم خو رحم دل اور انصاف پسند طالبان کا چہرہ بھیانک کر کے دکھانے کی کوشش کی گی اور عالمی میڈیا نے دنیا کے عام انسانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں حقائق سے بے خبر رکھا اور طالبان سے تنفر کرنے کی کوشش کی-

حقیقت میں طالبان اپنے آباؤ اجداد کے سلسلہ جہاد کا ایک تسلسل ہیں- جو پچھلی پشتوں سے آ رہا ہے وہ جہاد جس کی بدولت باغیوں کی پناہ گاہیں مضبوط اور آہنی قلعے زمین بوس ہو گئے- طالبان کا جہاد صرف افغانستان کا ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کا جہاد ہے- یہی وجہ ہے کہ مشرق و مغرب میں دور دراز کے ممالک سے درد دل رکھنے والے مسلمانوں نے اس جہاد کی بھرپور تائید کی- بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنے جگر گوشوں کی قربانی دی- طالبان جہاد کے اس سلسلے میں افغانستان کے باشندوں نے بھی بھرپور حصہ لیا اور تمام مجاہدین نے صحابہ کرام کے اختیار کیے ہوئے راستے اپنائے- عرب مجاہدین نے شجاعت اور بے مثال قربانیوں سے اپنے آباؤ اجداد کی یاد تازہ کی- اس جہد مسلسل کی پس پشت صرف اور صرف ایک جذبہ کارفرما تھا کہ افغانستان میں ایک خالص اور خود مختار ریاست قائم کر دی جائے- افغانستان کے ۹۰ فیصد علاقے پر طالبان قابض ہیں اور ان تمام علاقوں میں طالبان نے اپنے خواب کو شرمندہ تعبیر ہوتے ہوئے خود دیکھا-

ملا عمر کا لگایا ہوا وہ پودا جس کی آب یاری خون سے کی جاری تھی- پہلے کونپل کی صورت میں نمودار ہوا اور پھر رفتہ رفتہ ایک تناور درخت بنتا چلا گیا- یہ صورت حال صیہونی ممالک اور عالم کفر کو پسند نہ آئی- کیونکہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے اس انداز سے بخوبی واقف تھے- ملا عمر کے لیے امیر المومنین کا لفظ استعمال ہونا شروع ہوا تو اہل یہود اور یورپی سامراج کا کلیجہ کانپ گیا- امیر المومنین کا مطلب تھا- مرکزیت کا اعلان اور یہود و نصاریٰ خوب جانتے تھے کہ مسلمانوں کی مرکزیت ہی اصل اسلام کی روح ہے- چنانچہ انہوں نے جہاد کو ناکام بنانے کے لیے بڑے پیمانے پر سازشوں کا جال بچھانا شروع کیا- انہوں نے جہادی تنظیموں کو آپس میں لڑانے کی ناکام کوششیں کیں اور افغان عوام میں لسانی تعصب پھیلانے کے جال بچھائے-

طالبان سے پہلے افغانستان کا یہ عالم تھا کہ کچھ گروپوں نے کمیونزم کو سینے سے لگا رکھا تھا تو کچھ کے سامنے نیشنلزم کا نصب العین تھا- کمیونسٹ ملائیشیا نے بعض تنظیموں کو اپنی انگلیوں پر نچانا شروع کر دیا- مجاہدین کے درمیان اوباش اور بدقماش لوگ پھیلا دیئے گئے- لسانی گروہوں اور کمیونسٹ ملائشیا کے پروردوں کے شرم ناک کارنامے دیکھ کر مخلص مجاہدین اور قائدین جہاد سے الگ ہو گئے- یہی وہ لوگ تھے جو طالبان تحریک کے اٹھتے ہی جوق در جوق ان کے ساتھ آ ملے- تاجک ہزاروں کو قتل کرتے تھے اور ہزارے پشتونوں کو تہہ تیغ کرتے تھے- ازبک جسے بھی دیکھتے قتل کر دیتے- افغانستان میں ایک بار پھر چنگیز اور ہلاکو کو زمانہ پلٹ آیا تھا- ربانی حکومت کمزور پڑ گئی- ربانی کا خود یہ عالم تھا کہ مارے خوف کے دارالخلافہ کے ایک کلومیٹر دور شارع ''میوند'' تک نکلنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا- اس کے دور میں سرکاری افراد ہی بنک اور خزانے لوٹتے تھے- ہر تنظیم نے زیر قبضہ علاقے کو ایک مستقل ریاست قرار دیا- اپنے اپنے الگ الگ ائیر پورٹ تعمیر کیے- کرنسی کی شرح ہر ریاست میں الگ الگ مقرر ہو کر رہ گی- انسان کا قتل مرغی ذبح کرنے سے بھی زیادہ آسان تھا- وجہ اس کی یہ تھی کہ مجاہدین کو کمیونسٹ فوج سے ملنے والا اسلحہ مختلف تنظیموں کے قائدین کے ہاتھ آیا- اسلحہ بہت زیادہ تھا- اس قدر زیادہ کہ ایک کلاشنکوف ایک مزدور کی ایک دن کی مزدوری سے بھی کم قیمت پر دستیاب ہو گئی- راستوں کی حفاظت کے لیے مجاہدین نے جو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مقامات مقرر کیے وہ محصول چونگیوں میں تبدیل ہو گئے- ٹیکس بالجبر وصول کرنے کا نظام رائج ہو گیا- پھر وہ وقت آیا کہ چنگی اور محصول کے یہ مقامات چوروں اور ڈاکوؤں کے ٹھکانے بن گئے جنہیں سرکاری تعاون حاصل ہوتا اور یوں ڈاکوؤں کے واقعات روزمرہ کا معمول بن گئے- عوام احتجاج کرتے تو کس کے سامنے حکومت کے سرکردہ عناصر ڈاکوؤں کے سرپرست تھے- کئی ملین ڈالر کے آثار قدیمہ چوری کر کے مافیا والوں کو فروخت کر دیئے گئے- داخلی اور خارجی تجارت کا سلسلہ بند ہو گیا- نکاسی آب اور زراعت کا نظام برباد ہو گیا- جس کی وجہ سے غلے اور سبزی کی پیداوار بھی ختم ہو گئی- اقتصادی زبوں حالی کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ مرکزی بنک کے سربراہوں نے چوری چھپے سرمایہ داروں کے گھروں میں کرنسی بنانے والی مشینیں لگا دیں- ان مشینوں سے جعلی کرنسی چھاپ کر دریا کی طرح بہا دی جاتی- افراط زر کی وجہ سے لوگ نوٹوں کو بوریوں میں بھر بھر کر چلنے لگے- ربانی' ازبک ملیشیا اور دیگر بعض تنظیموں کی کرنسیاں روس سے چھپ کر آتیں- جگہ جگہ سینما ہال تعمیر کیے گئے- وڈیو فلمیں بکنے لگیں- نوجوان طبقہ کو ہندوستان سے درآمد شدہ فلموں کا دلدادہ بنا دیا گیا- ڈانسنگ کلب تعمیر ہوئے- ربانی کے بقول ابلاغیات کی ترقی کا راز انہیں میں مضمر تھا- لوگ دوشیزاؤں کو سیکرٹری رکھنے لگے- افغانستان کے غیور مسلمان ان حالات پر کڑھتے لیکن کچھ کر نہ سکتے- قائدین نے غیور عوام کی روبرو مختلف مجالس میں حلف اٹھا کر کئی بار اپنی بدکاریوں کو چھوڑنے کے وعدے کیے- لیکن وعدوں پر کاربند نہ رہے- لامحدود اسلحہ آپس کی جنگوں میں برباد کر دیا گیا- روس کی شکست کے بعد افغانستان میں چار سو جہاز تھے- جب کہ اب صرف پچاس ہیں- ٹینک اور دیگر مشینری برباد کر دی گئی- ہر جگہ پانی کی طرح اسلحہ بہا دیا گیا- اس صورت حال میں ہر شخص کے پاس مہلک ہتھیار پہنچ گئے- پھر وہ وقت بھی آیا کہ ریاست کے سرداروں کے پاس اسلحہ والوں پر قابو پانا مشکل ہو گیا اور زمام حکومت الگ

الگ ہر فرد کے ہاتھوں میں آ گئی-

ان حالات میں مخلص مجاہدین نے جلاوطنی اختیار کی اور پڑوسی ملک میں منتقل ہو گئے- اسی طرح بہت سے عام شہری بھی ملک چھوڑ کر چلے گئے- جن کے پیچھے ان کی جائیدادیں تباہ کر دی گئیں-

یہی وہ حالات تھے جن پہ ملا عمر جیسے درد دل کے مالک لوگ تڑپ رہے تھے- چنانچہ جونہی ملا عمر نے طالبان کے نام سے ایک اصلاحی جنگ کا آغاز کیا تو مختصر عرصہ میں ہی ہزاروں لوگ ملا عمر کے اسلامی پرچم تلے اکٹھے ہو گئے- مذکورہ حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو طالبان کی سخت گیر حکومت اپنے طرز عمل میں جائز نظر آتی ہے- مغربی میڈیا نے طالبان کو بنیاد پرست اور ظالم ظاہر کر رکھا ہے- لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ جانوروں سے زیادہ بگڑی ہوئی اس شیطان قوم کو گرفت میں لینے کے لیے آہنی ہاتھ کا استعمال بہر حال ضروری تھا- یہی وجہ ہے کہ امارات اسلامی مختلف تنظیموں اور سیاسی جماعتوں کو پنپنے کا موقع بھی فراہم نہیں کرتی اور نہ ہی وہ حذب اختلاف کو برداشت کر سکتی ہے- کیونکہ سابقہ جماعتوں کی کیفیت طالبان کے بقول اس دوا کی سی ہے جو اثر انگیزی کی مدت سے متجاوز ہو کر زہر قاتل بن چکی ہے- امن و امان کی فضا قائم کرنے کی وجہ سے طالبان کے ساتھ عوام اور رعایا کا تعاون بھی شامل ہو گیا ہے-

حقیقت تو یہ ہے کہ طالبان کسی حادثے کا نتیجہ نہیں بلکہ اس نظریاتی جماعت کا قیام تو اس وقت عمل میں آ رہا تھا جب آج سے ساٹھ ستر سال قبل برطانوی ہند کے ماتحت ایک اور نظریاتی جماعت مسلم لیگ پاکستان بنانا چاہتی تھی- جس وقت متحدہ ہندوستان میں قائداعظم اور اس کے ساتھی ایک علیحدہ وطن حاصل کرنا چاہ رہے تھے- عین اسی وقت دیوبند کتب فکر سے تعلق رکھنے والے مولانا عبید اللہ سندھی افغانستان میں ایک اور نظریاتی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ریاست کی بنیاد رکھ رہے تھے-مولانا شیخ الہند محمود الحسن اسی زمانہ میں جمعیت انصار کے نام سے شاہ ولی اللہ کی فکر سے متعلق افراد کو اکٹھا کر چکے تھے-تحریک دیوبند فرنگی استبداد سے آزادی حاصل کرنے کے لیے روز بروز برصغیر میں مقبول ہوتی گئی- یہ جنگ عظیم اول کا زمانہ تھا اور اس غیر معمولی اہمیت کی حامل تحریک کا آغاز اور کامیابی کی جدوجہد کے لیے مولانا محمود الحسن نے موزوں ترین جگہ کابل کو قرار دیا- باغستان میں شیخ الہند کی انقلابی تحریک زوروں پر تھی-مولانا سندھی ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو کابل پہنچے اور سات سال کے مختصر عرصے میں کابل کو تحریک آزادی ہند کا اہم مرکز بنا دیا-

بلاشبہ طالبان اسلاف کی مساعی جمیلہ کی برکت اور قافلہ ولی اللہ کے سینکڑوں برس قبل بوئے ہوئے بیج کا ثمر ہیں-اگر تحریک آزادی پسند کو اور پھر علماء دیوبند کی کاوشوں کو سامنے رکھا جائے تو افغانستان کی موجودہ نفاذ شریعت کی نوعیت سمجھ میں آسکتی ہے-

۱۳ جنوری ۱۹۲۵ء مراد آباد (ہند) میں علماء دیوبند کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس کے صدر ابوالمحاسن محمد سجاد نقشبندی نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا-

"مسلمانوں کے لیے سب سے بڑھ کر ام المسائل مسئلہ خلافت کا ہے جو ہنوز لاینحل ہے اور آج دنیائے اسلام اس وقت بلا خلیفہ کے زندگی بسر کر رہی ہے-انا للہ و انا الیہ راجعون

اسی طرح ۱۴ مارچ ۱۹۲۶ء کے اجلاس میں سید سلیمان ندوی نے خطبہ صدارت میں فرمایا:

"اسلام کا اصول اس بات کا بھی متقاضی ہے کہ تمام دنیائے اسلام میں مسلمانوں کا ایک مذہبی پیشوا اور امام ہو-اس کا واحد وجود تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے رشتہ اتحاد اور رابطہ وحدت کا کام دے اور مذہبی شعار کا اجرا کرے-اس کا نام چاہے تم "حکم" رکھو-امام رکھو یا امیر المومنین"

یہ بیسویں صدی کی ابتدا کی باتیں ہیں اور پھر جب یہ صدی اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی یعنی دو چار سال باقی تھے کہ سرزمین افغانستان سے اسلامی خلافت کے قیام کا مژدہ سنائی دیا-اور طالبان کے امیر نے امیر المومنین کا لقب اختیار کر کے ملت اسلامیہ کو ایک مرتبہ پھر ایک مرکز پر جمع ہونے کی دعوت دے دی-مولانا عبیداللہ سندھی نے اپنے ایک مضمون "اسلام کے عالمگیر" پروگرام کی تاریخ میں لکھا ہے-

"قرآنی انقلاب کا پہلا مرکز فاران کی چوٹی ہے-یہ ابتدائے اسلام اور آغاز وحی کا سنہرا دور ہے-اس وقت عرب میں مشرق کی سب سے بڑی طاقت کسریٰ اور مغرب کی سب سے بڑی طاقت قیصر شکست کھا کر ذلت اور رسوائی سے مٹ گئی اور اس کا دوسرا مرکز غزنی ہے-جہاں فارسی بولنے والے مسلمانوں نے بغداد سے بین الاقوامی دعوت کا سبق سیکھ کر بخارا کے راستے غزنی کو اپنا نشیمن بنالیا-ہمارا خیال ہے کہ "و آخرین منہم لما یلحقوا بہم" کی آیت میں جس قوم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے-وہ یہی افغان قوم ہے-"

پاکستان کی ایک مذہبی تنظیم کے سربراہ مولانا اکرم اعوان نے اپنے ایک خطاب میں ایک حدیث بیان کی جس کے الفاظ یہ ہیں-

"جس روز حشر برپا ہوگا اور زلزلہ قیامت کائنات کو درہم برہم کر دے گا تو اس روز کچھ شہدا قبروں سے اس حالت میں اٹھیں گے کہ ان کے ہاتھ میں شمشیر ہوگی اور بدن پر وہی لباس جو بوقت شہادت تھا-وہ لوگ حساب کتاب کے بغیر بہشت کے دروازے پر جا پہنچیں گے اور تلوار

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی نوک سے دروازہ کھٹکھٹا کر کہیں گے اسے ہمارے لیے کھول دو۔ فرشتے جواب دیں گے' ابھی تو زلزلہء قیامت برپا ہے۔ ابھی تو حساب کتاب ہوگا۔ فرشتوں کے اس جواب سے شمشیر بکف شہداء بلا واسطہ اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہوں گے اور کہیں گے' اے مالک یوم الحساب! ہم نے اپنا مال وقت حتیٰ کہ زندگیاں بھی تیرے راستے میں قربان کر دیں۔ پھر ہم سے کون سا حساب کتاب لیا جا رہا ہے۔ اللہ رب العزت فرشتوں سے فرمائیں گے ان لوگوں کو جانے دو۔ میرا اور ان کا حساب بے باک ہے۔"

اتنا فرمانے کے بعد نبی کریمؐ نے فرمایا:

"یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے"

صحابہ نے عرض کی:

"یارسول اللہ! کیا ہمارے بعد بھی کچھ لوگ ایسے ہوں گے۔"

تو آپؐ نے فرمایا:

"ہاں! ایک وہ لوگ جو قسطنطنیہ کی جنگ میں شہید ہوں گے اور دوسرے وہ جو ہند کے عظیم معرکے میں جان دیں گے۔"

مولانا اکرم اعوان نے اپنے خطاب میں یہ حدیث بیان کرتے ہوئے ہند کے معرکے کے لیے "غزوہ الہند" کے الفاظ استعمال کیے۔ آج تحریک طالبان کو جس طرح گھیر لیا گیا ہے۔ صاف نظر آ رہا ہے کہ اب اس علاقے میں ایک بہت بڑی جنگ شروع ہونے والی ہے۔ جس کے اختتام پر ہی ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا عملی مظاہرہ دیکھا جا سکے گا۔

اسے خوش قسمتی کہیے کہ افغانستان میں اسلام کے کچھ متوالے اٹھے' اٹھے اور اس سرزمین کو سلام عقیدت پیش کرتے ہوئے گلے سے لگا لیا اور اس کی آغوش میں اسلام کا گلدستہ رکھ دیا۔ دین کے یہ متوالے طالبان کے نام سے دنیا میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ افغانستان کو چھوڑ کر جانے والے بہت سے لوگ تو لوٹ آئے۔ لیکن جو ابھی تک نہیں لوٹے ان کو غالب کا یہ شعر دیکھنا چاہئے۔

اگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

طالبان کی جنگی قوت

طالبان امریکہ کی خوفناک جنگی قوت کی پرواہ کیے بغیر پوری دنیا کے شیاطین کے ساتھ تن تنہا ٹکرا چکے ہیں- ۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء سے طالبان پر امریکہ کی انتہائی خطرناک جنگی حملے جاری ہیں- اب دیکھنا یہ ہے کہ امریکہ اس جنگ میں کتنی دیر تک الجھتا ہے- کیا امریکہ اپنے مقاصد پورے کر سکے گا اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اسے کیا قیمت ادا کرنا ہوگی- یہ تو آنے والا وقت بتائے گا-

افغانستان پر امریکی حملے کا موثر جواب دینے کے لیے اس وقت طالبان کے پاس ہر قسم کا جدید اسلحہ اور ٹیکنالوجی موجود ہے- افغانستان میں مجاہدین نے دس سال تک روس کے خلاف جو جنگ لڑی ہے اس میں ان کے ہاتھ بڑی تعداد اسلحہ اور دیگر سامان حرب لگا ہے- طالبان کے پاس تقریباً ۵۰۰ ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں موجود ہیں- ٹی-۵۴' ۵۵ اور ٹی-۶۲ طرز کے ٹینک شامل ہیں- لائٹ وہیکل میں ای ٹی-۶' جاسوسی کے لیے بی آر ڈی ایم ون اور ٹو ملی میٹر کی ایم ۱۹۳۸' اور ایم ۱۹۴۲' اسی طرح پچاسی ملی میٹر ڈی ۴۸ اور پھر سو ملی میٹر میں ایم ۱۹۴۴' ایک سو بائیس ملی میٹر میں ایم-۳۰' ڈی-۳۰' ایک تیس ملی میٹر میں ایم-۴۶' ایک باون ملی میٹر میں ڈی-ون اور ڈی-۲۰ اور ایم-۱۹۳۷ کی توپیں شامل ہیں- اس کے علاوہ ایک بائیس ملی میٹر کی بی ایم-۲۱' ایک چالیس ملی میٹر کی بی ایم-۱۴' دو سو بیس ملی میٹر کی پی-۱۴۰' بیاسی ملی میٹر کی ایم-۱۳۷ اور ایک بیس ملی میٹر کی ایم-۴۳ گنیں موجود ہیں-

www.iqbalkalmati.blogspot.com

طالبان کے پاس زمین سے زمین تک مار کرنے والے تیس سکڈ میزائل اور بہت سے فراگ سیلون میزائل بھی موجود ہیں- اس کے ان کے پاس سیپر ایٹ ون اور سیپر ایٹ تھری گائیڈڈ میزائل بھی موجود ہیں- طالبان کے پاس بڑی تعداد میں ۳۷ ملی میٹر کے ایس پی جی ۱۹ اور ۸۲ ملی میٹر کے بی ۱۰ طرز کے راکٹ لانچر بھی موجود ہیں- اینٹی ایئر کرافٹ گنوں میں ان کے پاس 14.5 ملی میٹر اور ۲۳ ملی میٹر کی زیڈ یو-۲۳' زیڈ ایس یو-۲۳' زیڈ ایس یو ۲۳' ۴۵ پی' ۳۷ ملی میٹر کی ایم ۱۹۳۹' ۵۷ ملی میٹر کی ایس ۶۰' ۸۵ ملی میٹر کی کے ایس ۱۲ اور سو ملی میٹر کی کے ایس ۱۹ طرز کی گنیں موجود ہیں- طالبان کے پاس زمین سے ہوا میں مار کرنے والے ایس اے سیون اور ایس اے ۱۳ میزائلوں کی بڑی تعداد موجود ہے- لڑاکا طیاروں میں ان کے پاس مگ-۲۱' ایس یو ۷' ایس یو ۲۲' ایم آئی ۸' ایم آئی ۷' ایل-۳۹' مگ ۲۳ اور مگ ۲۱ ایف شامل ہیں- ان طیاروں کی تعداد چالیس کے لگ بھگ ہے- جن کے اڑانے کی تربیت مجاہدین نے امریکی اور برطانوی ماہرین سے حاصل کی تھی- طالبان کے پاس ایم آئی ۳ طرز کے ۲۵ ہیلی کاپٹر' ایم آئی ۷ اطرز کے ۳۵ ہیلی کاپٹرز اور ایم آئی ۲۵ طرز کے ۲۵ ہیلی کاپٹرز بھی موجود ہیں- ان کے پاس بڑی تعداد فوجی ٹرک بھی موجود ہیں- ان کے پاس کندھے پر رکھ کر فائر کرنے والے سٹنگر میزائلوں کی ایک بڑی تعداد بھی ہے- اس کے علاوہ ایٹمی ہتھیاروں سمیت جدید ترین سامان حرب کی ایک بہت بڑی تعداد ان کے پاس ہے اور وہ امریکہ کو منہ توڑ جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے اب تک امریکہ کے بلندی پر اڑنے کے باوجود چار طیارے مار گرائے-

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''خلیفہ راشد' ملا عمر مجاہد''

امارت اسلامیہ کے پہلے اردو ماہنامے میں خلیفہ راشد امیر المومنین ملا عمر مجاہد التوکل علی اللہ اکبر کا ایک انٹرویو شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے بتایا:

''اس میں شک نہیں کہ فلسفہ اسلام میں غلو کے تصور کا کوئی امکان نہیں۔ اب اگر کوئی ہم پر غلو میں مبتلا ہونے کا الزام لگاتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ شرعی دلائل کی روشنی میں اسے ثابت کرے۔ اس لیے کہ دعویٰ صرف باتوں سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ دلائل دینے پڑتے ہیں۔ وہ لوگ بھی قابل افسوس ہیں جو اپنی منشا اور شہوات کے مطابق احکام چاہتے ہیں اور جب کوئی شرعی حکم ان کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا تو اسے دوٹوک رد کر دیتے ہیں اور ہم پر الزام لگاتے ہیں۔ ہم پر الزام لگانے والوں کو چاہئے کہ وہ منطقی دلیل پیش کریں۔ چونکہ اسلام ایک قومی دین ہونے کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی نظام کا بھی حامل ہے۔ اس لیے لوگ براہ راست طالبان سے دین اسلام سے دستبردار ہونے کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔ ہم پر الزام ہے کہ ہم عورتوں پر سختی کرتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ہم سے پہلے عورتوں کے ساتھ کیا ہو رہا تھا۔ الحمد للہ ہم نے عورتوں کے شرعی حقوق دلوائے۔ ۸ جمادی الاول ۱۴۱۹ھ کو صادر ہونے والی قرار

داد نمبر ۱۰۴ میں یہ قانون منظور کیا گیا ہے کہ اب کوئی عورت اپنے کسی رشتہ دار کی میراث سے استحقاق شرعی حاصل ہونے کے بعد محروم نہیں رہے گی اور نہ اسے شوہر کے مرنے کے بعد کسی اور سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ جیسا کہ ہم سے پہلے تھا۔ افغانستان کی تاریخ میں اب تک اس انقلابی فیصلے کی نظیر نہیں ملتی۔ جہاں تک تعلیم نسواں کا تعلق ہے تو ہم کسی کو تعلیم سے نہیں روکتے۔ البتہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ تعلیم شرعی قوانین کے تحت ہو۔ اقوام متحدہ کی شاطرانہ چال بازی اور اس کی نفاق آمیز دھمکی ہمیں اس بات پر کبھی مجبور نہیں کر سکتی کہ ہم مسلمان مجاہد اسامہ بن لادن کو ان کے حوالے کر دیں یا اپنے اسلامی موقف سے دستبردار ہو جائیں۔ شیخ اسامہ امارت اسلامیہ کی سرزمین پر ایک غریب الوطن مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ افغان قوم کے مہمان ہیں انہیں ملک بدر کرنا یا دشمن کے حوالے کرنا اسلامی دائرہ خیال کے یکسر منافی ہے اور نہ ہی افغان کی غیرت اس بات کی اجازت دے سکتی ہے۔ شیخ اسامہ اس سرزمین پر رہتے ہوئے کسی کے خلاف کسی کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اقوام متحدہ اور امریکہ اسامہ بن لادن کے بہانے سے امارت اسلامیہ کو ضرر پہنچانا چاہتے ہیں۔ بہرحال ہم اپنی شکایات مخلوق کے سامنے بیان نہیں کرتے۔ اس لیے کہ ہمیں یقین ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہمارا امتحان ہے۔ ہم افغانستان کے ۹۵ فیصد علاقے پر قابض ہیں اور نفاذ اسلام کا مبارک فریضہ عمل میں لا چکے ہیں۔ ہم روز اول سے یہ کہتے چلے آ رہے ہیں کہ ہمیں کہیں بھی غیر شرعی حرکت پر ٹوکا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور روکا جاسکتا ہے۔

میں تمام مسلمانوں سے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے دین کی طرف لوٹ آئیں اور دین کے احکامات کی کما حقہٗ پابندی کریں اور غیر مسلموں کو سب سے پہلے یہ پیغام دیتا ہوں کہ وہ ایک ذات جس کا کوئی شریک نہیں پر ایمان لائیں اور آخرت پر ایمان لائیں کہ جس دن کفار افسوس کریں گے اور جس چیز کی طرف انہیں دعوت دیتا ہوں۔ وہ قرآن ہے جو اللہ کا غالب کلام ہے اور میں اللہ رب العزت سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے اس دین متین کو ہر سو پھیلانے کی سعادت نصیب فرمائیں گے۔"

یہ الفاظ افغانستان کے سربراہ اور مسلمانوں کے امیر المومنین کے ہیں۔ ملا عمر تیسرے خلیفہ ہیں جن کا نام عمر ہے۔ ان سے پہلے فاروق اعظم حضرت عمر نے پوری دنیا پر ثابت کیا کہ اسلام ہی سے تمام انسانیت کے دکھوں کا مداوا ہوسکتا ہے۔ حضرت عمر کے بعد خلیفہ راشد پنجم حضرت عمر بن عبدالعزیز ہوگزرے ہیں۔ جن کی عادل حکومت کی مثالیں دیتے ہوئے یورپی مورخین بھی نہیں تھکتے اور پھر ہماری خوش قسمتی سے تیسرے "عمر" ملا محمد عمر مجاہد ہیں۔ جنہوں نے افغانستان کی ڈوبتی ناؤ کو اس وقت سہارا دیا جب ساری دنیا نے افغانستان کو بے سہارا کردیا تھا۔ لوگ ایک دوسرے کو بے دریغ قتل کررہے تھے۔ خواتین غیر محفوظ تھیں۔ لیکن افسوس کہ اقوام متحدہ خاموش تماشائی بنی افغانستان کی خانہ جنگی کو مزید ہوا دینے کی کوشش کرتی رہی۔

ملا عمر طالبان کی اسلامی فوج کو لے کر قندھار سے یلغار کرتے ہوئے کابل تک پہنچے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ زمین کا ایک گز بھی فتح کریں گے تو وہاں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسلامی نظام نافذ کردیں گے۔ راقم الحروف کو الحمد للہ امیر المومنین کے ہاتھ پر بنفس نفیس بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوچکا ہے اور راقم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ۶ فٹ قد کا مالک وہ خوبصورت نوجوان جس نے ساری زندگی کسی عیاشی کا تصور تک نہیں کیا۔ اللہ کی زمین پر فاروقی ایمان کے ساتھ فرمانروائی کررہا ہے۔ ملا عمر کے والد کا نام غلام نبی ہے۔ جو ملا عمر کے بچپن میں ہی وفات پاگئے تھے۔

اقوام متحدہ کی امن فوج کے بارے میں تو ہم جانتے ہی ہیں کہ وہ کس طرح کا امن قائم کرتی ہے۔ صومالیہ اور بوسنیا میں اس فوج نے جو امن قائم کیا اس سے پوری دنیا واقف ہے۔ لیکن ملا عمر کی امن فوج پر اعتراض کرنے والے تو بہت ہیں لیکن ہمارے نام نہاد دانشور یہ نہیں سوچتے کہ کس طرح خاک و خون میں لتھڑے ہوئے افغانستان کو ملا عمر نے امن کا گہوارہ بنا دیا۔ میڈیلین آل برائٹ نے کہا تھا کہ طالبان زمانہ قدیم کے وحشی ڈاکو اور لٹیرے ہیں۔ لیکن صد افسوس کہ امن کے علمبرداروں نے یہ کبھی نہ دیکھا کہ ان ڈاکوؤں اور لٹیروں نے کس طرح ایک جلتی ہوئی دھرتی کو فردوس بریں میں تبدیل کردیا۔ ملا عمر نے جب امارات اسلامی افغانستان کے قیام کا اعلان کیا تو ساتھ ہی خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ

"اگر میں حق پر قائم ہوں تو میری اطاعت تم پر واجب ہے اور اگر حق کا راستہ چھوڑ دوں تو تمہیں اختیار ہے کہ مجھے اقتدار سے ہٹادو۔"

افغانستان کے حکمرانوں میں دو نام ایسے ہیں جنہیں تاریخ تحسین آمیز انداز میں یاد کرتی ہے۔ ان میں سلطان محمود غزنوی جس نے افغانستان کی سرحدوں کو غزنی سے تھانیسر تک پھیلا دیا تھا اور دوسرا احمد شاہ ابدالی جس نے مرہٹوں اور سکھوں کو پے در پے شکستیں دے کر اسلامی افغانستان کی بنیاد رکھی۔ افغان کے حکمرانوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ سنت

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ابراہیم پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ نمرودی بتوں کو توڑنے آئے ہیں۔ جس طرح محمود غزنوی نے سومنات کے بتوں کو توڑ کر توحید کا ڈنکا بجایا تھا۔ اسی طرح ملا عمر نے بامیان میں موجود گوتم بدھ کے قد آور مجسموں کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ثابت کر دیا۔ بتوں کو توڑنے کے بعد ملا عمر نے اپنے تحریری پیغام میں فرمایا:

"مجسمے توڑنے کے شرعی فتوے کو جن مسلمانوں نے رد کیا ہے وہ اپنے ایمان کے متعلق فکر مند ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بھرپور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے اسلامی ملک میں بتوں کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی باران رحمت کے مبارک فرشتوں کو بھیجنا شروع کر دیا۔ جس نے راستوں، صحراؤں، دیہاتوں اور شہروں کو ان پلید چیزوں سے پاک کیا۔ جن کے وجہ سے رحمت کے فرشتے ان علاقوں میں نہیں جاتے تھے اور امارت اسلامی کے ذمے داروں کو اس شرعی تقاضے میں مزید تاخیر کی معافی اور سو گائے ذبح کر کے فدیہ دینے کی قبولیت کا سوال کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ان لوگوں پر خاص کر اقوام متحدہ پر جو افغانستان میں بے جان مجسموں کو توڑنے پر تو آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ مگر افیون کی کاشت پر جو امارت اسلامیہ نے پابندیاں عائد کیں۔ ان سے چشم پوشی اختیار کرتے ہیں۔ ہمارے دشمن چاہتے ہیں کہ یہاں ایک مخلوط حکومت قائم ہو جو مغربی مزاج کی حامل ہو۔

ہمیں دکھ ہے کہ بعض مسلمان ممالک ہم سے اس قدر بے التفاتی کا سلوک کیوں کر رہے ہیں۔ کوئی ہمدردی ظاہر نہیں کرتے۔ ہمدردی تو کیا وہ لوگ دنیائے کفر کے لاؤڈ سپیکروں کی طرح ہماری طرف ایسے منہ کھولے ہوئے ہیں کہ جو کچھ کافر کہہ دیتے ہیں، یہ بھی وہی کہہ دیتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ تلخ۔

بلاشبہ یہ بت جاہلیت کی باقیات اور آثار تھے۔ کون احمق ان کو اپنے غیرت مند آباؤ اجداد کی یادگار مان سکتا ہے۔ بلکہ غیرت مند مسلمان ان کے وجود کو اپنے لیے عار اور طعنہ سمجھتے ہیں۔ کیا اب بھی کوئی ہے؟ جو آج اپنے گھر سے کوئی بت نکال کر فخر سے کہے یہ میرے باپ دادا کا معبود ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد کی نشانیاں اور آثار تو ان کے علمی، صنعتی، تعمیری اور بصیرت سے لبریز کارنامے ہیں۔ امارت اسلامی خود کو اس ورثے کی حفاظت کا ذمہ دار سمجھتی ہے۔ لہٰذا مسلمان بھائی جان لیں کہ امارت اسلامی شریعت کو حق اور سچ سمجھتی ہے اور شرعی احکام کو توڑنا اور اس کا مذاق اڑانا اپنے ایمان کے ساتھ کھیلنے کے مترادف سمجھتی ہے۔ جس کے لیے وہ کبھی تیار نہیں۔ نعوذ باللہ

(خادم اسلام امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد)

بامیان میں گوتم بدھ کے بت توڑنے پر پوری دنیا نے واویلا مچایا لیکن فاروق اعظم کے جانشین نے کسی ہرزہ سرائی پر کان نہ دھرے۔ ہندوستان میں گوتم بدھ کے پجاریوں نے یہ اعتراض اٹھایا کہ بتوں کا توڑنا ہندومت کی دل شکنی کا باعث بنا ہے۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ بابری مسجد کا انہدام بھی مسلمانوں کی دل شکنی ہی تھا۔ ملا عمر نے بت توڑے جہاں ان کا پوجنے والا کوئی باقی نہیں تھا۔ لیکن ہندوؤں نے کروڑوں مسلمانوں کے ہوتے ہوئے بابری مسجد کو شہید کر دیا۔ ملا عمر کے بت توڑنے کے فیصلے پر پاکستان حکومت نے بھی اعتراض کر کے بت فروشی کا مشورہ دیا۔ لیکن بقول اقبال

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

قوم اپنی جو زر و مال جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی

ملاعمر کون ہیں؟ اور اللہ نے انہیں خلیفۃ المسلمین بنانے کے لیے کیوں منتخب کیا؟ یہ سوال دوسرے ممالک کے مسلمانوں کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے۔

ملاعمر ایک عام افغان شہری ہیں۔ جو مڈل کلاس سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم ایک دینی مدرسے میں حاصل کی جو قندھار کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں میں واقع ہے۔ ملاعمر قندھار کے گاؤں ''نوری'' میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ''ہوتک قبیلے'' سے ہے۔ ان کا خاندان تقریباً ایک صدی قبل قندھار کے علاقے میں آباد ہوا۔ ملاعمر کے والد کا نام ''مولوی غلام نبی اخوند'' تھا۔ ان کی عمر تین برس تھی کہ ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ رواج کے مطابق ان کے چچا مولوی محمد انور نے ان کی والدہ سے نکاح کرلیا اور اس طرح ان کی پرورش مولوی محمد انور نے کی۔ ان کا ایک بھائی اور تین بہنیں کم سنی میں ہی وفات پاگئی تھیں۔ ملاعمر مضبوط العصاب' سرخ وسفید رنگت اور تقریباً چھ فٹ قد کے مالک ہیں۔ نمود و نمائش سے ہمیشہ دور رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے صحافی اور فوٹوگرافر ان کی تصویر نہیں بنا سکے۔ جو ایک آدھ تصویر مناظر عام پر پائی جاتی ہے۔ وہ بھی چوری چھپے کی بنائی ہوئی ہے۔ خود اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو ایسا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ وہ ایک عام سے گھر میں رہتے ہیں اور سادہ کھانا کھاتے ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں روسی جارحیت کے خلاف بھی لڑتے رہے۔ لیکن جنگ ختم ہونے کے بعد حالات سے مایوس ہوکر دوبارہ مدرسے میں داخلہ لے لیا اور یہیں پر تھے جب ان کے دل میں اسلامی حکومت کے قیام کا اچھوتا خیال پیدا ہوا۔

اس وقت ملاعمر کے زیرسایہ طالبان کی کیفیت بالکل ''غزوہ احزاب'' ایسی ہے جسے جنگ خندق بھی کہتے ہیں امریکی افواج نے بہت سے ضمیر فروش خرید کر افغانستان کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے یہی صورتحال جنگ خندق میں تھی۔ جب قریش مکہ نے اڑوس پڑوس کے منافقین کو خرید کر مدینہ منورہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ مدینہ منورہ میں محصور نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ ڈیڑھ ماہ تک بھوکے پیاسے رہے لیکن اسلامی ریاست کے دفاع کی ذمہ داری سے دستبردار نہ ہوئے یہاں تک کہ بھوک برداشت کرتے ہوئے سلطان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو پیٹ پر پتھر باندھنا پڑے۔

آج مشرق و مغرب کی تمام شیطانی قوتیں جمع ہوکر ایک بار پھر غزوہ خندق کی یاد دہرا رہی ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اس مرتبہ تاریخ ایک بار پھر اپنے آپ کو دہراتی ہے یا نہیں غزوہ خندق میں خیبر کے یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں مکے والوں کا ساتھ دیا تھا تو نبی کریمؐ نے غزوہ خندق سے فارغ ہوتے ہی یہودیوں کا محاسبہ ضروری سمجھا۔ آج خیبر کے یہودیوں کا کردار بدقسمتی سے پاکستانی حکومت ادا کررہی ہے۔ غزوہ خندق میں مسلمانوں کا حوصلہ' صبر اور استقامت قابل دید اور قابل داد تھی۔ آج بالکل وہی کیفیت ملاعمر اور طالبان کی ہے جو تمام ابلیسی قوتوں کے مقابلے میں تنہا چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہیں اور حوصلہ' صبر اور استقامت کے ساتھ ڈٹے ہوئے ہیں۔ ''ضرب کلیم'' کی ایک نظم میں ابلیس اعظم نے اپنے سیاسی فرزندوں کے نام یہ پیغام دیا تھا۔

لاکر برہموں کو سیاست کے پیچ میں
زناریوں کو دیر کہن سے نکال دو
وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
ملا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو
اہل حرم سے ان کی روایات چھین کر
آہو کو مرغزار ختن سے نکال دو
اقبال کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو

آج ابلیس اور اس کے تمام سیاسی فرزند یہی کچھ کرنے کے لئے افغانیوں کے کوہ و دمن سے ملا محمد عمر کو نکالنے آن پہنچے ہیں......لیکن کیا خیال ہے؟......افغانیوں کے کوہ و دمن میں بیٹھے ہوئے ملا محمد عمر کے خیالات اس عظیم موقع پر دیکھ نہ لئے جائیں! امریکی صدر بش کی دھمکی کے بعد ملا محمد عمر نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے ایک ولولہ انگیز خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا۔

نحمدو نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

محترم مسلمانوں اور افغانستان کے غیور عوام تاریخ میں یہ تیسری جارحیت ہے جو ہم پر مسلط کی جا رہی ہے بلکہ تھوپی جا رہی ہے۔ آپ سب اس سے باخبر ہیں کہ کیا انگریز کا حق تھا کہ وہ افغانستان پر حملہ کرے اس وقت تو اسامہ نہیں تھا روسیوں کا کوئی حق تھا کہ وہ افغانستان پر جارحیت کریں؟ اس وقت تو اسامہ نہیں تھا آپ سب کو معلوم ہے کہ اس کی وجہ اسامہ نہیں یہ اسلام کے ساتھ ضد اور عناد ہے جو ان لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے امریکہ میں جو واقع ہوا ہے۔ ہر شخص اس سے باخبر ہے کہ اس طرح کا واقعہ ایسے منظم انداز میں ایک

مہاجر بے سرو سامان اور وسائل سے محروم شخص کے بس کی بات نہیں۔ اس کا کوئی امکان ہی نہیں ہے یہ جو بھی ہیں اور جو کوئی بھی ایسا کام کرتے ہیں ان لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے لیکن ان پر یہ لوگ ہاتھ نہیں ڈالتے۔ یہ صرف اس موضوع پر بحث کرتے ہیں کہ افغانستان میں حقیقی مسلمان ہیں اور حقیقی اسلام ہے یہاں واقعی ایک دین کی آواز بلند ہوتی ہے یہ لوگ خطرے کی گھنٹی قرار دیتے ہیں لہذا آپ لوگ اس بات کو سمجھیں کہ موجودہ بحران سے نکلنے کا ذریعہ صرف اور صرف خدا پر اعتماد اور صبر و استقامت ہے۔

امریکہ کروز میزائل برسائے یا بمبار حملہ کرے وہ جو کچھ بھی کرے ہمارے اور آپ کے سامنے ہوگا لہذا بے غیرتی اختیار کرنے سے یہ خطرہ ہمارے اور آپ کے سروں سے ٹلنے والا نہیں امریکہ اگر کوئی کارروائی کرتا ہے اور خدائے ذوالجلال بھی چاہتا ہے کہ ایسا ہو تو پھر ہم اسے نہیں ٹال سکتے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی عزت کو دیکھیں ہم مر جائیں یا زندہ رہیں۔ ہمیں دینی غیرت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے جو کوئی مرتا ہے اپنا ایمان اور عزت محفوظ کر لیتا ہے تو اس سے بڑھ کر بادشاہی کیا ہوگی اس سے بڑھ کر کامیابی کیا ہوگی کیا یہ اچھا ہے کہ بے ایمانی اور بے غیرتی پر موت آئے یا اسلام کی ناموس کی حفاظت کے دوران موت آئے کسی کو بھی موت سے فرار ممکن نہیں لہذا سب لوگ ان خطرات کو دماغوں سے نکال دیں۔ خود کو ثابت قدم رکھیں صبر کریں اپنے اللہ پر بھروسہ رکھیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں کوئی ضرر پہنچے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......''و انتم الاعلون ان کنتم مومنین'' اللہ تعالیٰ کی بات زیادہ قابل اعتماد ہے یا امریکہ کی دھمکی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ......''اگر تم مومن ہو تو سرفراز رہو گے'' ایمان یہ نہیں کہ کوئی شخص محض زبان سے کہہ دے کہ میں مومن ہوں ایمان تو یہ ہے کہ جب خدا کی طرف سے امتحان ہو تو مسلمان ثابت قدم رہے اس وقت ایمان کا پتا چلے گا کہ امریکہ کی دھمکی کے مقابلے میں آپ کیا کرتے اور کیا کہتے ہیں اللہ آپ کو آزما

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رہے ہیں- ورنہ اللہ کے لئے آسان ہے کہ وہ امریکہ کے میزائل اور بمبار کو روک لے کیا ہم سے پہلے والے لوگوں کے ساتھ ایسا نہیں ہوا- انگریزوں اور روسیوں نے ہمارے کئی ملین انسانوں کو شہید کیا لیکن اللہ نے انہیں رسوا کیا آپ دیگر اسلامی ممالک کو دیکھ لیں ان کے ایمان کو ان سے چھین لیا گیا ہے غیرت بھی چھن گئی ہے اور ہر چیز ان سے کنارہ لے کر چلے گئے ہیں کیا ہم اور آپ بھی ان جیسے ہو جائیں؟ تاریخ میں دو جارح طاقتیں افغانوں کے ہاتھوں تحلیل ہوئیں ٹکڑے ٹکڑے ہوئیں- لیکن افغانستان وہی ہے- یہ بھی تو اسی طرح کا ایک واقعہ ہوگا' ہو جائے' لوگ مریں گے مر جائیں- اپنے ایمان اور غیرت کے ساتھ تو مریں گے- یہ کیا بات ہوئی کہ ہم ایمان سے بھی ہاتھ دھوئیں' غیرت کو بھی خیر باد کہہ دیں اور مر بھی جائیں- یہ کیسی سوچ آپ نے دل میں پال رکھی ہے- کوئی شخص ایسی تشویش نہ کرے بلکہ ہر مسلمان حملے کے مقابلے میں جہاد کے لیے تیار ہو جائے- ہر شخص یہ کہے کہ میں لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے کلمہ پر جان قربان کروں گا- پھر ہر فتنہ اور مصیبت اللہ دفع کر دے گا- آپ نے تو روسیوں کو ذلت آمیز شکست دی ہے اور یہ امریکہ کا حملہ بھی اسی طرح کا اقدام ہے- لہٰذا آپ کم ہمتی نہ دکھائیں-

قسم ہے اللہ کی وحدانیت کی! اگر ہم اسامہ کو فوری طور پر ان کے حوالے کر دیں تو پھر بھی یہی حال ہوگا- یہی دھمکیاں ہوں گی- ہم سے پھر بھی کہا جائے گا کہ کیوں ایسا کیا ہے؟ کیوں ویسا کیا ہے؟ یہ کام ایسا کرو' یہ کام ایسا کرو تو اس وقت آپ کی غیرت کا کیا بنے گا-

اسامہ نے یہ کام نہیں کیا' نہ اس بات کا امکان ہے کہ وہ یہاں سے وہاں تک ایک منظم نیٹ ورک بنا سکے اور دوسری بات یہ کہ یہ میزائل نہیں تھے جو اسامہ نے داغے' یہ ایسا کام ہوا ہے جس کے لیے سر کی بازی لگائی گئی ہے اور کوئی اسامہ کے لیے اپنی جان کیوں گنوائے گا- یہ سب کچھ صرف اور صرف تیسری جارح طاقت کا منصوبہ ہے جو دنیا پر مسلط کیا

جا رہا ہے- اس لیے موجودہ حالات میں ہر مسلمان کو اس کا ایمان اور غیرت للکار رہی ہے کہ وہ ہر گھڑی ثابت قدم رہے- اگر ہم نے غیرت اور ایمان کا دامن چھوڑ دیا تو آخر کار مریں گے بھی لیکن بے غیرتی اور بے ایمانی کی موت مریں گے- انگریزوں اور روسیوں کے وقت تو میں نہیں تھا' نہ طالبان تھے اور نہ اسامہ تھا- پھر وہ کیوں آئے؟ افغانستان کے لوگوں نے قربانیاں کیوں دیں؟ مسلمان اپنے خدا پر اعتماد کرتا ہے اور خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا-

عجیب بات ہے نہ تو میں حواس باختہ ہوں اور نہ ہی بے دینوں کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف راستہ اختیار کرتا ہوں- حالانکہ میرا دنیاوی اقتدار خطرے میں ہے- میری سربراہی اور کرسی بھی خطرے میں ہے- پھر بھی میں جان ہتھیلی پر رکھ کر کافروں سے لڑنا چاہتا ہوں- میں اگر ان کی بات مان لوں تو وہ مجھے افغانستان کا بادشاہ تسلیم کرنے پر تیار ہو جائیں گے اور میرا بھی وہی حال ہوگا جو دیگر ممالک کے سربراہوں کا ہے- لیکن میں اسلام کی خاطر سلطنت' اقتدار' طاقت' مال حتیٰ کہ جان تک قربان کرنے کا عزم کر چکا ہوں تو پھر ایک عام آدمی بے غیرتی اور بزدلی کیوں دکھائے جس کی بظاہر کوئی بھی چیز خطرے میں نہیں- اسی طرح جو دوسرے ممالک میں بیٹھے ہیں انہیں کیا تکلیف ہے؟ ان کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا ہے؟ وہ کس وجہ سے بوکھلائے ہوئے ہیں؟ اور کس چیز سے خوفزدہ ہیں؟ جبکہ انہیں کوئی خطرہ بھی نہیں-

اے مسلمانو! اگر آپ میں ایمان ہے اور آپ کا ضمیر زندہ ہے تو چاہئے کہ آپ اٹھ کھڑے ہوں اور اگر ایمان اور ضمیر آپ میں نہیں تو پھر مجھے بھی آپ کی کوئی پرواہ نہیں تو پھر میں آپ کی کیا بات مانوں؟ کیوں مانوں؟ اور کس طرح مانوں؟ آپ کو چاہئے کہ اپنی اصلاح کریں- مجھے مشورہ دینے والوں کو اپنے ایمان پر نظر کرنی چاہئے- کامیابی صرف یہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے کہ ایمان پر موت آئے- کامیابی یہ نہیں کہ آپ کی دنیاوی چیزیں اور مال و دولت باقی رہ جائیں- اگر ہم ایسی چیزوں پر راضی ہو گئے جو کفار کو پسند ہیں تو ہم نے اسلام کا نام ڈبو دیا- یاد رکھیے! بہادری اور قربانی سے اسلام کا پرچم نہیں جھکتا- اگر آئندہ دنوں میں جہاد کی ضرورت پیش آ جائے تو ضروری ہے کہ ہر مسلمان آمادہ ہو- اپنی جان کی قربانی کے لیے تیار ہو- ہر شخص یہ سمجھ لے کہ جب میں کسی کو جہاد پر ابھارتا ہوں تو اپنے اقتدار کے لیے ایسا نہیں کرتا- میرے اقتدار کی حفاظت تو اس بات میں ہے کہ میں دیگر ممالک کی طرح کفار کے راستے پر عمل پیرا ہو جاؤں- اس وقت یہ لوگ میری حمایت کریں گے- حتیٰ کہ فوج بھی دیں گے- مالی امداد بھی دیں گے- لیکن میں تو سر ننگا کر کے قربانی کے لیے حاضر ہو چکا ہوں- خدا کا قرآن آپ کے سامنے ہے- علماء سے پوچھیں' یہ قرآن آپ کو کیا ہدایت کرتا ہے- آپ ریڈیو کی خبروں سے بہکاوے میں نہ آئیں- اسلام اور ایمان پر ثابت قدم رہیں- خداوند تعالیٰ ہمیں استقامت نصیب فرمائے- آمین

یہ ہے خلیفہ راشد' عمر ثالث امیر المومنین ملا محمد عمر کا لب و لہجہ- اسے افغانستان کے بیابانوں کے گرجتے ہوئے شیر کی دھاڑ کہا جائے یا سلطان صلاح الدین ایوبی کی برق انگیز للکار- یہ ہے وہ ملا جسے افغانستان کے کوہ و دمن سے نکالنے کے لیے ابلیس اور اس کے تمام سیاسی فرزند ایڑی چوٹی کا زور لگانے پر تل گئے ہیں- لیکن شاید انہیں یہ حقیقت معلوم نہیں کہ عمر جس راستے سے گزرتا تھا ابلیس وہ راستہ ترک کر دیا کرتا تھا- امریکہ' برطانیہ' فرانس اور پاکستان سمیت ان کے تمام اتحادی ملا عمر کو افغانستان کے پہاڑوں سے نہیں نکال سکتے- آج امریکی حکومت اور دیگر شیاطین طالبان کی جگہ ظاہر شاہ کو افغانستان کا حکمران بنانے کے لیے منصوبہ بندی کر رہے ہیں- روم میں بیٹھے ہوئے چھیاسی سالہ ظاہر شاہ کو پاکستان کے پرویز مشرف نے بھی دعوت دی- صرف کاغذوں اور دستاویزات میں ایک وسیع البنیاد

حکومت بنانے کے خواب دیکھے جا رہے ہیں۔

گھر کی بنیاد زمیں پر جو اٹھائی نہ گئی
میں نے کاغذ پہ بنا ڈالے محلات اپنے

ایسی وسیع البنیاد حکومت جس میں بقول امریکہ تمام افغان قبائل کی نمائندگی ہو گی- امریکہ کو چاہئے کہ اس قسم کی وسیع البنیاد حکومت پہلے اپنے ہاں پھر اپنے اتحادیوں کے ہاں اور بعد میں افغانستان کے اندر قائم کرنے کا خواب دیکھے -

ملا عمر کو نہ اقتدار کی ہوس ہے' نہ زیادہ زندہ رہنے کا لالچ' یہ چیزیں صرف ان لوگوں کو متاثر کر سکتی ہیں جن کے دماغ میں دہریت سمائی ہوئی ہے- جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے- مومن کا کیا ہے مرتا ہے تو بھی کامیاب اور زندہ رہتا ہے تو بھی کامیاب اور پھر ملا عمر تو صرف عام مومن نہیں بلکہ امیر المومنین ہیں- بقول اقبال۔

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روح قرآنی
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے' کہتے ہیں جس کو سلطانی
یہ جبر و قہر نہیں ہے' یہ عشق و مستی ہے
کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہاں بانی

"صہیونی منصوبہ"

افغانستان پر امریکی حملہ صہیونی منصوبہ ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ "یہودی اور سازش" لازم وملزوم ہے۔ سوال کیا جاسکتا ہے کہ یہودی سازشیں کیوں کرتے ہیں؟ لیکن یہ بالکل ویسا سوال ہوگا جیسے پوچھا جائے کہ ہندو بھجن کیوں گاتے ہیں' وجہ اس کی یہ ہے کہ سازش یہودی مذہب کا حصہ ہے۔ دراصل بنی اسرائیل نے ماضی میں غلامی کے کئی ادوار دیکھے۔ خصوصاً بابل اور مصر کی غلامی کے ادوار تاریخ میں یادگار ہیں۔ چنانچہ ان زمانوں میں غلامی سے آزادی کی تحریک انبیاء خود چلایا کرتے تھے۔ ظاہر ہے ایسی تحریکوں کے لیے زیرزمین رہ کر کام کرنا پڑتا ہے۔ موسیٰ' زکریا' دانیال وغیرہ وہ انبیاء ہیں جنہوں نے بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلانے کے لیے خاصے بڑے پیمانے پر زیرزمین رہ کر کام کیے۔ انہیں انبیاء کی تقلید میں آج تک یہودی خفیہ طور پر کام کرنے اور سازشیں کرنے کو مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ انبیاء کے اپنے دور میں خفیہ سرگرمیاں جہادی نوعیت کی تھیں لیکن بعد میں یہودی قوم نے منافقانہ طرز کی زیرزمین سازشوں کو مذہب کا حصہ بنالیا۔

یہودیوں کا یہ سازشی کردار تاریخ میں خاصا مشہور ہے۔ ابتدائے اسلام کے زمانہ میں یہود کی انہی سازشوں نے مسلمانوں کو بے پناہ پریشان کیا۔ قرآن حکیم نے بھی یہود کے اس مذموم کردار کو ناپسند کیا ہے۔ پہلی جنگ عظیم تک زیادہ تر یہودی یورپ خصوصاً جرمنوں کے غلام تھے۔ جرمن کی نیشنلسٹ حکومتوں نے یہودیوں کو رسوا کرکے اپنے وطن سے نکال دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لیکن جہاں یہودی اپنی سازشوں کے حوالے سے مشہور ہیں۔ وہاں ہندوؤں کی طرح کاروبار اور تجارت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے اور پھر کاروبار اور تجارت بھی وہ جس کا سارا دارومدار سود پر ہے۔ یہودی سودخور یا بنیہ سودخور عام معاشرتی کردار ہیں۔ چنانچہ یہودیوں نے اپنے دور غلامی کے دوران ہی نئے دریافت ہونے والے جزائر امریکہ اور اس وقت کے برطانیہ میں سودی لین دین کو دنیا میں ایک شریفانہ کاروبار کا درجہ دلوایا۔ اس طرح اس قوم نے بڑی بڑی حکومتوں کو زیرزمین رہتے ہوئے اپنا قرض دار اور مطیع بنالیا۔ جرمن سے انخلاء کے وقت امیر یہودی تاجروں نے اس وقت کی اکلوتی سپر پاور برطانیہ کو مجبور کیا کہ وہ ان کی قوم کو فلسطین کے نخلستان میں آباد کروانے کا کام سرانجام دے کیونکہ اس وقت تک برطانیہ فلسطین میں "غزہ" کے علاقے پر تسلط حاصل کرچکا تھا۔

یہودیوں کی آبادکاری فلسطین میں شروع ہوئی تو پہلے پہل عربوں کو کچھ پتہ نہ چلا۔ یہاں تک کہ یہودی عرب باشندوں کے باغات اور جائیدادیں اونچی اونچی بولیاں لگا کر خریدتے رہے اور نادان عرب باشندے خاموشی سے اپنے وطن کی مٹی بیچتے رہے۔ بنی اسرائیل کی چال بازیوں سے ایک عالم واقف ہے۔ ایک حکایت مشہور ہے کہ کسی یہودی نے اپنے بیٹے سے مکان کی چھت پر چڑھنے کو کہا اس کا بیٹا جب چھت پر چڑھ چکا تو باپ نے کہا "بیٹا تم نیچے چھلانگ لگا دو۔ میں تمہیں بازوؤں میں سنبھال لوں گا۔" بیٹے نے کہا "میں کیوں چھلانگ لگاؤں اس کی کیا ضرورت ہے" تو باپ نے جواب دیا کہ "تم چھلانگ لگا دو" اس طرح میں تمہیں کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔" بیٹے نے چھلانگ لگائی لیکن باپ نے اسے بازوؤں کی گرفت میں نہ لیا اور بیٹا زمین پر گر کر اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھا۔ بیٹے نے باپ کے طرز عمل پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا تو باپ نے کہا "بیٹا میں تمہیں یہی نصیحت کرنا چاہتا تھا کہ زندگی میں کبھی کسی پر اعتماد نہ کرنا چاہے وہ تمہارا باپ ہی کیوں نہ ہو۔"

یہ حکایت اسی لیے تخلیق ہوئی ہے کہ یہودیوں کا منافقانہ یا کاذبانہ کردار سمجھایا جا سکے اور پھر ایک تیسری خصلت جو یہودیوں کی مشہور ہے وہ یہ ہے کہ یہودی خالص خون کے نظریہ کے حامل ہیں یعنی پوری یہودی قوم بنی اسرائیل کی اولاد سمجھی جاتی ہے اور یہودی لوگ زیادہ تر غیر یہودیوں کے ساتھ شادی نہیں کرتے۔ اسی طرح نہ ہی کوئی غیر یہودی یہودی مذہب اختیار کر کے بنی اسرائیل کہلانے کا حقدار ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس قوم کی افرادی قوت ہمیشہ نہ ہونے کے برابر رہی ہے اور اب تک یہی صورتحال اور آخر میں ایک چوتھی ذہنیت جو یہودیوں کی مشہور ہے وہ ہے باقاعدہ نظریاتی طور پر دنیا پر حکمرانی کا خواب۔

ان چار عادات کی بنا پر یہودیوں کا سازشی ہونا لازمی امر ہے۔ چنانچہ اس قوم نے ایک گہری منصوبہ بندی کے تحت طویل عرصے کی پلاننگ کر کے دنیا پر اپنی حکمرانی کے خواب کا نقشہ بنایا' یہ نہ سمجھا جائے کہ ٹریڈ سنٹر کی تباہی انتقامی کارروائی کا نتیجہ ہے جیسا کہ اسامہ پر الزام ٹھا کر سمجھا جا رہا ہے۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ ٹریڈ سنٹر سمیت تمام دیگر صیہونی منصوبے سینکڑوں سال پہلے ترتیب دے دیے گئے تھے۔ ۱۵۰۰ء میں امریکہ دریافت ہوا تو سب سے پہلے یہودی سرمایہ داروں نے وہاں ڈیرے جمائے۔ اسی دور میں یہودیوں کا ایک مذہبی پیشوا اور منصوبہ ساز "نیسٹر ڈیمس" بھی ہو گزرا ہے۔ جس نے سینکڑوں سال پہلے یہودیوں کے لیے منصوبے بنائے تھے۔ آج یہودی نیسٹر ڈیمس کے منصوبوں کو پیشنگوئیوں کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ نیسٹر ڈیمس نے جو کچھ کہا سیدھی سی بات ہے بعد والے وہی کچھ کرتے رہے۔ یعنی اگر نیسٹر ڈیمس نے کہا کہ دو بڑے پرندے دو جڑواں بہنوں کا سر نوچیں گے تو اس پیشنگوئی یا دوسرے الفاظ میں منصوبے کی تکمیل کے لیے یہودیوں نے ٹریڈ سنٹر کے ٹاور سے دو آہنی پرندے ٹکرا دیئے۔ اندھے کو بھی نظر آ رہا ہے کہ ان حملوں کا فائدہ کس کو پہنچا۔ اس کا جواب معلوم ہونے سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا۔ امریکہ پر حملوں کے بعد دنیا بھر کے مسلمانوں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے اور زمانہ گواہ ہے کہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ان حملوں کا فائدہ یہودیوں کو پہنچا ہے سو فیصد درست ہے۔ تنقید کا نشانہ تو ایک طرف صرف نیویارک شہر میں بیسیوں مسلمانوں کو انتقام کا نشانہ بنایا گیا اور یہ بھی یہود کے پرانے منصوبے کا حصہ تھا۔ اقبالؒ نے یہ جو کئی سال پہلے کہہ دیا تھا کہ

فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے

تو اس کی بھی یہی وجہ تھی کہ اقبال کرۂ ارض پر یہودیوں کے کردار سے بخوبی واقف تھے۔ پہلی جنگ عظیم کیوں لڑی گئی۔ جرمن اور ترک کیسے اکٹھے ہوئے۔ خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کیوں کر ہوا۔ عربوں میں نیشنلزم کا زہر کس نے بھرا۔ فلسطین میں یہودی بستیاں کیسے آباد ہوئیں۔ پوری دنیا پر انگریز کیسے چھایا؟ اور یہودیوں نے انگریزوں کو کیسے انگلیوں پر نچایا؟ ہٹلر نے نازی ازم کا نعرہ کیوں لگایا؟ جاپان کیسے ہٹلر کا ساتھی بنا؟ جاپان پر بم کس کے اشارے سے گرائے گئے؟ امریکہ میں آزادی کی تحریک کس نے چلائی؟ عرب کی سرزمین پر ایک اجنبی ریاست اسرائیل کا قیام کیسے عمل میں آیا؟ بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں سے کیسے نکلا؟ برطانیہ کی وسیع ترین سلطنت کا شیرازہ کیوں کر بکھرا؟ برصغیر کی سونے کی چڑیا برطانیہ کے ہاتھوں سے نکل کر امریکہ کے قفس میں کیسے پہنچی؟ ہندوستان کے مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی سازش کس نے ترتیب دی؟ مسلمانوں کی مرکزیت کا خاتمہ کیوں ہوا؟ ہندوستان میں ہمیشہ جمہوری اداروں جبکہ پاکستان میں ۳۵ سال مارشل لاء نے حکومت کی طرح کی؟ پاکستان قرضوں کے بوجھ تلے کس کی سازش سے دبا؟ اقوام متحدہ کیا ہے؟ یونیسکو اور یونیسف سے کیا مراد ہے؟ سیٹو اور سینٹو یا پھر نیٹو کسے کہتے ہیں؟ جنیوا میں کیا ہوتا ہے؟ سوئس بنکوں کے مالک کون ہیں؟ افغانستان میں روس کس کی شرارت سے اترا؟ روس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے خلاف مجاہدین کو کس نے تیار کیا؟ افغانستان میں جہاد کے بعد امن کیوں نہ قائم رہ سکا؟ سعودی عرب میں شہنشاہیت کیوں ہے؟ عراق نے کویت پر کس لیے جارحیت کی؟ امریکی بحری بیڑے خلیج میں کیسے پہنچے؟ امریکی دھماکوں کا رخ مسلمانوں کی طرف کس نے موڑا؟ یہ وہ سوالات ہیں جو اگر محض ترتیب سے لکھ ہی دیئے جائیں تو جواب میں قلم خود بخود ''صہیونیت'' کے الفاظ لکھ دیتا ہے۔ ہاں! یہ یہودی ہی تھے جنہوں نے طویل ترین منصوبہ بندی کے ذریعے دنیا کو اپنا غلام بنانے کا خواب دیکھا۔ عیسائیوں کا ایمان کمزور تھا وہ اپنے دین سے ہٹ چکے تھے۔ اس لیے جلد یہودیوں کی غلامی میں آ گئے۔ دوسرے مذاہب کے پاس کوئی اساس نہیں تھی اس لیے جلد یہودیوں کے آگے جھک گئے لیکن مسلمان ایک تو ہمیشہ یہودیوں سے چوکنے رہے دوسرے ان کے مذہب نے انہیں یہودیوں سے خبردار کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر نہیں البتہ بہت کم ممالک آج بھی صہیونی منصوبے کی گرفت میں آنے سے بچے ہوئے ہیں۔ ان میں افغانستان سرفہرست ہے۔ صرف طالبان کا افغانستان' یہاں تک جو کچھ ہوا وہ عین اسی طرح ہوتا آیا جس طرح بنی اسرائیل کے منصوبہ ساز سوچتے آئے تھے لیکن آگے کیا ہوگا اس کے لیے بھی یہودیوں نے منصوبہ بنا رکھا ہے۔ ان کا منصوبہ یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کی واحد ایٹمی طاقت پاکستان کا وفاق ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور حسب معمول ان کی گردن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اقتصادی غلامی کا طوق پہنا دیا جائے۔ ذرا سی عقل استعمال کی جائے تو صاف دیکھا جا سکتا ہے کہ طالبان امریکہ جنگ کے ذریعے بالکل اسی طرح پاکستان کو غلام بنایا جا رہا ہے جس طرح عراق امریکہ جنگ سے سعودی عرب کو بنایا گیا۔ پہلے مسلمانوں کے مرکز پر حملہ کر کے اور اسے اپنے میزائلوں کی زد پر رکھ کر غلام بنایا گیا اور اب ان کے اس طبقہ کو فنا کرنے کی سازش پر عمل کیا جا رہا ہے جس کے سینے میں بقول اقبال ایمان کی چنگاری پوشیدہ ہے یعنی بیت المقدس اور پھر حرمین

شریفین اور اب پاکستان صہیونی منصوبے کے بالترتیب مراحل ہیں۔ صہیونی منصوبہ ہے کہ آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کو متحدہ ریاست بنا کر وہاں اقوام متحدہ کی فوج تعینات کر کے ایک ایسی ریاست بنائی جائے جو نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل کا آپریشن روم ہو۔ کراچی کو فسادات کے بعد پاکستان سے علیحدہ کر دیا جائے تا کہ باقی پاکستان سمندر سے محروم ہو جائے۔ گلگت' سکردو اور بلتستان کے علاقوں جہاں حسن بن صباح کے مذہب اسماعیلی فرقے کی آبادیاں ہیں۔ ایک آغا خانی ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے۔ پشتونوں' سندھیوں اور سرائیکیوں کو نیشلسٹ ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے تا کہ باقی ماندہ پاکستان جو شاید پنجاب اور سرحد کا کچھ علاقہ ہوگا۔ کسی قسم کی مزاحمت کی سکت کا حامل نہ رہے۔ چین کی اشتراکی ریاست 'انڈیا' باقی ماندہ پاکستان اور اقوام متحدہ کی افواج کی مدد سے فنا کرنے کی کوشش کی جائے اور پھر ان تمام چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو سنگا پور کی طرز پر بالکل مردہ اقوام بنا دیا جائے۔ اسی طرح فلسطین کا خاتمہ کر کے عظیم اسرائیل کا خواب پورا کیا جائے۔ جس کی سرحدیں یہود کے پرانے مرکز خیبر تک صہیونی منصوبے کے مطابق پھیلی ہوئی ہیں۔ یاد رہے کہ خیبر مدینہ منورہ کے بالکل قریب واقع ہے۔ رہ گیا افغانستان تو اس میں وسیع البنیاد حکومت کے نام سے ایک مرتبہ پھر ایک وسیع الفساد حکومت کی بنیاد رکھی جائے تا کہ خطے میں موجود جنگجو اور مجاہد مسلمان آپس میں لڑ لڑ کر فنا ہو جائیں۔

''یہ ہے یہود کا ایک مکمل پلان''

ایک طرف یہود کا یہ پلان ہے جسے مہذب دنیا ''نیو ورلڈ آرڈر'' کا نام دیتی ہے اور اہل زمین کو گلوبل ورلڈ کا خواب دکھاتی ہے۔ دوسری طرف قدرت کا منصوبہ ہے۔ جس نے طالبان کو مسجد کی چٹائیوں سے اٹھا کر ایوان حکومت کی مسند پر بٹھا دیا ہے اور اس صورت حال میں کرہ ارض کے عام انسان پھٹی پھٹی آنکھوں سے دن بدن بدلتے ہوئے حالات کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مشاہدہ کر رہے ہیں۔ دنیا کے زیادہ تر پڑھے لکھے لوگ یہودی پلان سے آگاہ تو ہیں لیکن اس کے سدباب کے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہود نے اقتصادی طور پر دنیا بھر کی اقوام کو جیوا کے زندانوں میں جکڑ رکھا ہے۔ گویا اقتصادی طور پر یہودی دنیا بھر پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ یہودیوں نے مسلم ممالک کی اعلیٰ سیاست یعنی خارجہ پالیسی، معاشی پالیسی اور دفاع پر تو قبضہ جما ہی رکھا ہے کیونکہ خارجی پالیسی کو اقوام متحدہ دفاع کو سلامتی کونسل اور معیشت کو آئی ایم ایف یا ورلڈ بینک سے بھیجی گئی بیڑیاں پہنائی جا چکی ہیں۔ باقی بچی تھی ادنیٰ سیاست یعنی مسلم ممالک کی عام شہری زندگی تو ان پر قابو پانے کے لیے دنیا بھر میں این جی اوز کا جال بچھا دیا گیا ہے جو شہروں کے بلدیاتی اداروں کی ذمہ داریاں رفتہ رفتہ سنبھالتے جا رہے ہیں۔ جب این جی اوز اپنا کام پایہ تکمیل تک پہنچا دیں گی تو عام شہریوں کی غلامی کا منصوبہ بھی مکمل ہو جائے گا۔ یہودی اپنے اس منصوبے کے تجربات ترک یا کچھ دوسری یورپین ریاستوں میں کر چکے ہیں اور اب یہودیوں کے خیال میں دنیا بھر پہ حکمرانی کا خواب مکمل ہونے کو ہے۔ دراصل اپنے عروج کے زمانہ میں بنی اسرائیل نے حضرت سلیمان کی صورت میں جس عالمگیر حکمرانی کا مزا چکھ رکھا تھا اس کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے اہل یہود کئی صدیوں سے منصوبے بناتے آ رہے ہیں۔ حضرت داؤد اور سلیمان کے زمانہ میں بنی اسرائیل دنیا کی اکلوتی سپر پاور ہوا کرتے تھے لیکن بعد ازاں اپنے اعمال کی بدولت اللہ نے انہیں دھتکار دیا اور پھر قرن ہا قرن تک بنی اسرائیل دوسری قوموں کے غلام رہے۔ دنیا کی بڑی بڑی خوفناک دہشت گرد تنظیمیں دن رات اسی صہیونی منصوبے کی تکمیل کے لیے سرگرم عمل ہیں۔

امریکہ میں مقیم یہودیوں نے اسرائیل کی مدد اور اس کے مفادات کے تحفظ کے لیے تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں۔ ان کے سرے تل ابیب سے جڑے ہوئے ہیں اور اسرائیل کی بڑی خفیہ تنظیم میں باقاعدہ ان کا ڈیسک قائم ہے جو ان تنظیموں کو کنٹرول کرتا ہے اور اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ ان تنظیموں کو دیئے جانے والے فنڈز بھی موساد کے ایجنٹوں کے ذریعے تقسیم کیے جاتے ہیں۔ ان تنظیموں میں موساد کے سینکڑوں کارکن موجود ہیں جو فیصلے کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگرچہ ان تنظیموں کی تعداد سینکڑوں میں ہے تاہم مختلف ریاستوں میں قائم ۳۵ یہودی تنظیموں کو اہم ترین خیال کیا جاتا ہے اور ان تنظیموں کی نگرانی میں ہزاروں این جی اوز کام کرتی ہیں۔ ان یہودی تنظیموں کے نام یہ ہیں

۱۔ مجلس برائے تحفظ وقار یہودی
۲۔ امریکن فار سیف اسرائیل
۳۔ امریکن اسرائیل فرینڈ شپ لیگ
۴۔ امریکن اسرائیل پبلک افیئرز کمیٹی
۵۔ امریکن یہود کمیٹی
۶۔ امریکی یہود کانگریس
۷۔ امریکن یہود جوائینٹ ڈسٹری بیوشن کمیٹی
۸۔ امریکن اسرائیل کارپوریشن
۹۔ امریکن پروفیسرز فار پیس ان مڈل ایسٹ
۱۰۔ انجمن اصلاح امریکی بہبود
۱۱۔ مجلس امریکی ٹریڈ یونین برائے شاذروٹ
۱۲۔ مجلس امریکی ٹریڈ یونین
۱۳۔ وفاق امریکی صیہون
۱۴۔ مجلس وفاق صیہون
۱۵۔ یہودی تنظیموں کے صدور کی تنظیم
۱۶۔ یہودی خواتین امریکہ
۱۷۔ یہودی ایجنسی برائے اسرائیل
۱۸۔ یہودی ایجنسی امریکن سیکشن
۱۹۔ صیہونی نیشنل فنڈ
۲۰۔ انسٹی ٹیوٹ فار نیشنل سیکورٹی
۲۱۔ نیشنل کمیٹی فار لیبر
۲۲۔ نیو اسرائیل فنڈ
۲۳۔ نیشنل کونسل آف ینگ اسرائیل
۲۴۔ نیشنل صیہونی کمیونٹی ریلیشن ایڈوائزری
۲۵۔ نیشنل پولیٹیکل ایکشن کمیٹی
۲۶۔ نیشنل پبلک افیئرز کمیٹی نیٹ
۲۷۔ پولیٹیکل ایکشن کمیٹی
۲۸۔ فلسطین اسرائیل اقتصادی کارپوریشن
۲۹۔ پی ای ایف اسرائیل اورطون منٹ فنڈ
۳۰۔ اسٹیٹ آف اسرائیل بانڈز آرگنائزیشن

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

۳۱-یونائیٹڈ اسرائیل اپیل ۳۲-ورلڈ یہود آرگنائزیشن
۳۳-تنظیم عالمی صیہون امریکہ ۳۴-یوتھ انسٹی ٹیوٹ فار پیس
۳۵-صیہونی آرگنائزیشن آف امریکہ

یہ تو ہیں موساد کے تحت چلنے والی سینکڑوں تنظیموں' ہزاروں این جی اوز اور ہزاروں ملٹی نیشنل کمپنیوں میں سے صرف ۳۵ تنظیموں کا نام- موساد کے علاوہ یہودیوں کی خفیہ تنظیم ''ڈیویڈ سٹار'' (داؤد کے ستارے) ''فری میسن'' (آزاد معمار) اور ''صیہون'' بھی موجود ہیں اور پھر مشہور زمانہ گنہگار تنظیم ''مافیا گینگ'' بھی اسرائیل کے لیے ہی کام کرتی ہے- اتنی بڑی تنظیموں کی موجودگی میں عظیم اسرائیل کا منصوبہ کیونکر ناکام ہوسکتا ہے- اخبارات نے لکھا ہے کہ ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کے روز چار ہزار یہودی ٹریڈ سنٹر سے غائب تھے اور ۳۲ سے زیادہ کمپنیوں نے ایک ہفتہ پہلے تمام کاروباروں میں سے اپنے سب شیئرز نکال لیے تھے-

حقیقت یہ ہے ورلڈ ٹریڈ کے دھماکے عظیم اسرائیل کے منصوبہ کا حصہ تھا- کیونکہ ان حملوں کا سب سے زیادہ فائدہ اسرائیل کو پہنچا ہے اور سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو-

امریکی انٹیلی جنس ایجنسیاں اور سیکورٹی حکام اسامہ بن لادن کو حملوں کا ذمہ دار قرار دیتے رہے ہیں- لیکن امریکہ نے کوئی شواہد یا ثبوت پیش نہیں کیے- امریکہ نے تحقیقات کے دوران تفتیش کے بنیادی اصلوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اندھیرے میں تیر چلائے اور صرف اس بنا پر اسامہ کو مجرم قرار دیا کہ وہ کئی سالوں سے ان کے حواس پر سوار ہے- اسامہ کو گرفتار کرنے کا چکر اور بدلہ لینے کے جنون میں امریکہ کی تمام تر ہوش مندی کو پس پشت ڈال دیا اور وہ اپنی تحقیق کا رخ کسی اور طرف موڑ ہی نہیں سکے- امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک نے یہ بات سوچنا تک گوارا نہ کی کہ یہ حملے جس کسی نے بھی کرائے ان کے پیچھے طویل منصوبہ بندی تھی- حملہ آوروں کی ان اداروں' ایجنسیوں اور شعبہ جات میں حد درجہ تک رسائی تھی جو امریکی حملوں سے متعلق ہوسکتے ہیں- یہی وجہ تھی کہ انہوں نے بڑے اطمینان کے ساتھ ۱۱ستمبر کی صبح امریکہ کے مختلف علاقوں سے ۴ مسافر بردار طیارے اغوا کیے اور واشنگٹن اور نیویارک کی ایسی عمارتوں کو نشانہ بنایا جن پر حملوں کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا- وہ ملک جو دنیا بھر میں طاقت ور اور ٹیکنالوجی کے لحاظ سے پہلے نمبر ہے اور واحد سپر پاور کہلاتا اور جس کا دعویٰ ہے کہ اگر روس سے پنٹاگون پر میزائل داغا جائے تو اسے چشم زدن میں معلوم ہوجائے گا- اس کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ اس نے خلا میں اتنے طاقت ور سیارے چھوڑ رکھے ہیں جو اسے دنیا بھر میں ہونے والے معمولی سے معمولی واقعات کی خبر بھی دیتے رہتے ہیں اور دنیا بھر میں کہیں بھی امریکی مفادات کے خلاف سوئی برابر ہونے والی کارروائی بھی امریکہ کے علم میں آجاتی ہے- وہ ملک جس کے ائیر پورٹ جدید ترین آلات اور ٹیکنالوجی سے مزین ہیں- سوچنے کی بات ہے اس ملک کے جہاز اغوا کیے جاتے ہیں- ایک نہیں دو نہیں کئی جہاز اغوا ہوتے ہیں- چند منٹ کے وقفوں سے اغوا ہوتے ہیں- ان کا رابطہ اپنے ٹاورز سے منقطع ہوجاتا ہے- وہ اپنی فضائی حدود سے ہٹ جاتے ہیں- ان میں ایک جہاز ۸:۵۵ پر نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو نشانہ بناتا ہے اور پورے اٹھارہ منٹ بعد ایک دوسرا طیارہ آتا ہے اور وہ بھی اسی عمارت کے دوسرے ٹاور سے ٹکرا جاتا ہے- پھر اس کے پورے ۲۲ منٹ بعد واشنگٹن میں تیسرا اغوا شدہ طیارہ پنٹاگون کی عمارت کو ادھیڑ دیتا ہے- یہ تینوں عمارتیں نو فلائی زون میں واقع ہیں یعنی ان عمارات کے قریب سے کسی جہاز کو گزرنے کی اجازت نہیں- پنٹاگون جسے امریکہ کی شہہ رگ کہا جاتا ہے جسے امریکہ کی نبض اور دماغ کہا جاتا ہے- اسے نشانہ بنانا اور تباہ کرنا معمولی واقعہ نہیں- اس عمارت کا اپنا ایک دفاعی حصار ہے- اغوا شدہ طیارہ اس کے جدید ترین کمپیوٹرائز شعاعوں سے دفاعی حصار کو توڑ کر کس طرح عمارت سے ٹکرا گیا- یہ کسی مسلمان ملک یا تنظیم کا کام نہیں ہوسکتا- یہ تو انہی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا کام ہے جو پنٹاگون کے اندرونی آپریشن روم تک رسائی رکھتے ہوں۔ وہ کون سے افراد یا تنظیمیں ہوسکتی ہیں۔ امریکہ کو سوچنا چاہئے تھا۔ لیکن امریکہ نے یہودی سرمایہ داروں کے اشارے پر وہی کچھ کیا جو صہیونی منصوبے کا حصہ تھا۔ بافرض یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ حملے اسامہ نے کروائے تو سوال یہ ہے کہ اب تک اس سے کہیں زیادہ ہلاکت خیز کارروائیاں اور بھی ہو جانی چاہئے تھیں کیونکہ امریکہ کے بقول اسامہ کے پاس ۴۳ ایٹمی بریف کیس موجود ہیں جو انہوں نے آزاد روسی ریاستوں سے خریدے اور ہر بریف کیس ایک لاکھ سے زیادہ افراد کا خاتمہ کر سکتا ہے تو ایسے حالات میں جب امریکہ اسامہ کی جان کا دشمن بنا ہوا ہے اور اس کے حصول کے لیے باقاعدہ جنگ شروع کر چکا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اسامہ اپنے خطرناک ہتھیاروں کا استعمال نہ کرے۔ یقیناً ایسا نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک شخص ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگون کو تباہ کرا سکتا ہے تو اس سے بڑھ کر اور بھی زیادہ خطرناک کارروائیوں کی منصوبہ بندی کر سکتا ہے۔ جن کے بظاہر دور دور تک شواہد نظر نہیں آئے۔ دراصل امریکہ کو کسی آستین کے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ وہ آستین کا سانپ یہودیوں سے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اب اگر بھوکے پیاسے افغانوں پر امریکی اور برطانوی طیارے بمباری کر رہے ہیں اور بے گناہ شہریوں کے خون کے ساتھ ہولی کھیل رہے ہیں تو کیا اس طرح امریکہ میں ہونے والی دہشت گردی کے آئندہ امکانات ختم ہو جائیں گے۔ یقیناً نہیں۔ یہودیوں کی تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ انہوں نے ہمیشہ مکر و فریب سے کام لیا اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ایسے حربے استعمال کیے جن کے تصور سے ہی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہودی اس مرتبہ بھی کامیاب رہے اور انہوں نے بڑے منظم طریقے سے ایک نئی صلیبی جنگ کا آغاز کر دیا۔ معصوم اور بے بس افغان عوام جن کو ایک وقت کی روٹی بھی میسر نہیں اور جو ۲۴ سال سے خاک و خون میں لتھڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت دنیا کے سب سے بڑے

دہشت گرد امریکہ کے بمبار طیاروں کی زد میں ہیں۔ خاک و خون کا یہ کھیل کب تک چلتا رہے گا۔ افغانستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں صحیح معنوں میں اللہ کا حکم چلتا ہے۔ یعنی اللہ کا قانون رائج ہے۔ طالبان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں اللہ کے قانون سے عہد شکنی نہیں۔ امریکہ اپنا شوق پورا کر لے اگر وہ اللہ کے سپاہی کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو پھر اسے یہ نوشتہ دیوار بھی پڑھ لینا چاہئے کہ آخری فتح اللہ کے قانون کی ہی ہو گی۔

صہیونی منصوبہ یہ ہے کہ پوری دنیا پر بنی اسرائیل کی حکمرانی قائم ہو جائے۔ یہودیوں نے اس کے لیے سینکڑوں سال پہلے منصوبہ بندی کر لی تھی۔ جو وقت کے ساتھ ساتھ تھوڑی تھوڑی تبدیلیوں کے ساتھ جاری رہی۔ ابتدائے اسلام کے زمانہ میں مکہ اور مدینہ میں یہودی آباد تھے۔ جبکہ خیبر یہودیوں کا مرکز تھا۔ یہاں آ کر آباد ہونے والے یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے آ چکے تھے اور تاریخ میں لکھا ہے کہ یہودی مکہ مدینہ اور خیبر میں اس آخری نبی کے استقبال کے لیے آ کر آباد ہوئے تھے۔ جس کی پیشگوئی توریت اور زبور میں دی گئی تھی۔ لیکن جب نبی کریمؐ کی بعثت کا آغاز ہوا تو یہودیوں کو یہ دیکھ کر دھچکہ لگا کہ آخری نبی بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل میں نمودار ہوا۔ اس بات سے یہ ضدی قوم برافروختہ ہوگئی اور آخری نبیؐ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہودیوں نے اسلام کے خلاف پے در پے سازشیں کیں اور شروع دن سے اسلام کے خلاف ایک مضبوط خفیہ محاذ قائم کر لیا۔ غزوہ احد میں یہودیوں کی سازش سے مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ نبی کریمؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا گیا۔ اسی طرح غزوہ خندق میں بھی مدینہ اور خیبر کے یہودیوں نے اسلام کے خلاف اس وقت کی اقوام عالم یعنی قریش مکہ اور ان کے حواریوں کے ساتھ ساز باز کر رکھی تھی لیکن سپاہیوں نے قریش مکہ اور خیبر کے یہودیوں کو عبرت ناک شکست دی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسی زمانہ سے لے کر آج تک یہ بد بخت قوم اپنے اسی طرز عمل پر چل رہی ہے اور پھر جب انہوں نے گزشتہ صدی میں بڑی بڑی قوتوں کو اقتصادی طور پر اپنا غلام بنالیا تو سب کو اپنی انگلیوں پر نچانا شروع کر دیا۔ گزشتہ صدی میں یہودیوں نے دنیا کو فتح کرنے کا آخری منصوبہ تشکیل دیا جسے ''نیو ورلڈ آرڈر'' کے نام سے متعارف کروایا گیا۔ نیو ورلڈ آرڈر دراصل دنیا کا نیا نقشہ ہے اس میں دنیا کے ممالک کو نئی قسم کی جغرافیائی تقسیم میں بانٹا گیا ہے۔ یہ تقسیم اس قسم کی ہے کہ ہر وہ ملک جہاں سے بغاوت اور سرکشی کا خطرہ ہو اسے قومیت پرستی، تفرقہ بازی اور اسی طرح کے دیگر ہتھکنڈوں کے ذریعے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیئے جانے کا پروگرام ہے۔ آج اگر سعودی عرب میں امریکہ اور برطانیہ کی فوجیں اور ہوائی اڈے موجود ہیں جو عراق امریکہ جنگ کے بہانے سے وہاں قائم کیے گئے تو یہ بھی اسی صیہونی منصوبے کے عین مطابق ہوا۔ جزیرہ عرب میں یہود و نصاریٰ کے جنگی ہوائی اڈے امریکہ، برطانیہ، فرانس اور اسرائیل کی یہودی و عیسائی فضائی اور زمینی قوت کے مرکز ہیں۔ ان میں زیادہ تر اڈے ان لوگوں نے طویل منصوبہ بندی کے لیے خود تعمیر کیے ہیں۔ اگر کسی عرب فوجی افسر نے اپنی حکومتوں کو اس صیہونی منصوبے سے آگاہ کیا تو اسے معزول کر دیا گیا۔ صرف حجاز مقدس میں کفار کے تیرہ ہوائی اڈے ہیں۔ جن میں جدہ شریف جو بیت اللہ سے صرف ۴۵ میل دور ہے، طائف جو بیت اللہ سے صرف ۵۴ میل دور ہے اسی طرح تبوک، ریاض، حفر الباطن، الجوف، الدمام، کویت، بحرین، دوحا، ابوظہبی اسی طرح ایران و عمان کے درمیان سمندری درہ ''ہرمز'' کے کنارے خصب کے مقام پر اور پھر مسقط، مطرح وغیرہ میں کفار کے جنگی اڈے قائم ہیں۔ مصر میں وادی سینا کے مقام پر ایک بڑا جنگی اڈا ہے۔ بحرہ احمر میں جزیرہ دھلک جس پر اریٹیریا کے یہودی قابض ہیں اور ہر بحری جہاز جو بحرہ احمر سے گزرتا ہے براہ راست ان یہودیوں کی زد میں ہوتا ہے۔ فرانس کا بہت بڑا فضائی مستقر بحرہ احمر کے سنگم پر واقع ملک جبوتی میں ہے۔ جسے امریکہ اور برطانیہ دونوں استفادہ کرتے ہیں۔ ۶ مئی ۱۹۹۸ء کو

وائس آف امریکہ نے صبح ۶ بجے اپنی اردو سروس میں حکومت امریکہ کا یہ اعتراف نقل کیا کہ خلیج میں امریکہ کے ۳۵۵ جنگی طیارے موجود ہیں۔ امریکہ جزیرہ عرب میں اپنی فوجی قوت کو ہمیشہ گھٹا کر بتاتا ہے۔ امریکہ کے علاوہ برطانیہ اور فرانس کے جنگی طیاروں کو ملایا جائے تو یہ تعداد بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح بحری بیڑے پر موجود اسی امریکی لڑاکا طیارے ان کے علاوہ ہیں۔

جزیرہ عرب میں یہود و نصاریٰ کی مسلح زمینی اور فضائی قوت اپنی تمام تر ہولناکیوں کے ساتھ جہاں سب سے زیادہ تشویش ناک ہے وہ بیت اللہ کے دائیں بائیں جدہ اور طائف ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ کا یہ دعویٰ کہ وہ عراق سے دفاع کے لیے آئے ہیں یہیں کھل جاتا ہے کہ عراق سے ہزاروں میل دور حرمین کے اردگرد امریکی فضائی اڈوں کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح مصر کے ساحل پر امریکی جنگی اڈہ کس مقصد کے لیے بنایا گیا ہے۔ جہاں سے مدینہ منورہ کا فضائی فاصلہ بہت کم ہے۔

یہودیوں کے بنائے ہوئے نیو ورلڈ آرڈر میں بظاہر تو نہیں لیکن بباطن اپنے پرانے مقامات مکہ مدینہ اور خیبر پر قبضے کا پروگرام شامل ہے۔ وہ خیبر میں دوبارہ آباد ہونا چاہتے ہیں جہاں سے اسلام کے سپاہیوں نے انہیں نکال باہر کیا تھا۔ نبی کریمؐ یہودیوں کی فطرت سے آگاہ تھے اسی لیے آپ نے فرمایا تھا کہ ''یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔'' مسلمانوں کے مرکز بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ کو تو اس وقت صیہونی طاقتوں نے سو فیصدی گھیر لیا ہے اور مسلمانوں کی مرکزیت کا شیرازہ جو پہلی جنگ عظیم میں خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے ساتھ بکھر گیا تھا اس کے بکھرنے کا عمل اب عملی طور پر مکمل ہو چکا ہے۔

باقی رہ گئی تھی پاکستان کی ایٹمی قوت جو شاہ فیصل کی خواہش اور بعض دیندار فوجی افسروں کی محنت سے پایہ تکمیل تک پہنچی تھی اس کو ختم کرنا بھی یہودی منصوبے کا حصہ تھا اور اب ۱۱ ستمبر کے امریکی حملوں کے بہانے سے وہ منصوبہ بھی مکمل ہونے والا ہے۔ امریکی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

برطانوی افواج پورے طمطراق کے ساتھ خلیج فارس، بحر ہند اور پاکستانی چھاؤنیوں میں پہنچ چکی ہیں اور خلافت اسلامیہ افغانستان پر مسلسل بارود برسا رہی ہیں۔

اس موقع پر پاکستان کی آمر فوجی حکومت جو اسی مقصد کے تحت لائی گئی تھی۔ کفار کے ساتھ بھرپور تعاون کر رہی ہے۔ ہمیں پاکستان کا کردار دیکھنے کے لیے اس امر کے مطالعہ کی اشد ضرورت ہے کہ پاکستانی افواج کی حقیقت کیا ہے اور یہ کہ افواج پاکستان نے ہمیشہ ''دینی'' مسئلے پر کفار کی حمایت کیوں کی۔ عراق امریکہ جنگ میں بھی پاکستانی افواج نے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں۔ اسی طرح بنگلہ دیش کی علیحدگی کے دوران بھی ہر بنگلہ دیشی عوام کو پاکستانی فوج کی گولیوں کا نشانہ بننا پڑا اور پھر صومالیہ میں بھی امن فوج کے ہمراہ افواج پاکستان نے مسلمانوں کے خلاف ایکشن میں حصہ لیا اور پھر آج یعنی طالبان امریکہ جنگ میں بھی افواج پاکستان اپنے مسلمان بھائیوں کے گلے کاٹنے کا مذموم کام سرانجام دے رہے ہیں۔

کیا پاکستان کے حصہ میں اپنے ہی بھائیوں کا قتل عام لکھ دیا گیا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ بھی دراصل اسی صیہونی منصوبے کے تحت ہو رہا ہے۔ پاکستانی فوج پاکستان بننے کے ساتھ ہی ایک خالص برطانیہ فوج کے طرز پر منظم کی گئی اور اسی وقت سے فوجی افسران کی تربیت کے لیے ایسے نصاب کا اہتمام کیا گیا جو ان افسران کو غیر اسلامی اور عیاش بناتا رہا۔

مختصر یہ کہ اب تک تو صیہونی منصوبہ بالکل اسی طرح اپنی تکمیل کی طرف گامزن ہے جس طرح کہ ان کی خواہش تھی۔ لیکن کیا یہودی پوری دنیا پر اپنی حکمرانی کا خواب پورا کر لیں گے؟ اور کیا اسلام اس صدی میں اپنی موت مر جائے گا؟ اور کیا عظیم اسرائیل کا یہودی منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا؟ اس سوال کا جواب ابھی باقی ہے کیونکہ اگر صیہونی منصوبہ ہے تو ایک خدائی منصوبہ بھی ہے اور خدائی منصوبہ کیا ہے؟ یہ تو وقت بتائے گا۔ البتہ ہم اس خدائی منصوبہ کے بارے میں اپنی بصیرت کے مطابق پیشگوئی کر سکتے ہیں۔

خدائی منصوبہ

ایک طرف بنی اسرائیل کا یہ منصوبہ اپنی مرضی کے راستوں پر گامزن ہے تو دوسری طرف خدائی منصوبہ بھی اپنے پورے نظم وضبط کے ساتھ جاری ہے۔ خدائی منصوبہ مکافات عمل کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ کائنات اللہ تعالیٰ کے قوانین کی پابند ہے۔ قرآن مجید میں ہے ''لا تبدیل لکلمة اللہ'' اللہ تعالیٰ کے قوانین نہیں بدلتے اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ ''زمین پر اکڑ کر چلنے والے لوگ ہی نہیں قومیں بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔'' اسی طرح ایک دوسری آیت میں فرمایا ہے ''اصل فیصلہ کن چال پوری کی پوری اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جانتا ہے کون کیا کچھ کمائی کر رہا ہے'' اصل فیصلہ کن چال سے مراد ''خدائی منصوبہ بندی'' ہی ہے

امریکہ دنیا بھر کی تمام قوتوں کو لے کر غریب افغانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے موت کے فرشتے کی طرح افغانستان کی فضاؤں پر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ امریکی دماغ طالبان کو شکست دیئے بغیر افغانستان کی نئی حکومت بنا چکے ہیں جس کا حکمران ظاہر شاہ ہے۔ ۱۷ اکتوبر کی بمباری میں امریکی طیاروں نے کابل پر بم پھینکے تو وہ ظاہر شاہ کے والد نادر شاہ کے مقبرے پر گرے اور مقبرے کو نقصان پہنچا۔ قرآن حکیم میں آیت ہے ''وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی'' یعنی اور تو نہیں پھینکتا جب بھی پھینکتا ہے اللہ پھینکتا ہے۔'' یہ ہے خدائی منصوبہ کا ایک منفرد انداز۔ امریکی دماغوں نے اپنے طور پر دنیا کا نیا جغرافیہ ترتیب دے دیا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کی منصوبہ بندی پایہ تکمیل تک پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پچھلی قوموں کی حالات سے جو عبرت دلائی ہے تو یہ اسی خدائی منصوبہ کی طرف اشارہ ہے جسے تقدیر ترتیب دیتی ہے۔

۱۱ ستمبر کو امریکہ پر ہونے والے حملوں نے عصر حاضر کے اس فرعون کو حیرت و عبرت کی تصویر بنا دیا ہے۔ امریکہ پر تکیہ کرنے والا یورپ لرزہ براندام ہے۔ عالمی فرمان کا خالق اور جدید دنیا کی بلاشرکت غیرے قیادت کا مدعی امریکہ اپنے اسباب و وسائل کی شکست پر بری طرح تلملایا ہوا ہے۔ اس کو سارا غرور خاک میں مل گیا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ نصیحت پکڑنے اور عبرت لینے کے لیے آمادہ نہیں۔ زمین پر اکڑ کر چلنے والے افراد ہی نہیں قومیں بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔ آج کا امریکہ ماضی کے فرعون سے مختلف تو نہیں۔ اس کی ترقیاں عروج اور اوج اپنے دور کی عاد اور ثمود کی قوموں کی یاد دلاتے ہیں مگر پروردگار عالم نے ہر عہد کی ان ترقی یافتہ قوموں کو تباہ کر دیا۔ جنہوں نے زمین پر ظلم کی انتہا کر دی تھی۔ اپنی دنیا تک ہدایت پہنچانے والی اللہ کی آخری کتاب قرآن حکیم نے قوموں کے عروج و زوال کا جو نقشہ کھینچا ہے اور انسانی ارادوں کی ناکامی' اونچی عمارتوں کی محفوظ پناہ گاہوں کے دعوؤں کی شکستگی اور انسانی غرور کے خاک میں ملنے کے مناظر کو دکھلاتے ہوئے اس میں عبرت و نصیحت کا دائمی سامان کر دیا ہے۔ کاش ہم آج کے حالات کا تجزیہ کرتے وقت قرآن کریم کی ان آیات پر غور کر سکتے۔

۱۔ "یہ تمہارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر لاحاصل ایک یادگار بنا ڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو۔ گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہو' بس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ ڈرو اس سے جس نے تمہیں وہ کچھ دیا جو تم جانتے ہو' تمہیں جانور دیئے' اولادیں دیں۔ باغ دیئے اور چشمے دیئے۔ مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ انہوں نے جواب دیا تو نصیحت کر یا نہ کر ہمارے لیے سب یکساں ہے۔ یہ باتیں تو یوں ہی ہوتی چلی آئی ہیں اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں۔ آخر کار انہوں نے اسے جھٹلا دیا اور ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ یقیناً اس میں نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم ہے۔"

(سورۃ ۲۶ آیات ۱۲۸ تا ۱۴۰)

۲۔ "رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو دھر لیا اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے گویا وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔" (سورۃ ۱۱ آیت ۶۷)

۳۔ "کیا تم وہی لوگ نہیں جو اس سے پہلے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم پر تو زوال کبھی آنا ہی نہیں؟ حالانکہ تم ان قوموں کی بستیوں میں بس چکے تھے۔ جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور دیکھ چکے تھے کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا اور ان کی مثالیں دے دے کر ہم تمہیں سمجھا چکے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری چالیں چل دیکھیں مگر ان کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا۔ اگرچہ ان کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ ان سے ٹل جائیں۔" (سورۃ ۱۴ آیت ۴۵ تا ۴۶)

۴۔ "ان میں بہت سے لوگ پہلے بھی ایسی ہی مکاریاں کر چکے ہیں تو دیکھ لو کہ اللہ نے ان کے مکر کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی اور اس کی چھت اوپر سے ان کے سر پر آ رہی اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جدھر سے اس کے آنے کو گمان تک نہ تھا۔"

(سورۃ ۱۶ آیت ۲۶)

۵۔ "ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا ان کو اور ان کی قوم کو ان کے گھر خالی پڑے ہیں اور اس ظلم کی پاداش میں وہ جو کرتے تھے۔ اس میں ایک نشان عبرت ہے۔ ان لوگوں کے لیے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو علم رکھتے ہیں۔" (سورۃ ۲۷ آیت ۵۰ تا ۵۲)

۶- "تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا اونچے ستونوں والی اقوام "عاد" اور "ارم" کے ساتھ جن کی مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں اور میخوں والے فرعون کے ساتھ؟ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں بڑی سرکشی کی تھی اور ان میں بہت فساد پھیلایا تھا۔ آخر کار تمہارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب گھات لگائے ہوئے ہے۔" (سورۃ ۸۹ آیت ۶ تا ۱۴)

۷- "پھر کیا وہ لوگ جو تدبر سے بدتر چالیں چل رہے ہیں۔ اس بات سے بالکل ہی بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے۔ ایسے گوشے سے ان پر عذاب لے آئے جدھر سے ان کو آنے کا گمان تک نہ ہو۔ اچانک چلتے پھرتے ان کو پکڑے یا ایسی حالت میں انہیں پکڑے جب کہ انہیں خود آنے والی مصیبت کا کھٹکا لگا ہوا ہو اور وہ اس سے بچنے کی فکر میں چوکنے ہوں۔ وہ جو کچھ بھی کرنا چاہے' یہ لوگ ان کو عاجز کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا نرم خو اور رحیم ہے۔"
(سورۃ ۱۶ آیت ۴۵ تا ۴۷)

۸- "اس سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں۔ وہ بھی بڑی بڑی چالیں چل چکے ہیں' مگر اصل فیصلہ کن چال پوری کی پوری اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون کیا کچھ کمائی کر رہا ہے اور عنقریب یہ منکرین حق دیکھ لیں گے کہ انجام کس کا بخیر ہوتا ہے۔" (سورۃ ۱۳ آیت ۴۲)

۹- "وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ "تجھے قید کر دیں" یا "قتل کر ڈالیں" یا "جلاوطن کر دیں" وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چالیں چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔" (سورۃ ۸ آیت ۳۰)

۱۰- "اور آل فرعون کے پاس بھی ڈراوے آئے تھے۔ مگر انہوں نے ہماری ساری نشانیوں کو جھٹلا دیا۔ آخر کو ہم نے انہیں پکڑا جس طرح کوئی زبردست قوت والا پکڑتا ہے۔ کیا تمہارے کفار کچھ ان لوگوں سے بہتر ہیں؟ یا آسمانی کتابوں میں تمہارے لیے کوئی معافی لکھی ہوئی ہے؟ یا ان لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ہم ایک مضبوط "جتھا" ہیں۔ اپنا بچاؤ کر لیں گے؟ عنقریب یہ جتھا شکست کھا جائے گا اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگتے نظر آئیں گے۔" (سورۃ ۵۴ آیت ۴۹ تا ۴۵)

۱۱- "ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکاتے عمل میں آ جاتا ہے۔ تم جیسے بہت سوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ پھر ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟ (سورۃ ۵۴ آیت ۴۹ تا ۵۲)

۱۲- "اور قارون و فرعون و ہامان کو ہم نے ہلاک کیا۔ موسیٰ ان کے پاس بینات لے کر آیا مگر انہوں نے زمین پر اپنی بڑائی کا زعم کیا۔ حالانکہ وہ سبقت لے جانے والے نہ تھے۔ آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا۔ پھر ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آ لیا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کر دیا۔ اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا۔ مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔ جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنا لیے ہیں۔ ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہے اور سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی ہی کا ہوتا ہے۔ کاش! یہ لوگ علم رکھتے۔" (سورۃ ۲۹ آیت ۳۹ تا ۴۱)

۱۳- "اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تم کو اسی طرح کے ایک

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اچانک پھوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں- جیسا عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا- جو خدا کے رسول ان کے پاس آگے اور پیچھے ہر طرف سے آئے اور انہیں سمجھایا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو تو انہوں نے کہا- "ہمارا رب چاہتا تو فرشتے بھیجتا لہٰذا ہم اس بات کو نہیں مانتے جس کے لیے تم بھیجے گئے ہو-"

عاد کا حال یہ تھا کہ وہ زمین میں کسی حق کے بغیر بڑے بن بیٹھے اور کہنے لگے "کون ہے ہم سے زیادہ زور آور؟" ان کو یہ نہ سوجھا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ زور آور ہے- وہ ہماری آیات کا انکار ہی کرتے رہے- آخر کار ہم نے چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی تا کہ انہیں دنیا ہی کی زندگی میں ذلت و رسوائی کے عذاب کا مزا چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ رسوا کن ہے- وہاں کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا-" (سورۃ ۴۱ آیات ۱۳ تا ۱۶)

۱۴- ذرا انہیں عاد کے بھائی (ہود) کا قصہ سناؤ جبکہ اس نے احقاف میں اپنی قوم کو خبردار کیا تھا اور ایسے خبردار کرنے والے اس سے پہلے بھی گزر چکے تھے اور اس کے بعد بھی آتے رہے کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو- مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا اندیشہ ہے- انہوں نے کہا "کیا تو اس لیے آیا ہے کہ ہمیں بہکا ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دے؟ اچھا! تو لے آ اپنا وہ عذاب جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر واقعی تو سچا ہے اس نے کہا اس کا علم تو اللہ کو ہے میں صرف تمہیں وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے- مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ جہالت برت رہے ہو- پھر جب انہوں نے اس عذاب کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم کو سیراب کر دے گا- نہیں! بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے- یہ ہوا کا طوفان ہے جس میں دردناک

عذاب چلا آ رہا ہے- اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر ڈالے گا- آخر کار ان کا حال یہ ہوا کہ ان کے رہنے کی جگہوں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا- اس طرح ہم مجرموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں- ان کو ہم نے وہ کچھ دیا تھا جو تم لوگوں کو نہیں دیا ہے- ان کو ہم نے کان، آنکھیں اور دل سب کچھ دے رکھے تھے مگر نہ وہ کان ان کے کسی کام آئے، نہ آنکھیں، نہ دل- کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور اسی چیز کے پھیر میں وہ آ گئے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے-" (سورۃ نمبر ۴۶ آیات ۲۱ تا ۲۶)

۱۵- قسم ہے بارش برسانے والے آسمان کی اور نباتات اگتے وقت پھٹ جانے والی زمین کی! یہ ایک جچی تلی بات ہے ہنسی مذاق نہیں ہے- یہ لوگ کچھ چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں- پس چھوڑ دو اے نبیؐ! ان کافروں کو اک ذرا ان کے حال پر چھوڑ دو- (سورۃ ۸۶ آیات ۱۱ تا ۱۷)

مذکورہ بالا آیات کے بعد اس بات کی ضرورت تو نہیں کہ وضاحت کی جائے کہ خدائی منصوبہ کیا ہے- لیکن موجودہ حالات کے تناظر میں خدائی منصوبہ کا ایک ظاہری اسباب کے ہوتے ہوئے تجزیہ کرنا بھی ضروری ہے- صہیونی منصوبہ مکمل کرنے والوں یا اس کے تانے بانے بننے والوں نے ماضی میں برباد ہونے والی اقوام سے سبق لیا ہوتا تو وہ لوگ کبھی بھی اس طرح شیطان کی راہ نہ اپناتے مسلمانوں نے اقوام گزشتہ سے سبق لیا ہوتا تو ایک ایسی فکر کے حامل بن گئے جو انسان سے انسان کی محبت کا درس دیتی ہے- اسلام نے سینکڑوں سال قبل آج کے پیدا ہونے والے حالات کے بارے میں جو پیشن گوئیاں کی ہیں وہ یقیناً "نیسٹر ڈیمس" کی پیشنگوئیوں اور صہیونی منصوبے سے زیادہ درست اور قابل یقین ہیں- نبی کریمؐ نے ۱۴۲۲ سال قبل بتا دیا تھا کہ جہاد ہند کو غزوہ سے مماثل کیا گیا ہے-

حقیقت تو یہ ہے کہ موجودہ جنگ ہی تیسری جنگ عظیم ہے- پہلی جنگ عظیم بھی یہودو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نصاریٰ نے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے لیے لڑی تھی اور تیسری جنگ عظیم بھی خلافت اسلامیہ کے خاتمے کے لیے لڑی جا رہی ہے۔ دراصل ۱۹۱۴ء میں بادشاہوں جیسی زندگی گزارنے والے مسلمانوں کے ایک برائے نام خلیفہ کے خاتمے کے لیے پورے عالم کفر کو ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑا تھا۔ حالانکہ اس وقت مسلمانوں کا خلیفہ اپنے اور اپنے درباریوں کے اعمال کی وجہ سے اس قدر کمزور تھا کہ جیسے ہوا کے دوش پر رکھا ہوا چراغ لیکن پھر بھی یہود ونصاریٰ کو خلافت کے خاتمے کے لیے ایک عظیم جنگ لڑنی پڑی۔ ادھر ۱۹۹۴ء میں صرف اسی برس کے بعد جب ایک مرتبہ پھر وادی افغانستان سے امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے الفاظ سنائی دیے تو اہل کفر کو یاد آ گیا کہ یہی وہ خلافت ہے جس کے لیے انہیں پہلے دو عظیم جنگیں لڑنا پڑیں۔ عالم کفر کے بدن پر رعشہ طاری ہو گیا۔ کیونکہ مسلمانوں کی ایک دم توڑتی ہوئی خلافت ان کے پورے بدن کا خون نچوڑ سکتی تھی تو ایک نئی ابھرتی ہوئی خلافت کیونکر آسانی سے ختم کی جا سکے گی۔

دراصل یہود و نصاریٰ یہ بھانپ چکے ہیں کہ خلافت کے نام سے مسلمانوں میں مرکزیت کا تصور ایک بار پھر جنم لے رہا ہے۔ ایک ہی پرچم ہے جس کے سائے تلے جمع ہونے کے لیے پورا عالم اسلام بے تاب ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کی مرکزیت اس جدید دور میں ایک نئے ولولے اور تازہ دم روح کے ساتھ ایک مرتبہ پھر قائم ہو گئی تو شاید روئے زمین پر اسلام کا متوازن نظام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قائم ہو جائے۔ ابلیس اور اس کے فرزندوں کو یہ کب گوارا ہو سکتا ہے کہ آدم خاکی اس زمین پر بہشت بریں تخلیق کرے۔ لیکن ابلیس جتنے بھی میدان مار لے آخری فتح انسان کی ہی ہے۔ گویا رحمٰن کی۔ کیونکہ ابلیس نے کہا تھا کہ میں تیرے انسانوں میں فساد برپا کروا دوں گا اور رحمٰن نے جواب دیا تھا کہ تو اپنی سی کوشش کر لے۔ آخری فتح میری ہی ہو گی میرے منصوبے کی۔

اقوام گزشتہ کی تاریخ اور موجودہ حالات عالم دیکھ کر خدائی منصوبہ کی ترتیب بھی کسی حد تک واضح دکھائی دیتی ہے۔

امریکہ افغانستان پر حملہ تو کر چکا ہے اور پاکستان بظاہر عقل مندی اور حقیقت میں بیوقوفی کا مظاہرہ بھی کر چکا ہے۔ اقوام عالم میں بھی ”دودھ کے دودھ اور پانی کے پانی“ ہونے کا وقت یہی ہے۔ لیکن افغان وسائل نہ ہونے کے باوجود پوری دنیا سے الگ اپنی خودداری اور انا پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ لگتا ہے خدائی منصوبے کی تکمیل کا وقت آ پہنچا۔ پاکستان اپنے پیر پر کلہاڑی مار چکا ہے۔ امریکہ کو دعوت دینا اپنے گھر میں ناگ بلانے کے مترادف ہے۔ اس تجربے سے مشرقی تیمور اور عرب کے مسلمان دوچار ہو چکے ہیں۔ امریکہ جہاں جاتا ہے وہاں سے واپس کبھی نہیں آتا۔

امریکہ آ گیا ہے اور پاکستان کی مزید تقسیم کا کام تیار ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے ۲۰۰۱ء میں پہلے عوام سے اسلحہ جمع کرنے کی مہم چلائی۔ ملک کی عوام کو نہتا اسی وقت کیا جاتا ہے جب کسی بڑے پروگرام کی تکمیل میں عوام کی طرف سے مزاحمت کا خطرہ ہو۔ اسلحہ مہم کے بعد سوچی سمجھی سکیم کے تحت مذہبی تنظیموں اور دینی مدارس کو چھیڑا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ مذہبی تحریکیں پریشان ہو کر تڑپ اٹھیں اور ملک میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ کیونکہ کسی بھی ایسے اقدام کے لیے جیسا کہ سقوط ڈھاکہ کا اقدام تھا۔ ملک میں شور شرابا اور بلوے ہونا ضروری ہوتا ہے۔ کشمیر کاز پر اسی حد تک پسپائی کا رویہ ”میز“ پر اپنایا گیا۔ جبکہ دوسری طرف مجاہدین کی گوریلا کارروائیوں کو اور زیادہ تیز کر دیا گیا۔ بھارت کے منہ سے یہ کہلوایا گیا کہ وہ کشمیر کی حریت پسند تحریکوں کو دہشت گردی کا نام دے کر اقوام متحدہ کی امن فوجوں، نیٹو یا امریکہ وغیرہ کو اس کے سدباب کے لیے کشمیر میں بلانے کا دعوت نامہ دے۔ بھارت نے دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے طالبان کے ساتھ ساتھ کشمیر میں بھی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

امریکہ کو آنے کی پرزور دعوت دے دی ہے- کشمیر میں آپریشن ان فنٹ جسٹس (لامحدود انصاف) کی امریکی افواج قدم رنجہ فرمائیں گی- تو ان کے لیے آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کو اکٹھا کرنا کوئی مشکل مسئلہ نہیں رہے گا- کراچی میں ایک طرف پاکستان کے سفاک دہشت گرد الطاف حسین کی ایم کیو ایم نے سڑکوں پر نکل کر طالبان کی دہشت گردی کے خلاف اور امریکہ کی حمایت میں ریلیاں نکالی ہیں تو دوسری طرف لاکھوں پٹھانوں اور مذہبی کارکنوں نے امریکہ کے خلاف اور طالبان کے حق میں مظاہرے کیے ہیں- دونوں گروپ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرائے بھی ہیں اور مزید ٹکرانے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں- کراچی کی سڑکوں پہ ایک بار پھر آئے روز گولیاں چلنے کی آواز سنائی دے رہی ہے- پے در پے کرفیو شہر کے گلی کوچوں میں لگنے کی دیر ہے کہ فوج اور عوام کا تصادم شروع ہو جائے گا- جسے ہوا دینے کے لیے میڈیا ہر وقت مستعد اور چاک و چوبند ہے- ادھر افغانستان پر امریکی حملے ابھی جاری ہوں گے کہ کراچی ہاتھ سے نکلتا ہوا نظر آئے گا- جبکہ کوئٹہ اور پشاور پہلے ہی کئی دن سے جل رہے ہیں اور باچہ خان پختون خواہ کے حامی بھی کسی ایسے ہی موقع کی تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں- لے دے کے صرف پنجاب بچتا ہے جسے پاکستان کہنے کی کوشش کی جائے گی اور شاید یہ کوشش کامیاب بھی ہو جائے- ان حالات میں تو صرف ایک صورت ہے جس کے ذریعہ پاکستان کی سالمیت کو لاحق ان خطرات سے بچایا جا سکتا ہے اور وہ صورت ہے انقلاب فی الفور حکومتی انقلاب- ۸ اکتوبر کے روز فوجی جنرلوں کا ردو بدل اور جنرل محمود سربراہ آئی ایس آئی کا ہٹایا جانا اسی قسم کے کسی انقلاب سے بچنے کی پیش بندیاں ہیں اگر حکومت کی پالیسی بدل گئی یا انقلاب آ گیا تو پاکستان ایک ہی رات میں نظریہ پاکستان پر عمل کرتے ہوئے طالبان کا حمایتی ہو جائے گا- ہو سکتا ہے انقلاب اس وقت آئے جب پاکستان صرف پنجاب ہو لیکن یہ اہل پاکستان کے لیے بہت زیادہ صدمے اور عبرت کی بات ہوگی- بہر حال ایک وقت وہ بھی آئے گا جب اس جنگ عظیم میں نہ صرف پاکستان طالبان کا ہم پیالہ ہوگا بلکہ شمالی اتحاد کے گمراہ مسلمان بھی اپنے اعمال کے نتائج سے عبرت پکڑتے ہوئے امیر المومنین کے پرچم تلے اکٹھے ہو جائیں گے اور پھر ایران جس نے عراق کی طرح طالبان پر بمباری کی مذمت کی ہے اور امریکہ کو بعض معاملات پر خبردار کیا ہے' بھی اپنے مسلمان بھائیوں کے لشکر میں شامل ہوتے ہوئے دیر نہیں لگائے گا- ایران کے ساتھ عراق کی طویل سرحد منسلک ہے اور باوجود اس کے کہ یہ دونوں ملک اسی کی دہائی میں امریکی سازش سے ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کر چکے ہیں- عراق بھی امریکہ دشمنی کی بنا پر اس اتحاد کا حصہ بنے گا- سعودی عرب میں ۶۰ سال سے پکنے والا امریکہ دشمنی کا لاوا سعودی عرب کو بھی اس اتحاد کا حصہ بننے پر مجبور کر دے گا اور پھر مصر' فلسطین' لبنان' شام' اردن' الجزائر' متحدہ عرب امارات وغیرہ کے لیے بھی اسی اتحاد کا حصہ بننے میں ہی عافیت ہوگی- جبکہ دشمنوں کی صف میں امریکی پرچم کے سائے تلے ماسوائے چین کے یا پھر شاید روس کے بھی پورا عالم کفر جمع ہوگا- خاموش تماشائیوں میں ممکن ہے بعض فلپائن' کوریا' جرمن اور کسی حد تک ترک جیسے ممالک شامل رہیں گے لیکن بالآخر ایٹم بم کا ظالمانہ استعمال ان ممالک کو بھی اس جنگ عظیم کی لپیٹ میں کھینچ لے گا- یہ جنگ عظیم جس کا آغاز گیارہ ستمبر کے روز امریکہ کے صدر بش نے "کروسیڈ" کا لفظ استعمال کر کے کیا- ایسی صلیبی جنگ ہوگی جو پچھلی عظیم جنگوں کی طرح طویل قطعاً نہیں ہوگی- جیسا کہ برطانیہ اور امریکہ مسلسل کہہ رہے ہیں- سٹیلائیٹس' کمپیوٹر' کیمیائی اور ایٹمی (نیوکلیئر) ہتھیاروں کا استعمال اس برق رفتار دور میں جنگ عظیم کو زیادہ طویل نہیں ہونے دے گا- افغانستان کے سادہ لوح جنگجوؤں کی مہارت اس وقت صحیح طور پر کام آئے گی جب اہل عالم عظیم تباہی سے فارغ ہو چکے ہوں گے- یہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوگا- زمین پر آخری بار بہت بڑی مقدار میں خون بہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گا- بہت بڑے پیمانے پر خاک اور لہو کا کھیل کھیلا جائے گا- لیکن بالآخر ظلم جھوٹ اور بددیانتی کی شکست ہو گی اور صداقت کو غلبہ نصیب ہو گا- زمین پھر سے بسنا شروع ہو گی- انسان کی ہوش ٹھکانے آئے گی اور یوں غلبہ اسلام کا ایک نیا دور شروع ہو گا یا دوسرے الفاظ میں انسانیت کی فتح ہو گی-

خدائی منصوبے کا یہ خاکہ (سکیچ) جو فرض کر لیا گیا ہے- ماضی اور حال کے گہرے مطالعہ کے بعد لگایا گیا- اندازہ ہے......اس میں بہت سی چیزیں واقع ہو بھی سکتی ہیں اور نہیں بھی- بہر حال خدائی منصوبہ جس بھی ترتیب اور صورت میں مکمل ہو آخری فتح بہر حال صداقت کی ہونا لازمی ہے- بصورت دیگر مذہب کے تمام تر دعوے اور بشارتیں بے نتیجہ اور بلاتعبیر ہی رہ جائیں گی-

حکومت پاکستان کا کردار

طالبان امریکہ جنگ کے حوالے سے مورخہ ۲۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو پاکستان کے آمر حکمران نے مندرجہ ذیل تقریر کی-

میرے عزیز ہم وطنو! اسلام علیکم

جن حالات سے پوری قوم گزر رہی ہے جو بین الاقوامی بحران آج کل اٹھا ہوا ہے- میں نے سوچا کہ میں آپ لوگوں کو پوری قوم کو اپنے خیالات میں شامل کروں- سب سے پہلے تو امریکہ میں دہشت گردی کے موقع پر ہزاروں جانوں کا نقصان ہوا ہے- ان کا مجھے میری حکومت اور تمام پاکستانی قوم کو دلی رنج ہے- ہمیں زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ اس حادثے میں تقریباً ۴۵ ملکوں کے لوگوں کی جانیں ضائع ہوئی ہیں- ہر عمر کے لوگ، ضعیف بچے خواتین- یہاں تک کہ ہر مذہب کے لوگ اس میں جاں بحق ہوئے ہیں- کئی پاکستانی تھے اور اپنی زندگی بہتر بنانے کے لیے امریکہ گئے- ان کے نقصان پر میں ان کے خاندان والوں سے بہت ہمدردی کا اظہار کرنا چاہوں گا- اور اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کی مغفرت کرے- اس واقعے سے اس دہشت گردی کے واقعے سے امریکہ میں شدید غم، غصہ اور انتقام کی لہر دوڑ اٹھی ہے- ان کا پہلا ٹارگٹ شروع سے اب تک اسامہ بن لادن اور اس سے زیادہ اس کی موومینٹ جس کو کہتے ہیں کہ یہ اسامہ بن لادن کی موومینٹ ہے- وہ ان کا پہلا ٹارگٹ ہے- دوسرا ٹارگٹ طالبان ہے- وہ اس لیے کہ طالبان نے اسامہ بن لادن

www.iqbalkalmati.blogspot.com
۱۶۹ ـــــــ نئی صلیبی جنگ اور اسامہ

اور اس کے نیٹ ورک کو پناہ دی ہوئی ہے- یہ ان کی کئی سالوں سے ڈیمانڈ ہے کہ اسے Extradite کیا جائے اور انٹرنیشنل کورٹ کے سامنے لایا جائے- اس کو طالبان مسترد کرتے رہے ہیں- تو اس لیے دوسرا ٹارگٹ طالبان ہیں- تیسرا ٹارگٹ عالمی سطح پر دہشت گردی کے خلاف ایک طویل جنگ کے ہونے کا ارادہ ہے- غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ان تینوں ٹارگٹس میں جو میں کہہ رہا ہوں میں کہیں اسلام یا افغانستان کے عوام کے خلاف کسی قسم کی جنگ کی بات نہیں ہو رہی ہے- اس تمام مہم میں پاکستان سے مدد مانگی جا رہی ہے- مجموعی طور پر تین اہم باتیں ہیں- جس میں امریکہ ہم سے مدد مانگ رہا ہے- پہلی انٹلی جینس اور انفارمیشن ایکسچینج دوسری مدد ہماری ائیر سپیس کا استعمال اور تیسری مدد وہ ہم سے لاجسٹک سپورٹ مانگ رہا ہے- اس وقت میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ اس وقت تک ان کے کوئی پلان یا کوئی آپریشنل پلان یا منصوبے تیار نہیں ہیں- اس لیے کسی قسم کی ڈیٹیل ہماری سپورٹ کی تفصیلات ہمیں نہیں پتہ ہیں- لیکن یہ پتہ ہے کہ جو کچھ بھی امریکہ کے ارادے ہیں ان کو یونائیٹڈ نیشن کی سلامتی کونسل اور جنرل اسمبلی کی قرارداد سپورٹ کرتی ہے اور یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس میں تمام اسلامی ممالک نے اس قرارداد کی حمایت کی ہے- یہ تھی بیرونی صورتحال- اب میں آپ کو کچھ اندرونی صورتحال کے بارے میں آگاہ کرنا چاہوں گا- پاکستان کو انتہائی نازک دور کا سامنا ہے اور میرے خیال میں ۱۹۷۱ء کے بعد یہ سب سے زیادہ نازک دور ہے- اس وقت ہمارے فیصلوں کے دور رس اور وسیع نتائج نکل سکتے ہیں- اگر ہم نے کوئی غلط فیصلے کیے تو اس کے بدترین نتائج نکل سکتے ہیں- اور دوسری طرف اگر ہم نے صحیح فیصلے کیے تو اس کے مثبت نتائج نکل سکتے ہیں- بدترین نتائج سے خدانخواستہ ہماری سالمیت اور بقاء خطرے میں ہو سکتی ہے- ہماری کریٹیکل کنسرنز یعنی جو ہماری اہم کنسرنز ہیں ان کو نقصان پہنچ سکتا ہے ہماری جوہری طاقت اور ہمارے کشمیر کاز کو نقصان پہنچ سکتا ہے- یہ ہے بدترین صورتحال- مثبت صورتحال سیاسی طور پر ہم ایک ذمے دار اور باوقار ملک کی حیثیت سے ابھر سکتے ہیں- اور ہماری تمام مشکلات میں کمی آ سکتی ہے- ان حالات کا میں نے مکمل جائزہ لیا- اور میں نے مختلف خیالات کے لوگوں سے مشاورت کی- میں نے سروسز چیف سے مشورے کیے- کور کمانڈرز سے ملا- کور کمانڈرز کانفرنس بلائی- کابینہ اور نیشنل سکیورٹی کونسل سے مشورت کی پھر میں نے میڈیا سے انٹریکشن کیا- میں نے علماء کو بلایا- ان سے بات چیت کی- میں نے تمام سیاستدانوں سے بات چیت کی- اب میرا ارادہ ہے کہ کل میں تمام ٹرائیبل سرداروں کو بلا کر ان سے گفتگو کروں- یہ میں نے وہی سلسلہ شروع کیا ہے جو آگرہ جانے سے پہلے کیا تھا- میں نے دیکھا ہے کہ اوپینین کس حد تک ڈیوائیڈڈ ہے- لیکن بہت بھاری اکثریت حکمت اور تحمل کے حق میں ہے- کچھ لوگ میں سمجھتا ہوں کہ دس پندرہ فیصد جذباتی فیصلے کی طرف مائل ہیں- آئیے! اب دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ ملک کے کیا عزائم ہیں- انہوں نے اپنی ملٹی فیسلیٹیز امریکہ کو آفر کر دی ہیں- ان کی بیسز، ان کی سہولیات، لاجسٹک سپورٹ انہوں نے بڑے آرام سے امریکہ کو آفر کر دی ہے- وہ چاہتے ہیں کہ امریکہ ان کے ساتھ ہو جائے اور پاکستان کو ایک دہشت گرد ریاست قرار دے دیا جائے اور ہمارے سٹریٹجک اساسوں اور کشمیر کاز کو نقصان پہنچایا جائے- صرف یہی نہیں حال ہی میں دوشنبے میں چند ملک اکٹھے ہوئے- ہندوستان کا نمائندہ بھی شامل ہے- ان کا کیا ارادہ ہے؟ ہندوستان کا کوئی افغانستان کے ساتھ بارڈر نہیں ہے- وہ لاتعلق ملک ہے- افغانستان سے تعلق تو حیرانگی کی بات ہے- میری نظر میں وہ یہ چاہتے ہیں اگر افغانستان میں کوئی تبدیلی آئے تو وہاں ایک اینٹی پاکستان گورنمنٹ کو تشکیل دیا جائے- افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ تمام دنیا اس دہشت گردی کے حادثے کی بات کر رہی ہے اور ہمارا ہمسایہ ملک جس سے پیس اور کو آپریشن کی باتیں ہو رہی تھیں وہ پاکستان اور اسلام کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بدنام کر کے نقصان پہنچانا چاہتا ہے- اگر آپ ان کے ٹیلی ویژن دیکھیں صبح دوپہر شام ہمارے خلاف پروپیگنڈا چل رہا ہے- ان کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ Lay Off پاکستانی افواج اور ہر پاکستانی فرد پاکستان کے دفاع' سالمیت اور پاکستان کے سٹریٹجک اساسوں کی حفاظت کے لیے اپنی جان دینے کو تیار ہے- کسی قسم کی غلط فہمی میں کوئی نہ رہے- اس وقت پوری ایئرفورس ہائی الرٹ میں ہے اور وہ ''ڈو آر ڈائی'' مشن کے لیے تیار ہیں-

میرے ہم وطنو! اس تمام صورت حال میں غلط فیصلے کا ناقابل برداشت نقصان ہوسکتا ہے- ہماری کریٹیکل کنسرنز یا ضروری ترجیحات کیا ہیں؟ میری نظر میں چار ہیں- پہلے ملک کی حفاظت اور سالمیت ایکسٹرنل تھریٹ ہے- دوسرے نمبر پر ہماری معیشت جس کی ریوائیول کے لیے ہم کوشش میں لگے ہوئے ہیں- تیسری چیز ہمارے سٹریٹجک اساسے نیوکلیئر اور میزائل اور کشمیر کاز یہ چار ہمارے کریٹیکل کنسرنز ہیں- ہمارے غلط فیصلے سے خدانخواستہ ان سب کو نقصان پہنچ سکتا ہے- فیصلہ لیتے ہوئے ہمیں ان تمام باتوں کو سامنے رکھنا ہوگا- فیصلے میں حق کی بالادستی ہونی چاہئے اور یہ فیصلہ اسلام کے عین مطابق ہونا چاہئے اور ابھی تک جو کچھ بھی ہم کر رہے ہیں وہ اسلام کے عین مطابق ہے اور اس میں حق کی بالادستی ہے- میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جہاں ملک کے مفاد یا نقصان کا سوال ہو اس میں حکمت اور دانش مندی سے کام لینا چاہئے- اس موقع پر جرات اور بزدلی کا سوال نہیں ہے- ہم سب دلیر ہیں- ایسے موقع پر میرا پہلا ریسپانس' پہلا ری ایکشن جارحانہ ہوتا ہے- لیکن بغیر سوچ کے دلیری بیوقوفی ہوتی ہے- جرات اور حکمت میں کوئی تصادم نہیں ہے- اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں کہ ''جس کو حکمت ملی اس کو اللہ کی بہت بڑی نعمت ملی-'' حکمت سے کام لینا ہے ابھی اپنے آپ کو نقصان سے بچانا ہے- ملک کے وقار کو بلند کرنا ہے- ''پاکستان از فرسٹ'' ایوری تھنگ آفٹر- کچھ علماء اور مذہبی رہنما جذباتی فیصلے کی طرف

مائل ہیں- میں ان کو اسلام کی پہلی چھ سال کی تاریخ یاد دلانا چاہتا ہوں- اسلام کا کیلنڈر ہجرت سے شروع ہوا- یہ اہمیت ہے ہجرت کی- جب حضور مکہ سے مدینہ گئے- اسلام کو بچانے کے لیے ہجرت کی- دانشمندی سے اسلام کو بچانے کے لیے ہجرت کی- انہوں نے (نعوذ باللہ) کیا یہ بزدلی کی- ہجرت کر کے جب حضورؐ مدینہ پہنچے تو انہوں نے میثاق مدینہ یعنی ایک فرینڈ شپ ٹریٹی کی تھی- اپنے دشمنوں کے ساتھ یعنی یہودیوں کے ساتھ سائن کیے- یہ دانشمندی تھی- یہ ٹریٹی چھ سال چلی- ان چھ سالوں میں چھ غزوات ہوئے- غزوہ بدر' غزوہ احد' غزوہ خندق اس میں اہل مکہ جو کافر تھے ان سے یہ غزوات ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کو فتح ملی اور کافروں کو شکست ہوئی- چھ سال بعد یہودیوں نے دیکھا کہ اسلام طاقت ور ہو رہا ہے- وہ پریشان ہوئے اس پریشانی کے حال میں ان کا اہل مکہ کے ساتھ رابطہ شروع ہو گیا- جب حضورؐ نے ان دونوں دشمنوں کو اکٹھے ہوتے ہوئے دیکھا تو ۶ھ میں انہوں نے اہل مکہ کے کافروں کے ساتھ جس سے وہ غزوات ہوتے رہے- صلح حدیبیہ سائن کی- یہ صلح حدیبیہ ایک پیکج تھا- میں آپ سب کی اس پیکج کے خاص نقطہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اس پیکج کے آخر میں جہاں دستخط کرنے تھے اور ادھر محمد رسول اللہ لکھا تھا- کافروں نے کہا کہ ہم آپ کو رسول اللہ نہیں مانتے تو اس کو کاٹیں- حضورؐ نے یہ مانا اور اس کے کاٹنے پر آمادہ ہو گئے- لیکن حضرت عمر جو وہاں موجود تھے وہ بہت جذباتی ہوئے- اس جذبات کے عالم میں انہوں نے حضورؐ سے پوچھا ''کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟'' ''نعوذ باللہ آپؐ نے فرمایا ''میں ہوں'' انہوں نے پوچھا ''کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟'' حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ''آپ جذبات سے بول رہے ہیں'' دانشمندی اور حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت ہم اس پر دستخط کر دیں- اسی میں اسلام کا فائدہ ہے- جیسے جیسے سال آگے آئیں گے- آپ کو اس فائدے کا پتہ چلے گا-'' اور ایسا ہی ہوا- چھ مہینے میں

۱۷۲ —— نئی صلیبی جنگ اور اسامہ

مسلمانوں کی یہودیوں کے ساتھ جنگ ہوئی - اس غزوہ خیبر (۱) میں اللہ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کو فتح ملی - یہ ممکن اس لیے ہوا کہ کافر اہل مکہ کے ساتھ نو وار پیکٹ ہوا تھا - انہوں نے حملہ نہیں کیا اور ۸ھ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح مکہ ہوئی - اس واقعے سے ہم کیا سبق نکالتے ہیں - سبق یہ ہے کہ جب بحران کی صورت حال ہو تو جذباتیت کی بجائے حکمت کا راستہ بہتر ہوتا ہے - لہٰذا اس وقت ہم سب نے ایک سٹریٹجک فیصلہ لینا ہے - ایمان کی کمزوری یا بزدلی کا سوال نہیں ہے - پاکستان کے لیے تو جان حاضر ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ ہر پاکستانی فرد کی جان حاضر ہے - دو جنگیں میں نے لڑی ہوئی ہیں - خطرات دیکھے ہوئے ہیں - بہت خطروں کا سامنا کیا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے کبھی بزدلی نہیں دکھائی - لیکن اس موقع پر اپنے آپ کو خواہ مخواہ نقصان پہنچانا ہے - ۱۴ کروڑ عوام کا مستقبل تاریک نہیں کیا جا سکتا - ویسے بھی شہریت کی رو سے کہا جاتا ہے اگر دو مصیبتوں کا ایک وقت سامنا ہو اور ان میں سے ایک کو چننا ہو تو چھوٹی مصیبت کا راستہ لینا بہتر ہوتا ہے - ہمارے کچھ ساتھیوں کو افغانستان کی بڑی فکر لگی ہوئی ہے - میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے اور میری حکومت کو ان سے کہیں زیادہ فکر ہے - طالبان اور افغانستان کی - میں نے افغانستان کے لیے اور طالبان کے لیے کیا کچھ نہیں کیا - جبکہ پوری دنیا ان کے خلاف ہے - میں نے ہر ملک کے تقریباً بیس سے پچیس لیڈروں سے طالبان کے حق میں باتیں کیں - میں نے کہا کہ ان پر پابندیاں نہیں لگانی چاہیں - ان سے ہمیں تعلق رکھنا چاہئے - میں تمام ملکوں کے لیڈروں کے سامنے ان کا موقف دہراتا رہا ہوں لیکن افسوس کے ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے کسی دوست نے ہماری بات نہیں مانی - یہاں تک کہ اب بھی اس صورت حال میں ہم ان کے ساتھ تعاون کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں - میں نے ڈی جی آئی ایس آئی کو اپنے پرسنل لیٹر کے ساتھ ملا عمر کے پاس بھیجا - پچھلے دو دن وہ ادھر رہ کر آئے ہیں اور میں نے ملا عمر کو صورت حال کی سنگینی کے بارے میں بتایا - کوشش ہماری پوری ہے کہ اس سنگین صورت حال سے کسی طریقے سے نکلا جائے - جس میں افغانستان کا اور طالبان کا نقصان ہو - میری پوری کوشش یہ ہے اور انشاء اللہ یہی رہے گی - یہاں تک ہم امریکہ کو بھی کہہ رہے ہیں کہ وہ تحمل سے جو کچھ بھی ان کے ارادے ہیں اس میں تحمل اور بیلنس دکھائیں - اسامہ بن لادن کے سلسلے میں جو بھی ثبوت ہیں ہم ان سے مانگ رہے ہیں - لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہم افغانستان اور طالبان کو نقصان سے کیسے بچا سکتے ہیں یا ان کا نقصان ہم کیسے کم کر سکتے ہیں - اقوام عالم سے الگ ہو کر کم کر سکتے ہیں یا ان کے ساتھ چل کر کم کر سکتے ہیں - مجھے پورا یقین ہے کہ آپ کا فیصلہ یہی ہو گا کہ اقوام عالم کے ساتھ چل کر ہی ہم کچھ بہتری لا سکیں گے - مجھے اس وقت صرف پاکستان کی فکر ہے - میں پاکستان کا سپہ سالار ہوں اور میں پاکستان کے دفاع کو سب سے زیادہ ترجیح دیتا ہوں - کسی اور ملک کا دفاع اس کے بعد ہی ہو سکتا ہے - ہم پاکستان کے مفاد میں فیصلہ کرنا چاہتے ہیں - مجھے معلوم ہے کہ عوام کی بھاری اکثریت ہمارے فیصلوں کے حق میں ہے - مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کچھ عناصر ایسے بھی ہیں جو اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے پرسنل ایجنڈے اپنے پارٹی ایجنڈے کو آگے بڑھانا چاہ رہے ہیں - وہ ایک فساد پھیلانا چاہ رہے ہیں اور ملک کو نقصان پہنچانا چاہ رہے ہیں - اس کی کوئی وجہ نہیں کہ اقلیت ایک اکثریت کو یرغمال بنا رکھیں - میں تمام پاکستانی عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اتحاد اور یک جہتی دکھاتے ہوئے ایسے عناصر کو جو خواہ مخواہ ملک کو نقصان پہنچانا چاہیں ان کو دبائیں اور کامیاب نہ ہونے دیں - اس موقع پر ہم نے دشمنوں کے عزائم کو ناکام بنانا ہے اور ہم نے ملک کے مفاد کو بچانا ہے - پاکستان اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا ہے - اگر خدانخواستہ اس قلعے کو نقصان پہنچا تو اسلام کو نقصان پہنچے گا -

میرے ہم وطنو! آپ سب مجھ پر بھروسہ کریں - جس طریقے سے میرے آگرہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جاتے ہوئے بھروسہ کیا تھا- میں نے ادھر قوم کو مایوس نہیں کیا ہے- پاکستان کے وقار کا سودا نہیں کیا- انشاء اللہ اب بھی میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا- یہ میرا آپ سے وعدہ ہے- یہی کچھ اہم باتیں میں نے آپ سے کرنی تھیں- آخر میں سورۃ طہٰ میں حضرت موسیٰ کی اس دعا کے ساتھ آپ سے اجازت لوں گا-

''اے میرے رب! میرے سینے کو کشادہ کر دے- میرے کام کو آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں-'' اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو-

پاکستان پائندہ باد

''ہماری سالمیت مذہب سے یا مملکت سے''

امریکہ میں ہونے والے حملوں کے سلسلے میں اور ان سے پیدا ہونے والی صورت حال کے بعد جنرل پرویز مشرف کا سب سے بڑا بیان یہی سامنے آیا کہ

''پاکستان سلامت ہے تو سب کچھ ہے- ہمیں سب سے پہلے اپنے ملک کی سلامتی اور بقاء کے بارے میں سوچنا ہوگا-''

جنرل پرویز مشرف کے اس بیان کے بعد اس کی تائید کے لیے نقار خانے سے اور بھی بہت سی آوازیں ابھریں- عالم یہ تھا کہ رہبروں سے لے کر عوام تک سب کے منہ پر یہی جملہ تھا کہ ''پاکستان ہے تو سب کچھ ہے-'' یہ جملہ افغانستان پر حملے کے سلسلے میں امریکہ سے تعاون کے تناظر میں کہا جاتا رہا ہے- ''پاکستان سلامت ہے تو سب کچھ ہے'' کہنے والے شاید مصور پاکستان علامہ اقبال کے خواب کو بھول گئے ہیں یا پھر ان کو معلوم ہی نہیں ہے کہ علامہ اقبال کا خواب تھا کیا؟ وطن کے سلسلہ میں علامہ اقبال کا نظریہ یہ ہے کہ

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

تقسیم سے پہلے اگر کچھ لوگوں نے وطن کی سالمیت کی بات کی تھی تو پاکستان کی بانی جماعت قائداعظم کی مسلم لیگ نے سخت مزاحمت اور مخالفت کی تھی- یہاں تک کہ حکیم الامت علامہ اقبال اور مولانا حسین احمد مدنی کے مابین ''معرکہ دین و وطن'' کے نام سے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک غیر رسمی مناظرہ سا چھڑ گیا تھا۔ مسلم لیگ اور علامہ اقبال کا نظریہ یہ تھا کہ قومیت کی بنیاد وطن نہیں مذہب ہے۔ علامہ اقبال کا شعر ہے کہ

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

آج ہمارے مسلمان بھائی تباہ حال افغانستان' طاقت ور امریکہ کے خوفناک میزائلوں اور طیاروں کی زد میں ہیں۔ امریکی اور برطانوی طیارے افغانستان کے مسلمانوں پر ٹنوں کے حساب سے بارود برسا رہے ہیں۔ ان افغانوں پر جو ہمارے بھائی ہیں۔ جبکہ ہمارے حکمران قرآنی احکامات پر اپنی سیکولر سوچ کو صریحاً ترجیح دے رہے ہیں۔ پاکستان اس وقت جن حالات کا شکار ہے ان کے بارے میں آج سے چودہ سو بائیس سال پہلے قرآن مجید نے واضح حکم دیا ہے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے آپس میں دوست ہیں۔ تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا تو جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے۔ تم ان کو دیکھو گے کہ دوڑ دوڑ کر ان (یہود و نصاریٰ) کے ساتھ ملے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کہیں ہم زمانے کی گردش میں آ کر (اقوام عالم سے الگ) نہ رہ جائیں۔ پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر (تدبر) نازل فرمائے۔ پھر یہ اپنے دل کی باتوں پر جنہیں یہ چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے۔ (سورۃ مائدہ۔ آیت نمبر ۵۱،۵۲)

کس قدر واضح حکم ہے قرآن حکیم کا موجودہ صورت حال کے بارے میں۔ اگر

پاکستان کے اقتدار اعلیٰ کے مالک اللہ تعالیٰ ہوتے جیسا کہ آئین میں درج ہے تو یقیناً اس موقع پر قرآن مجید سے رہنمائی لی جاتی۔ لیکن اب چونکہ ہم قرآن مجید کو پس پشت ڈال کر خود امریکہ کی آغوش میں پناہ لے چکے ہیں۔ لہٰذا ہماری بحیثیت قوم...... کشتی کا اللہ ہی حافظ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بھی ان ہی کی حفاظت کرتا ہے جو اس کے ضابطہ حیات پر کاربند رہتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے کہ

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔"

ایک اور جگہ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ

"جس نے ہمارے راستے کو چھوڑا اس کی معیشت تنگ ہوگئی اور وہ قیامت کے روز اندھا اٹھایا جائے گا۔"

پاکستان کو اس وقت وطن کی اقتصادی بحالی سے دلچسپی ہے جبکہ بحیثیت "مسلم قوم" ایمان کی بقاء سے کوئی غرض نہیں۔ امریکہ نے افغانستان کے خلاف پاکستان کو تعاون کرنے کے صلے میں اقتصادی' معاشی بحالی کا سبز باغ دکھایا ہے اور پاکستان کو ڈر ہے کہ اگر اس نے مسلمان بھائیوں کا ساتھ دیا تو اقوام عالم اس کو بھوکا مار دیں گی۔ ان خیالات کے ساتھ حکمرانوں کے ساتھ ساتھ ہمارے نام نہاد لبرل دانشور بھی متفق ہیں۔ آج اگر مصور پاکستان علامہ اقبال زندہ ہوتے تو اپنے خواب کی اس قدر بھیانک تعبیر دیکھ کر رنج و غم سے بے قابو ہو جاتے۔

پاکستان کی بنیاد "دو قومی نظریہ" اور پھر نظریہ پاکستان جسے دستور میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمانوں کو مذہب کے حوالے سے ایک قوم شمار کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہم نے اپنے نصاب تعلیم کے ذریعے اپنی اولاد کو یہ بات نہیں دکھائی۔ بلکہ اس کے برعکس "ریڈ کلف" کے عطا کردہ نظام تعلیم کو اپنایا۔ جس نے بالآخر ہمارے پڑھے لکھے طبقے کو مذہب

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بیزار یعنی سیکولر بنا دیا- آپ تقسیم سے پہلے کے حالات کا مطالعہ کریں تو پاکستان کی بانی مسلم لیگ بنیاد پرست اور مذہبی نظر آئے گی- جبکہ دوسری جماعتیں جو ہندوؤں کے ساتھ انگریزوں کو نکالنے کے لیے اتحاد کی قائل تھیں سیکولر محسوس ہوں گی-حتیٰ کہ پاکستان کی بنیاد بھی لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر رکھی گئی-لیکن افسوس کہ آج پاکستان اپنے آپ کو ایک لبرل گویا غیر مذہبی یا سیکولر ملک کے طور پر پیش کر رہا ہے اور ارباب حکومت کے ساتھ ساتھ بعض دانشوروں کا بھی یہ خیال ہے کہ اس طرح پاکستان یورپی اقوام سے مالی امداد حاصل کرنے کے قابل ہو سکے- دنیا بھر کے اسلامی ممالک کے عوام پاکستان کو اپنا محافظ سمجھتے ہیں- کیونکہ یہ واحد اسلامی ملک ہے جس کے پاس ایٹم بم ہے- ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہمارے حکمران نظریہ پاکستان کی لاج رکھتے اور مسلمانوں کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ کی دوستی سے صاف انکار کر دیتے- رہ گئی معاشی پریشانی جو قرضوں کی صورت میں ہمیں لاحق ہے- یہی بہتر موقع تھا کہ ہم اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کر لیتے-یعنی ہم یک طرفہ طور پر تمام قرضے منسوخ کرنے کا اعلان کر دیتے- کیونکہ ایسا کرنا بین الاقوامی قانون کے عین مطابق ہے- بین الاقوامی قانون کی زبان میں ایسے قرضوں کو مسلط شدہ قرضے کہتے ہیں- اس قانون کے تحت سب سے پہلے انیسویں صدی میں جب امریکہ نے کیوبا پر قبضہ کیا تھا اس وقت کیوبا پر سپین کے قرضے تھے جنہیں امریکہ نے یک طرفہ طور پر منسوخ کر دیا تھا- پھر ۱۹۱۸ء میں روس نے یک طرفہ طور پر اپنے اوپر لاگو قرضے اس قانون کے تحت منسوخ کرائے- ۱۹۳۵ء میں جرمنی نے یک طرفہ طور پر اپنے اوپر موجودہ قرضے منسوخ کر دیئے- ۱۹۴۸ء میں چین نے اسی طرح قرضوں سے نجات حاصل کی-۱۹۷۲ء میں خود پاکستان نے اپنے اوپر لاگو قرضے منسوخ کر دیئے- ۱۹۷۸ء میں ایران نے ایسا کیا اور ۱۹۸۳ء میں سوڈان نے اس قانون سے فائدہ اٹھایا- جن ممالک نے خود پر لاگو قرضے

منسوخ کیے ان کا موقف یہ تھا کہ ہم سے پچھلی حکومتوں نے قرضوں کی رقوم عوام پر خرچ کرنے کی بجائے اپنی ذاتی عیاشیوں یا دیگر غلط مقاصد کے لیے استعمال کیں- پاکستان کے سابق حکمران بھی محلات بناتے رہے یا اپنی ملوں اور جاگیروں کی تعداد بڑھاتے رہے- پاکستان کو ملنے والا کوئی قرضہ بھی عوام پر خرچ نہیں ہوا- لہٰذا جنرل پرویز کی حکومت جو بہر حال ایک انقلاب کے نتیجے میں قائم ہوئی تھی- اس موقع پر پاکستان کے اوپر لاگو تمام قرضے یک طرفہ طور پر منسوخ کر دیتی- پھر امریکہ سے کہتی کہ افغانستان کی غریب مگر غیرت مند قوم پر جارحیت درست نہیں- کیونکہ صدر جارج واکر بش اپنی پہلی تقریر میں کروسیڈ (صلیبی جنگ) کا لفظ استعمال کر کے اسلامی مملکتوں کو او آئی سی کا اجلاس بلانے کا بہانہ تو دے ہی دیا تھا- یہی نہیں بلکہ بلاتحقیق مسلمانوں پر حملوں کی ذمہ داری ڈال دینا ہی امریکہ کا ایسا ناقابل معافی جرم تھا جس کے خلاف ملت اسلامیہ میں سے آواز اٹھنا ضروری تھی اور عالم اسلام کا قلعہ ہونے کے ناطے سب سے پہلے یہ آواز اٹھانا پاکستان کا فرض تھا لیکن ایسا نہ ہو سکا- حقیقت تو یہ ہے کہ ابھی بھی کچھ نہیں گیا- ہم اپنے سچے مسلمان بھائیوں کو سینے سے لگا لیں- یہود و نصاریٰ کی دوستی پر اعتماد نہ کریں- عالمی روش کے مطابق دلیرانہ انداز میں جان چھڑائیں اور پوری مردانہ جرات کے ساتھ عالم کفر کی سازشوں کا مقابلہ کریں- اسی میں ہماری عزت ہے اور اسی میں ہماری بقاء- ہمیں یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں چین کی طرف دفاعی دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہئے جو پہلے ہی سے افغانستان کے لیے نرم گوشہ رکھتا ہے- ہمیں ایران کو اپنی حمایت کے لیے آمادہ کرنا چاہئے- کچھ مانگنا ہے تو بندہ اپنوں سے کیوں نہ مانگے- ہمیں باقی اسلامی دنیا کو بھی حوصلہ دینا چاہئے کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں امریکہ رب العالمین نہیں- ساری دنیا کا رازق صرف اللہ تعالیٰ ہے- کاش مصور پاکستان کا خواب پورا ہو جاتا کہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

امریکہ نے پاکستان کو ہر طرح سے مجبور کر لیا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے قتل عام میں اس کا ساتھ دے- امریکہ نے افغانستان پر حملے کو ''آپریشن ان فنٹ جسٹس'' (لامحدود انصاف) کا نام دیا ہے اور پاکستان کی حکومت امریکہ کے ساتھ اس ظالمانہ یلغار میں اس طرح شامل ہو گئی ہے کہ لشکر کے قلب میں بش میمنہ میں ٹونی بلیئر اور میسرہ میں جنرل پرویز مشرف طالبان کی جانب پیش قدمی کر رہے ہیں- تیسری جنگ عظیم کا آغاز پاکستانی مسلمانوں کے لیے انتہائی کرب ناک انداز میں ہوا ہے- امریکی حکومت ۱۱ ستمبر کے روز سے ہی یہی رٹ لگائے ہوئے ہے کہ پاکستان کو تعاون کا ایک موقع دینا چاہتے ہیں- گویا یہ کھلی دھمکی تھی جس کے آگے پاکستان کی بہادر افواج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف ٹریڈ سنٹر کے ٹاور کی طرح ڈھیر ہو گئے- امریکہ نے پاکستان کو لشکر کفار کے میسرہ میں شامل کرنے کے لیے خوفناک نتائج کی دھمکیاں بھی دی ہیں اور اشاروں کی زبان نہیں بلکہ واشگاف الفاظ میں حرکۃ المجاہدین پر پابندی لگا کر یہ بھی بتا دیا کہ طالبان کے بعد پاکستان کی باری ہے- امریکہ کی ان دھمکیوں کے ساتھ ساتھ لالچ اور تحریصات بھی دی گئی ہیں اور پاکستان کے اقتصادی حالات بہتر کرنے کے وعدے- امریکی وزیر دفاع نے پاکستانی آئی ایس کے مطابق سربراہ جنہیں فوج میں اسلامی بغاوت کے ڈر سے جنرل پرویز مشرف نے آٹھ اکتوبر کے روز عہدے سے ہٹا دیا- ۱۱ ستمبر کے واقعات کے بعد جب امریکہ میں موجود تھے اپنے دفتر میں طلب کر کے دوٹوک الفاظ میں کہا تھا-

''مسٹر محمود! پاکستان کو امریکہ کی دوستی یا دشمنی میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا-''

امریکہ کی دوستی کسی شریف کو راس نہیں آتی اور سچی بات یہ ہے کہ دشمنی مہنگی نہیں پڑتی کیونکہ ایران بھی افغانستان کی سرحد پر واقع ہے- چاہتا تو وہ بھی لاجسٹک سپورٹ اور دیگر تعاون فراہم کر سکتا تھا- لیکن ایران نے دوٹوک الفاظ میں امریکہ کو خبردار کیا ہے کہ وہ ایران کی طرف نام نہاد دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی جرات نہ کرے- گویا ایران نے دشمنی مول لی اور نتیجتاً امریکہ اپنا سا منہ لے کر خاموش ہو رہا- اس کے برعکس پاکستان نے بار بار دھوکے کھانے کے باوجود امریکہ کی دوستی کا ہاتھ تھام لیا اور نبی کریمؐ کے ارشاد کی رو سے بیوقوفی کا کام کیا کیونکہ حدیث میں ہے- ''ایک سوراخ سے دو بار ڈسا جانا بے وقوفی ہے-''

۱۹۵۰ء سے لے کر آج تک امریکہ کو آزمانے کے ہمارے پاس بے شمار مواقع آئے ہیں- ہم نے ہر بار امریکہ سے بدترین دھوکے کھائے ہیں- ۶۵ء میں امریکہ نے وعدہ ہم سے کیا لیکن اسلحہ بھارت کو دیا- ۷۱ء میں امریکی بحری بیڑے کے آتے آتے جنرل نیازی ہتھیار پھینک چکے تھے- روس کے خلاف امریکہ نے پاکستان کو اتنا استعمال کیا کہ ملک کی بنیادوں کو بیخ و بن سے ہلا دیا- وی سی آر، ہیروئن، بم اور کلاشنکوف کے بہترین تحفے اسی دور کی یادگار ہیں- لیکن جب جنگ ختم ہو گئی اور ضیا الحق کا کام پورا ہو گیا تو امریکہ نے ضیاء الحق سمیت ان تمام جنرلوں کا پلک جھپکتے میں صفایا کر دیا جو پاکستانی قوم کے مقدر کو ۱۱ سال تک امریکہ کے ہاتھ بیچتے رہے اور ساتھ ہی ملک پر ایٹمی پروگرام جاری رکھنے کے جرم میں بے پناہ اقتصادی پابندیاں عائد کر دیں- حالانکہ محض ایک سال قبل افغانستان روس جنگ کے دوران امریکہ پاکستان کو خود دنیا کا مہلک سے مہلک ہتھیار دینے کے لیے تیار تھا بلکہ دیتا تھا- لیکن جنگ ختم ہوتے ہی پاکستانی عوام کی روٹیاں بند کرنے کے لیے اقتصادی پابندیاں لگا دی گئیں- کیونکہ پاکستان ایٹمی اسلحہ تیار کر رہا تھا- جنرل پرویز مشرف نے امریکی شیطانوں کے آگے عاجزی دکھا کر پوری قوم کو شرمسار کیا ہے- جبکہ یہ بات کہ اس طرح ملک کی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے گی- اول تو بقول اقبال

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اے طائر لاہوتی! اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہے پرواز میں کوتاہی

یہ باعث شرم ہے کیونکہ ہمیں افغانستان کی لاشوں کا سودا کر کے اپنی روٹیاں اکٹھی کرتے ہوئے شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔ ہم اس روٹی کا لقمہ کیسے توڑیں گے جس کا آٹا ہمارے مسلمان بھائیوں کے خون میں گوندھا گیا ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ امریکہ کا یہ جھانسا کہ پاکستان کی اقتصادی حالت بہتر ہوگی۔ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔ کیونکہ ایک ملک جو حالت جنگ میں ہے اور جس کی فضاؤں میں حملہ آور امریکی طیارے پرواز کرتے ہیں۔ جس کے سمندروں میں خطرناک بحری بیڑے کھڑے ہیں اور جس کی سرحدوں سے ''ٹام ہاک کروز میزائل'' روز فائر ہوتے ہیں۔ اس ملک میں کوئی بیرونی سرمایہ کار کبھی سرمایہ کاری نہیں کرے گا۔ رہ گئی یہ بات کہ ہمیں قرضے دیئے جائیں گے اور ان سے اقتصادی حالت بہتر ہوگی۔ تو یہ اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ کیونکہ صنعت زراعت اور تجارت جنگ کی وجہ سے اس قدر متاثر ہوگی کہ باہر سے آئے کروڑوں ڈالر بھی پاکستانیوں کا پیٹ بھرنے کے لیے ناکافی ہوں گے۔ ایسے میں انڈیا کا ایک آدھ میزائل ہماری تنصیبات پر آ لگا تو بھوک اور پریشانی کی رہی سہی کسر بھی پوری ہو جائے گی' اور سب سے پہلے اہم بات کہ امریکہ نے نئے قرضے دینے کا خصوصاً اس موقع پر جو ڈرامہ رچایا ہے۔ وہ تو ویسے ہی مکر فریب کا پلندہ ہے کیونکہ ۱۱ ستمبر کے بعد سے پاکستان کو جاپان' برطانیہ اور امریکہ نے مجموعی طور پر 91.5 ملین ڈالر کی بجٹ سپورٹ کا اعلان کیا تھا۔ جس میں امریکہ کا حصہ ۵۰ ملین ڈالر' جاپان کا 25.5 ملین ڈالر اور برطانیہ کا حصہ ۱۶ ملین ڈالر ہے۔ امریکہ نے اس پر مزید پچاس ملین ڈالر دینے کے اشارے بھی دے رکھے ہیں۔ پھر بھی اس بجٹ سپورٹ کا حجم 141.5 ملین ڈالر رہتا ہے جو کہ ہمارے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی نہیں۔ اسی طرح قرضے ری شیڈول کرنے کی بات بھی دھوکے کے سوا کچھ نہیں کیونکہ ۱۱ ستمبر کے بعد امریکہ نے پاکستان کے ۳۷۵ ملین ڈالر کے جو قرضے ری شیڈول کیے پھر جاپان نے ۵۵۰ ملین ڈالر کے جو قرضے ری شیڈول کیے اور اس بات کو مشرف حکومت نے ریڈیو ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے خوب تشہیر دی۔ یہ قرضے تو پیرس کلب کے فیصلہ کے تحت جنوری ۲۰۰۱ء میں ویسے بھی ری شیڈول ہونے تھے۔ لیکن جاپان حکومت اور امریکہ نے ایک خاص پلاننگ کے تحت ان کی ری شیڈولنگ میں تاخیر کی۔ اس کے بعد ۳۰ ستمبر کو ان کی ری شیڈولنگ مدت پوری ہوگئی اور یوں یکم اکتوبر ۲۰۰۱ء سے ان کی دوبارہ ری شیڈولنگ ناگزیر ہوگئی۔ جس کے لیے اب آئی ایم ایف کی طرف سے ۳ سالہ قرضے کی منظوری کا انتظار کرنا پڑے گا۔ پھر اس کے بعد اتنی ہی مدت کے لیے 1.8 ارب ڈالر کے قرضوں کی ری شیڈولنگ ہوگی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ آئی ایم ایف کی طرف سے قرضہ کی فراہمی کی تاخیر کی وجہ سے حکومت پاکستان نے مذکورہ قرضوں کی ری شیڈولنگ کی ۳۰ ستمبر کو ختم ہونے والی مدت میں پریس کلب سے ایک ماہ کی توسیع حاصل کر لی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی بہرحال نئی ری شیڈولنگ یکم اکتوبر سے ہی ضروری ہوگئی تھی۔ یقیناً قرضوں کی ری شیڈولنگ کی تشہیر وزارت خزانہ کی طرف سے قوم کو بیوقوف بنانے کی حرکت ہے۔ وزارت خزانہ کے سربراہ شوکت عزیز جو نیو یارک کے باشندے ہیں وہیں پلے بڑھے اور وہیں سٹی بنک کی ملازمت کی۔ آج کل اپنی ملازمت سے چھٹی لے کر پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں۔

دراصل شروع دن ہی سے پاکستان کی افواج اسلامی افواج کی بجائے برطانیہ اور امریکہ کی افواج کے طور پر کام کر رہی ہیں۔ اس لیے سادہ لوح عوام کو ہر بڑے موقع پر بیوقوف بنانے کی کوئی نہ کوئی ترکیب سوچ لی جاتی ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے پاکستانی عوام اپنی آمدنی کا ستر سے اسی فیصد فوج کو مضبوط بنانے کے لیے مجبوراً دیتے آئے ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان صحیح معنی میں اپنے پیروں پر ایک دن بھی کھڑا نہیں ہو سکا- پاکستان کے ساتھ آزاد ہونے والا بھارت ۵۵ سال سے جمہوری حکومتوں کے مزے لوٹ رہا ہے- جبکہ پاکستانی عوام مسلسل اپنی فوج کے آہنی شکنجوں میں جکڑے ہوئے ہیں- سب جانتے ہیں کہ فوج بہت بڑی طاقت ہے- پاکستانی عوام کے خون پسینے سے کمائی ہوئی دولت سے خریدی گئی بندوقیں ان کے پاس ہیں- لہٰذا عوام میں ہمت نہیں کہ فوج کو ان زیادتیوں سے باز رکھ سکے- سب دانشور یہ جانتے ہیں کہ پاکستان اس وقت پاکستان بن سکتا ہے جب اس کی سیاست میں فوج کا کردار ختم ہو جائے اور ملک پر عوام کی حکومت ہو لیکن اب ایسا ہونے کے امکانات اور بھی معدوم ہو گئے ہیں- کیونکہ اگر تیسری جنگ عظیم جو کہ چھڑ چکی ہے- اسی تیز رفتاری کے ساتھ جاری رہی تو پاکستان کی سالمیت ہی بچانا مشکل ہو جائے گا-

علامہ اقبال نے جس پاکستان کا تصور پیش کیا تھا وہ یہ پاکستان نہیں تھا کیونکہ علامہ اقبال کا پاکستان ایک ایسی ریاست تھا جو پورے عالم اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعے کا کام دیتا اور جس کی بے پناہ قوت عالم کفر کے لیے ہمیشہ خطرے کا باعث رہتی-- جس میں عوام کی حکومت ہوتی اور قرآنی نظام حکومت کے تجربات کیے جاتے-- جس میں قومیت کی بنیاد وطن نہیں بلکہ دین تھا- وہ دین حنیف جس نے پوری انسانیت کو امت واحدہ کہہ کر اخوت اور شرافت کا درس دیا ہے- لیکن افسوس پہلے روز سے ہی جب برطانیہ ہندوستان کے مسلمانوں کو تقسیم کرنے کے بعد خطہ پاکستان کو امریکہ کے ہاتھ ایٹم بم کے عوض فروخت کر کے یہاں سے رخصت ہوا تو یہاں امریکہ کی یہودی لابی نے اپنے پیر جمانے میں دیر نہ دکھائی- بھٹو کو پھانسی دے کر دراصل امریکہ پاکستان کے جمہوری لیڈروں کو یہ سمجھانا چاہتا تھا کہ امریکہ سے غداری کی سزا تختہ دار کے سوا کچھ بھی نہیں- جنرل پرویز مشرف ۱۱۲ کتوبر کو اس لیے آئے

کہ نواز شریف نے ایٹمی دھماکے کر کے امریکہ کی حکم عدولی کی تھی اور امریکہ کی حکم عدولی کرنے والے پاکستان کی کرسی اقتدار پر بیٹھنے کے اہل نہیں ہوا کرتے- پرویز مشرف نے امریکہ کی ہر خواہش پر ''یس سر'' کہتے ہوئے نہ صرف چین اور ایران کے ساتھ دیرینہ تعلقات کو مجروح کیا بلکہ افغانستان کو بھی ناراض کر دیا اور اس طرح پاکستان خشکی پر موجود اپنی تمام تر سرحدات کی جانب سے غیر محفوظ ہو گیا- جبکہ سمندر میں امریکہ اپنے ناقابل تسخیر بحری بیڑے لے کر خود آ پہنچا اور ساتھ کے ساتھ کشمیر میں آزادی کی تحریک کو بار بار دہشت گردی کہنے والوں کے خلاف جان بوجھ کر کچھ نہ کیا گیا- تاکہ دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کے لیے امریکہ کو اپنے ''ان فنٹ جسٹس' کی تکمیل کے لیے یہاں آنے کا بھرپور موقع مل سکے- ملک کے اندر مذہبی طبقوں کو کبھی اسلحہ مہم کے نام سے' کبھی چندا کی صندوقچیوں کے بہانے سے اور کبھی دینی مدارس میں دہشت گردی کی تربیت کے نام سے بلاوجہ بار بار اس لیے ستایا گیا کہ ملک میں فسادات پھوٹ پڑیں اور چاروں طرف سے غیر محفوظ پاکستان کی اندرونی صورت حال بھی مخدوش ہو جائے- اس طرح انڈیا کو اپنے ''اگنی'' اور ''پرتھوی' میزائل پاکستان کی تنصیبات پر مارنے کا آسان موقع مل جائے گا- انڈیا پر ہی کیا موقوف امریکہ کے کروز میزائل ۱۹۹۸ء میں اپنا راستہ بھول کر کوئٹہ اور چاغی میں جہاں ایٹمی دھماکوں کے تجربے کیے گئے آ کر گر سکتے ہیں تو اب بھی ان کے لیے راستہ بھولنا کوئی مشکل کام نہیں ہوگا- پاکستان کی ایٹمی تنصیبات تباہ کرنے کے لیے امریکہ ایسا کرنے سے کبھی باز نہیں رہے گا- البتہ میزائل فائر ہونے کے بعد معذرت کی جا سکتی ہے-

اپنے طور پر امریکہ اور جنرل پرویز مشرف جو کچھ سوچ چکے ہیں- بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے یہی کچھ ہو کر رہے گا- لیکن اگر پاکستان کی حکومت میں کوئی معجزہ رونما ہو اور انقلابی تبدیلی آ جائے جو کہ تقریباً مشکل ہی ہے کیونکہ دین دار طبیعت کے مالک جنرل محمود اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جنرل عثمانی بھی ریٹائر کر دیئے گئے ہیں۔ بہر حال اگر تبدیلی آ جائے تو ہو سکتا ہے کہ پاکستان بچ جائے۔ لیکن کہتے ہیں کہ نوشتہ دیوار پڑھ لینے کے بعد تقدیریں بدلا نہیں کرتیں۔ پاکستان حکومت طالبان کو مارنے کے لیے امریکہ کا ساتھ دے رہی ہے۔ قندھار' کابل' ہرات اور مزار شریف پر بم پھینکنے والے طیارے ''پشنی ایئربیس'' (بلوچستان) اور پاکستانی سمندری حدود سے اڑ کر جا رہے ہیں۔ طیارے جتھوں کی شکل میں افغانستان کی فضاؤں پر بزدلانہ یعنی اونچی پرواز کرتے ہوئے نہتے شہریوں پر بارود برسا رہے ہیں جبکہ غیرت مند افغان اپنی ماضی کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے امریکی طیاروں کا دل کھول کر استقبال کر رہے ہیں اور آٹھ اکتوبر تک ایک جاسوس طیارے سمیت تقریباً تین امریکی طیارے طالبان اپنی پرانی گنوں جنہیں امریکی اسلحہ کے مقابلے میں غلیلیں کہنا زیادہ بہتر ہوگا' سے گرا چکے ہیں اور یہ جنگ ابھی جاری ہے لیکن تجزیہ نگاروں کو صاف نظر آ رہا ہے کہ اپنے دفاع میں لڑنے والے غیرت مند افغان دیر تک اپنے قدموں پر کھڑے رہ سکیں گے۔ جب کہ لڑنے سے جان چرانے والے اور بھوک کی موت سے ڈرنے والے پاکستانی حکمران اندرونی بلوؤں اور بیرونی سازشوں کی بدولت افغانیوں سے کہیں پہلے اپنے ملک کی سالمیت سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ ''پاکستان سلامت ہے تو سب کچھ ہے'' کہہ کہہ کر عوام کے ذہنوں میں الٹی گنگا بہانے کی جو کوشش کی گئی ہے وہ نظریہ پاکستان کے سخت خلاف ہے۔

اس موقع پر نظریہ پاکستان کو سمجھنے والے پرانے بوڑھے دانشوروں کو اپنی جوانی کی یاد تازہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ پھر میدان عمل میں اترنا چاہئے اور حکومت کو سمجھانا چاہئے کہ نظریہ پاکستان وطن کی سالمیت مذہب کی بنا پر قائم رکھنے کا درس دیتا ہے۔ جو افغانوں کی دوستی اور امریکہ کی دشمنی میں مضمر ہے نہ کہ امریکہ کی دوستی اور مسلمانوں کی دشمنی میں۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں' خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟ (اقبال)

طالبان کے مخالف افغان لیڈر گلبدین حکمت یار نے تاریخی انصاف پسندی کا مظاہرہ کیا ہے اور پاکستان کو خبردار کیا ہے کہ وہ امریکہ سے معاملات طے کرتے وقت ماضی کے تجربات اور امریکہ کے رویوں کو پیش نظر رکھے۔ انہوں نے بیان دیا کہ امریکہ افغانستان پر قبضہ کر کے اسے بیس کیمپ بنا کر وسط ایشیا میں گھسنا چاہتا ہے تاکہ وہ پاکستان' چین اور روس کو اپنا باج گزار بنا کر وسط ایشیا کے ذخائر سے فائدہ اٹھا سکے۔ امریکہ سے پاکستان کا تعاون تحریک آزادی کشمیر پر بھی ایسے اثرات مرتب کرے گا کہ کشمیر میں جاری آزادی کی تحریکیں یہ سوچنے پر مجبور ہو سکتی ہیں کہ پاکستان نے اپنے دوست افغانوں سے نظریں پھیر لیں تو ان سے بھی نظریں پھیر سکتا ہے۔ پاکستان کے ممکنہ تعاون کے عوض امریکہ اسے کچھ نہیں دے گا۔ پاکستان اس جھانسے میں نہ رہے۔ گلبدین حکمت یار نے بیان میں کہا کہ ''مجھے پاکستان کے رویے سے مایوسی ہوئی۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ پاکستان افغانستان قضیے میں کیوں اتنا ملوث ہو رہا ہے؟ کیا اس کے لیے مسئلہ کشمیر کافی نہیں۔ پاکستان امریکی دباؤ میں اتنا کیوں آ رہا ہے۔'' سچ تو یہ ہے کہ پاکستان کی حکومت پاکستان کے مفادات کو نظر انداز کر رہی ہے اور اس کی وجہ اقبال کے اس شعر کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی۔

ترا وجود سراپا تجلی افرنگ
کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر
(اقبالؒ)

گلبدین حکمت یار ان بیانات کے بعد خود بھی بنفس نفیس ایران کو چھوڑ کر افغانستان جا چکے ہیں اور طالبان کے شانہ بشانہ امریکہ کے خلاف لڑنا چاہتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''مغربی دانش ور کیا کہتے ہیں؟''

شاعر مشرق نے گزشتہ صدی ہی میں مغربی تہذیب کے حوالے سے یہ پیش گوئی کر دی تھی کہ ''یہ تہذیب آپ اپنے خنجر سے خودکشی کرے گی مگر آج خود مغربی دنیا خصوصاً میڈیا سے متعلق صحافی' دانش ور اور تجزیہ نگار یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ امریکی تہذیب و ثقافت کی خرابیوں' مختلف اقدام کے مقابلے میں اپنے آپ کو سب سے برتر سمجھنے کا زعم اور حقائق کی بجائے مفروضات پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے امریکہ کو نیویارک اور واشنگٹن میں دہشت گردی کی سنگین صورت حال کا سامنا کرنا پڑا- ان واقعات کے بعد ممتاز تجزیہ نگار ''ایڈورڈ ایلس ہرزیمن'' نے ''مغربی تہذیب و ثقافتی اقدار سے نفرت'' کے عنوان سے ان عوامل کا جائزہ لیا ہے- جن کی وجہ سے خصوصاً امریکہ کو اس بدترین صورت حال کا سامنا کرنا پڑا- ان کے مضمون کا ترجمہ حسب ذیل ہے-

''امریکی ثقافت کے حوالے سے ایک اہم بات یہ ہے کہ یہاں ہونے والے جرائم کو تسلیم کرنے کا حوصلہ کسی میں نہیں- میڈیا ایک عرصہ سے جاپانیوں اور جرمنوں سے یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ گزشتہ جنگ عظیم کے دوران کیے جانے والے اپنے مبینہ جرائم کو تسلیم کریں- ان کی معافی مانگیں اور نقصانات کا معاوضہ ادا کریں- لیکن اس سلسلے میں ایک خیال یہ بھی ہے کہ امریکہ میں بڑے پیمانے پر جرائم ہوتے رہے ہیں اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگون میں پیش آنے والے حالیہ واقعات اور حملوں کی جڑیں ان ہی جرائم سے مل سکتی ہیں- یہ بات بعض حوالوں سے عین قرین قیاس ہے- حالیہ حملوں کے حوالوں سے جریدے ''نیشنل ڈیفنس'' نے اپنے ادارتی نوٹ میں یہ سب نوٹ کیا ہے کہ ''نیویارک ٹائمز'' نے ان واقعات کو سرد جنگ کے خاتمے اور نسلی منافرت میں اضافے اور اس کے احیاء سے مربوط کیا ہے اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ امریکہ اور نیٹو کی افواج نے اپنے بعض اقدامات سے اس نسلی منافرت کو ہوا دی ہے- ان اقدامات میں سوویت یونین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے اس کے مخالف قوت کی مدد اور اس پر اصلاحات کے سلسلے میں دباؤ ڈالنا' کروشیا اور سلوانیا کے باشندوں کو یوگوسلاویہ سے نکالنے کے سلسلے میں ان کی حوصلہ افزائی اور اس ملک کا توڑے جانا اور وہاں بسی ہوئی اقلیتوں کے مسائل حل نہ کرنا شامل ہے- یہ سب وہ اقدامات ہیں جو سمجھ میں نہ آنے والے ہیں-

ٹائمز نے ان اقدامات کا حوالہ دینے کے بعد مذہبی منافرت اور جنون کی دہشت گردی کے ان واقعات کا سبب قرار دیا ہے- اخبار کے مطابق ان عناصر میں ناراضگی پائی جاتی ہے- جو عالم گیریت کے رجحان کی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں اور مغربی تہذیب اور ثقافتی اقدار کو ساری دنیا کی تباہی کا سبب سمجھتے ہیں- ان حقائق کی روشنی میں ذہنوں میں بہت سے شکوک و شبہات بھی پیدا ہوتے ہیں- امریکی حکومت اور اس کے اتحادیوں نے کارپوریٹ عالم گیریت کو جس انداز میں ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن' عالمی بنک اور آئی ایم ایف کی مدد سے آگے بڑھایا ہے- اس کے شہری دنیا پر ناقابل تلافی اثرات مرتب ہوئے ہیں- ان ملکوں نے اپنے بجٹ میں تخفیف کی ہے- ان کی درآمدات میں کمی ہوئی- جس کی وجہ سے دستکار اور کسان تباہی کا شکار ہیں- ان لاکھوں اور کروڑوں افراد میں سے بیشتر یہ بات جانتے ہیں کہ اس پورے طریقہ کار میں امریکہ کا کس حد تک کردار ہے- اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ امریکی عوام کو زیادہ تر اس پورے معاملے میں تاریکی میں رکھا گیا ہے-

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیسری دنیا کے جو ممالک عالم گیریت کے حوالے سے امریکی پالیسیوں سے متاثر ہوئے ہیں- ان میں کئی ایسے ممالک بھی شامل ہیں جو دائیں بازو کی پالیسیوں اور ریاستی دہشت گردی کی حمایت کرتے رہے ہیں- اس کی وجہ قوم پرست عناصر کے مفاد میں کی جانے والی وہ جدوجہد بھی تھی جسے ان علاقوں کے عوام کی حمایت حاصل تھی- یہ حکومتیں قانون کے دائرہ کار میں رہنے والے ان افراد کے لیے بھی خطرہ بنی ہوئی ہیں کہ جو عوام کے معیار زندگی میں اضافے کا مطالبہ کر رہے ہیں- امریکہ قومی سلامتی کونسل نے بھی سن ۱۹۵۵ء میں ان امور پر تشویش کا اظہار کیا تھا- سلامتی کونسل کی اس رپورٹ کو اخبارات میں زیادہ جگہ نہیں مل سکی تھی- کیونکہ ان کا خیال تھا یہ رپورٹ ان کی پالیسیوں سے مطابقت نہیں رکھتی- امریکہ نے ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کے عشروں کے دوران قائم ہونے والی ایک درجن ریاستوں پر بھی اسی حوالے سے اپنا اثر و رسوخ قائم کر لیا ہے- میں نے اور نام چومسکی نے ۱۹۷۹ء میں اس حوالے سے تحریر کیا تھا کہ ۳۵ ممالک انتظامی بنیادوں پر اپنے عوام پر مظالم کے مرتکب ہو رہے ہیں- ان میں سے ۲۶ ممالک وہ ہیں جو پوری طرح امریکہ کے زیر اثر ہیں- خیال ہے کہ جو افراد اور خاندان ان مظالم کا نشانہ بنے ہیں- ان کے علاوہ لاطینی امریکہ میں ہزاروں خاندانوں کے افراد حکومتی مظالم کی وجہ سے لاپتہ بھی ہو گئے ہیں- یہ واقعات ۱۹۶۰ء سے ۱۹۸۰ء کے دوران پیش آئے تھے- ہو سکتا ہے کہ ان واقعات کی وجہ سے بھی بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں امریکہ کے خلاف منفی جذبات پیدا ہوئے ہوں اور یہ بات اب تک امریکی مبصرین کے ذہنوں میں بھی نہ آئی ہو- ویت نام کی جنگ کے دوران امریکہ نے اپنی بے پناہ فوجی قوت جنوبی ویت نام میں اپنی پسند کی ایک اقلیتی حکومت قائم کرنے کے لیے جھونک دی تھی- اس دوران امریکہ نے یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ اس علاقے کے عوام اس کے دشمن ہیں- اپنی فوجی سرگرمیاں بھی وہاں جاری رکھی تھیں-

ویت نام میں لاکھوں افراد ہلاک ہوئے تھے اور امریکہ نے ویت نام اور باقی ہند چینی کو تباہ ہونے کے لیے چھوڑ دیا تھا- وال اسٹریٹ جرنل نے ۱۹۹۷ء میں اپنی ایک رپورٹ میں بتایا تھا کہ امریکہ نے ویت نام میں جو کیمیائی ہتھیار استعمال کیے ہیں- ان کی وجہ سے وہاں پانچ لاکھ بچے شدید معذور حالت میں پیدا ہوئے ہیں- یہاں بھی اب بے شمار افراد ایسے ہوں گے جو امریکہ کے خلاف نفرت انگیز جذبات رکھتے ہوں گے-

جنوبی افریقہ کے لاکھوں افراد کے جذبات بھی اس سے کبھی ملتے جلتے ہوں گے- امریکہ نے انگولا میں اپنی ''مثبت سرگرمیوں'' سے متعلق پالیسی کے تحت جنوبی افریقہ کی نسل پرست حکومت کے ساتھ مل کر ''سوابی'' کی حمایت کی- جنوبی افریقہ کی نسل پرست حکومت نے ۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۰ء کے دوران اگلے محاذوں پر موجود حکومتوں کے خلاف سرحدوں کے اندر گھس کر دہشت گردی کی کارروائیاں کیں- جن کے نتیجے میں بہت زیادہ جانی نقصان ہوا- امریکہ نے مشرقی تیمور کے معاملے میں اپنی پسندیدہ شخصیت سوہارتو کی حمایت کی- جنہوں نے انڈونیشیا میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا- امریکہ نے فلپائن کے ڈکٹیٹر فرڈی نینڈ مارکوس کے ساتھ طویل عرصے تک خوشگوار تعلقات رکھے- اس کے نتیجے میں ملک میں زبردست انتشار پیدا ہوا اور بے شمار افراد اس کا نشانہ بنے-

ایرانیوں کو شاید یاد ہو کہ امریکہ نے سن ۱۹۵۳ء میں شاہ ایران کو اپنے ایک اطاعت گزار ڈکٹیٹر کی حیثیت سے مقرر کیا تھا- امریکہ نے شاہ کی سیکرٹ سروس کو ''تحقیقات کے طریقے'' سکھائے تھے اور جب اس کی حکومت میں ظلم کا بازار گرم ہوا تھا تو اس کی تعریف کی تھی- ایرانیوں کو یہ بھی یاد ہو گا کہ ۱۹۸۰ء کی جنگ میں صدام حسین نے ان کے خلاف کیمیائی ہتھیار استعمال کیے تھے تو امریکہ نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں- ایران کا ایک مسافر بردار طیارہ ۶۵۵ جس میں ۲۹۰ افراد سوار تھے- ایک امریکی جہاز نے گولہ باری کر کے مار گرایا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھا- اس وقت ایران کے خلاف جنگ میں امریکہ صدام حسین کی مدد کر رہا تھا- ایرانیوں کو شاید یہ بھی یاد ہوگا کہ جس امریکی جنگی جہاز نے ایران کا مسافر بردار طیارہ مار گرایا تھا- اس کے کمانڈر کو "غیر معمولی خدمت" پر ۱۹۹۰ء میں "لیجن آف میرٹ ایوارڈ" دیا گیا تھا-

امریکہ نے اسرائیل کی مسلسل اور غیر مشروط حمایت جاری رکھی ہوئی ہے- اسرائیل نے فلسطینیوں کی نسل کشی کے ایک طویل المدتی منصوبے کے تحت ان کے علاقوں پر قبضے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے- اسرائیل کے انہی نسلی مظالم کی وجہ سے وہاں دو "انتفادہ" تنظیمیں پیدا ہو چکی ہیں- اسرائیل میں جن افراد کو کچلا گیا ہے وہ اب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں- مگر اس زبردست عوامی ردعمل اور بنیادی حقوق کے لیے جدوجہد کے باوجود اس کے تعمیری نتائج اس لیے برآمد نہیں ہو سکے ہیں کہ امریکہ نے اسرائیل کو فلسطینیوں کے نسلی خاتمے کے لیے ہتھیار، سفارتی تحفظ اور ہر قسم کے منفی اقدامات کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے اور اسے اپنی پالیسی کا حصہ بنایا ہوا ہے-

یہ تمام افراد یقیناً مغربی تہذیب اور ثقافتی اقدار کو ناپسندیدہ سمجھتے ہوں گے اور اس سے نفرت کرتے ہوں گے- مگر اس کے ساتھ ہی وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان تمام مناہ ــ کے پس پشت ایک ایسی حکومت ہے جو مغربی ملکوں کے مفادات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے آخری حدود تک جا سکتی ہے- یہ حکومت درحقیقت سامراجیت کی شکل جو بسا اوقات اقتصادی پابندیوں کی صورت میں اور بعض اوقات تشدد کی کسی صورت میں نظر آتی ہے- حقیقت یہ ہے لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں انسان اس کا نشانہ بنے ہیں- ٹائمز کے ایڈیٹر اس بات کو سمجھ نہیں سکے یا کم از کم انہوں نے تسلیم نہیں کیا- کیونکہ وہ ایک ایسی سامراجیت کے ترجمان ہوئے ہیں جو بہت اونچی ہواؤں میں اڑ رہی ہے اور اس کے اصولوں کے تحت اس کی پالیسیاں تبدیل نہیں کی جا سکتیں- یہ رجحان مستقبل کے لیے زہر قاتل ہے- اس وقت انتہائی اہم بات یہ ہے کہ اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ سامراجی مظالم سے بڑے پیمانے پر ردعمل ظاہر ہوتے ہیں- اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ اس قوت کو کچلا جائے کہ جو اتفاقی طور پر وجود میں آئی ہے اور جو درحقیقت ایک حملہ آور سلطنت میں تبدیل ہو گئی ہے-"

اسی طرح مشہور دانشور، پروڈیوسر اور صحافی "رابرٹ فسک" نے ایک امریکی جریدے میں مندرجہ ذیل مضمون تحریر کیا-

"مشرق وسطیٰ کی مکمل جدید تاریخ، سلطنت عثمانیہ کی تباہی، بیلفور کا اعلامیہ، لارنس آف عریبیا کا فریب، عربوں کی بغاوت، اسرائیلی ریاست کا قیام، عرب اور اسرائیل کی چار جنگیں اور عربوں کی سرزمین پر اسرائیلی قبضے کی چونتیس سالہ ظالمانہ داستان سب کچھ ایک گھنٹے کے اندر ذہنوں سے محو ہو گیا- حد یہ ہے کہ ان کے لیے بھی جو ان مظلوم اور ستم رسیدہ لوگوں سے حمایت کے دعویدار تھے- جن کی قسمت میں ظلم، محرومی اور یاسیت تھی، کیا کسی قسم کے ثبوت اور شہادتوں کی عدم موجودگی میں اس کارروائی کے پس منظر میں کسی کا نام لینا قرین انصاف قرار دیا جا سکتا ہے؟ وہ بھی ایسی صورت میں جب "اکلاہاما" میں ہونے والی بربریت میں امریکی ہی ملوث پائے گئے تھے- امریکہ ایک جنگ کے دہانے پر ہے اور میرے خیال میں مشرق وسطیٰ میں ہزاروں افراد لقمہ اجل بنیں گے اور یہ ہی صورت امریکہ میں بھی ہے- ہم میں سے کچھ لوگ متنبہ کر رہے تھے کہ تباہی قریب آ رہی ہے مگر اس قدر خوفناک تباہی کے بارے میں شاید سوچا بھی نہیں تھا-

اسامہ بن لادن کا تصور فوری طور ذہنوں میں آتا ہے- اس کی دولت، اس کی دین سے قربت اور امریکہ کو نیست و نابود کرنے کے جذبے سے غیر مشروط اور غیر متزلزل وابستگی جیسے مقاصد سے اس کا نام فوری طور پر لوگوں کے ذہنوں میں آ جاتا ہے- بن لادن نے مجھے

بتایا کہ کس طرح اس کے آدمیوں نے افغانستان میں روسی فوجوں اور سوویت یونین کو تباہ کر دیا یہ ان کا جذبہ بیکراں تھا جس نے انہیں امریکہ کے خلاف ایک جنگ پر آمادہ کر دیا۔ لیکن یہ جمہوریت اور دہشت گردی کے مابین جنگ نہیں ہے۔ جیسا کہ دنیا کو بتایا جا رہا ہے وہ اس بات پر یقین کرے کہ آنے والے دنوں میں جمہوریت اور دہشت گردی میں ایک جنگ ہونے والی ہے۔ اصل میں اس کا سلسلہ بہت دراز ہے۔ اس میں وہ امریکی میزائل بھی شامل ہیں جنہوں نے فلسطینیوں کے گھروں کو تباہ کر دیا' وہ امریکی ہیلی کاپٹرز جنہوں نے ۱۹۹۶ء میں لبنانی ایمبولینس پر میزائل فائر کیے اور وہ امریکی ''شیل'' جنہوں نے ''قانا'' نامی گاؤں کو تباہ کر دیا اور لبنانی ملیشیا پر امریکی نواز اسرائیلیوں کے حملے' جس کے نتیجے میں کیمپوں میں تباہ گزین ہلاک ہوئے۔

امریکہ میں پیش آنے والا واقعہ کلیتاً ناقابل بیان دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے۔ فلسطینی ان ۲۰ ہزار یا ۳۵ ہزار معصوم لوگوں کی ہلاکت پر خوشی بھی منا سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود اس کرب سے گزرے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ ان کی سیاسی ناپختگی کا مظہر بھی ہو گا وہ جس بات کے لیے اپنے دشمن اسرائیل کو مطعون کرتے رہے ہیں۔ ویسی ہی کارروائیوں کے لیے خوشی کا اظہار کریں۔ ایسا نہیں ہے کہ ہمیں اس کے لیے متنبہ نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن کئی برسوں کے وعدوں ''زبانی جمع خرچ اور خالی بیانات'' سے جو امریکہ کی طرف سے کیے جاتے رہے۔ کچھ بھی نتیجہ سامنے نہ آ سکا اور معاملات لاینحل ہی رہے۔ قدامت پرست' غیر جمہوری اور بد عنوان ریاستوں اور چھوٹے چھوٹے دہشت گرد گروپوں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اس قسم کے بے جوڑ وعدوں کو پورا کرنے کے لیے اقدامات کریں گے' کیسے ممکن ہے؟

امریکہ میں ۱۱ ستمبر کے روز بڑے پیمانے پر ہونے والی تباہی و بربادی کو نظر میں رکھتے ہوئے میں نے کچھ ایسے غیر معمولی اور ناقابل یقین حملوں کو بھی ذہن میں تازہ کیا۔ جس کے پیچھے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا ہاتھ تھا۔ مگر وہ حملے موجودہ کارروائی کے مقابلے میں بہت مختصر معلوم ہوتے ہیں۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو بیروت میں خودکش بم دھماکوں سے ۲۴۱ امریکی فوجی اور فرانس کے چھاتہ بردار فوج کے تقریباً سو سپاہی ہلاک ہوئے۔

بحری جہازوں کی بمباری اور تین میل دور موجود فرانسیسی فوجوں کی تباہی کے درمیان محض سات سیکنڈ کا وقفہ تھا۔ اس کے بعد سعودی عرب میں امریکی بیس پر حملے کیے گئے۔ گزشتہ سال ''عدن'' میں یو ایس ایس کول پر کامیاب حملے کے بعد اسے ڈبو دیا گیا۔ ان عوامل کے پیش نظر ہماری ناکامی یوں تسلیم کی جا سکتی تھی کہ مشرق وسطیٰ کے ہتھیار کا مقابلہ امریکی نہ دیگر اقوام کر سکتی تھیں۔ انہوں نے اپنی محرومیوں کا علاج خودکش بم دھماکوں میں تلاش کر لیا۔ امریکہ کی تمام تر طاقت دولت اور خود پسندی' بقول عربوں کے اس طاقت سے اپنا دفاع نہیں کر سکتی۔ صحافی جنہوں نے مشرق وسطیٰ میں بہنے والے خون کا بہ نفس نفیس مشاہدہ کیا ہے۔ جانتے ہیں کہ وہاں الفاظ ساتھ نہیں دیتے۔ ہولناک' دہشت ناک' ناقابل بیان' ناقابل معافی جیسے الفاظ آئندہ دنوں میں اپنے معنی کھو بیٹھیں گے۔ ۱۱ ستمبر کی بدترین تباہی کا سہارا لے کر یقینی طور پر وہاں کی جانے والی تاریخی ''غلطیوں'' بہنے والے خون اور ناانصافیوں کی داستان کو دھندلانے کی کوشش کی جائے گی۔ ہمیں ''بے ضمیر دہشت گردی'' کے بارے میں آگاہ کیا جائے گا۔ یہ بے ضمیری ان لوگوں میں ضروری ہے جو یہ نہیں مانتے کہ کس طرح ایک قابل نفرت ملک امریکہ تین مذاہب کے ماننے والوں کی جائے پیدائش قرار پایا۔

اگر کسی عرب سے ان بیس اور تیس ہزار ہلاکتوں کے بارے میں دریافت کریں تو چاہے وہ مرد ہو یا خاتون' اسے ایک شدید جرم قرار دے گا۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ ضرور پوچھے گا کہ ہم سے ان پابندیوں کے بارے میں کیوں نہیں پوچھا جا رہا۔ جس کے نتیجے میں تقریباً ۵

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لاکھ عراقی بچے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے- ہم اس بات پر اپنی شدید خفگی کا اظہار کیوں نہ کریں؟ کہ ۱۹۸۲ء میں لبنان پر اسرائیلی حملے کے نتیجے میں ۱۷۵۰۰ سترہ ہزار پانچ سو شہری ہلاک ہو گئے- مشرق وسطیٰ میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں کو نظرانداز کرنے پر ایک قوم کے خلاف تو کچھ نہیں کیا گیا- مگر دوسروں کے ایسا کرنے پر فوری پابندیاں عائد کر دی گئیں- ان بنیادی وجوہات ہی کے نتیجے میں مشرق وسطیٰ میں گزشتہ ستمبر میں آگ بڑھکتی رہی- عربوں کی زمین پر اسرائیلیوں کا قبضہ، فلسطینیوں کی بے دخلی، بمباری، ہلاکتیں، تشدد ان تمام عوامل کو ۱۱ ستمبر کی کارروائی کا ایک ہلکے سے ہلکا سبب سمجھا جا سکتا ہے-

چلیے! ہم اسرائیل کو دوش نہیں دیتے- ہم اس بات کا بھی یقین کر لیتے ہیں کہ صدام حسین اور ایسی قماش کے چند دیگر لوگ اس واقعے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں- مگر اس معاملے میں تاریخ ہم پر بھی ذمے داری عائد کرتی ہے اور ہمارا تاریک رخ بھی اس کا یقینی طور پر ایک کردار ہمارے جھوٹے وعدوں اور شاید سلطنت عثمانیہ کی تباہی نے بھی اس المیے کی راہ ہموار کی- امریکہ نے اسرائیل کی جنگوں میں اپنا سرمایہ لگایا ہے اور کئی برسوں سے یہ عمل جاری ہے- اگر امریکہ عارضی طور پر اس سلسلے کو روک دے- عربوں کے ساتھ معاملات صحیح رخ سے چلائے- موجودہ صدر کی رفتار کار درست ہو تو اسے ایک غیر معمولی اہم اور دانش مندانہ قوم قرار دیا جائے گا-

یہ بات طے ہے کہ امریکہ عالمی دہشت گردی کے خلاف ضروری کارروائیاں کرنا چاہے گا- اس سلسلے میں کون مورد الزام ٹھہرایا جائے گا؟ ہمیں ان لوگوں کو دیکھنا چاہیے جو دہشت گردی کے اسباب اور اس کے سدباب کے لیے دی جانے والی تجاویز کو مسترد کرتے ہیں- لیکن جب ہم ایسا کرتے ہیں تو ہمیں کچھ ایسے مسائل کا سامنا ہو سکتا ہے- جیسے ہم ''ہٹلر'' کی موت اور جاپانی فوج کے ہتھیار ڈالنے کے بعد انہیں دیکھ سکتے ہیں- آٹھ برس

پہلے میں نے ایک ٹی وی سیریز بنائی جس میں یہ کوشش کی کہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ اکثر مسلمان مغرب سے نفرت کرتے ہیں- گزشتہ رات میں نے اس فلم کے کچھ مسلمان کرداروں کو یاد کیا جن کے خاندان امریکی بموں اور ہتھیاروں سے ہلاک ہو گئے- انہوں نے بتایا کہ کس طرح خدا نے ان کی مدد کی- یہ ٹیکنالوجی اور بنیاد پرستی کی جنگ ہے- خودکش دھماکے کرنے والے نیوکلائی طاقت کے خلاف ہیں- ہمیں ان باتوں سے سبق حاصل کر لینا چاہیے-

''نوم چومسکی'' بھی ایک ماہر ادیب اور دانشور سمجھے جاتے ہیں- ان کے مضمون کی تحریر یہ تھی:

''۱۱ ستمبر کے روز کیے جانے والے ان حملوں کو ''انتہائی سنگین مظالم'' کا نام دیا جا سکتا ہے- اگرچہ متاثرہ افراد کی تعداد کے ''اعتبار سے'' یہ دیگر واقعات کی سطح تک نہیں پہنچتے- مثال کے طور پر کلنٹن کے عہد صدارت کے دوران سوڈان پر کی جانے والی بمباری، جس کے نتیجے میں نہ صرف اس کی ادویات کی نصف سے زائد مقدار تباہ ہو گئی بلکہ سینکڑوں ہزاروں لوگ لقمہ اجل بن گئے تھے- جن کی صحیح تعداد آج تک معلوم نہیں ہو سکی- کیونکہ امریکہ نے اقوام متحدہ کی جانب سے کسی بھی تحقیقات پر پابندی عائد کر دی تھی- چنانچہ کسی کو بھی اس میں دلچسپی نہیں رہی- اس کے علاوہ دیگر ہولناک واقعات بھی اس وقت ذہن میں گردش کر رہے ہیں- تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ ایک بھیانک جرم تھا، جس کا ابتدائی ہدف حسب معمول عام لوگ اور کارکن تھے- اس واقعے سے فلسطینیوں کو شدید دھچکہ پہنچے گا اور اس کے بعد سیکورٹی کے اقدامات بھی مزید سخت کر دیے جائیں گے جو شہری آزادیوں اور داخلی آزادی کو بھی متاثر کرنے کا سبب بن سکتے ہیں-

ان واقعات سے ''میزائل ڈیفنس'' کے بارے میں احمقانہ تصورات کی قلعی کھل گئی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے- یہ حقیقت بہر صورت واضح تھی اور تزویری حکمت عملی کے تجزیہ نگار بار ہا اس طرف توجہ مبذول کراتے آرہے تھے کہ اگر کوئی امریکہ کو سنگین نقصان پہنچانے کے درپے ہوتا ہے۔ جس میں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار بھی شامل ہیں تو ایسی صورت میں وہ میزائل حملوں سے کوئی مدد حاصل نہیں کر سکتا- جس کے نتیجے میں اس کی تباہی ناگزیر ہوگی- اس کے علاوہ بھی دیگر متعدد آسان ذرائع ایسے ہیں جنہیں آپ روک نہیں سکتے- تاہم ۱۱ ستمبر کے واقعات کے بعد بلاشبہ یہ ناگزیر ہو چکا ہے کہ امریکی میزائل ڈیفنس سسٹم کو زیادہ ترقی یافتہ' زیادہ بہتر اور مزید موثر بنایا جائے-

مختصراً اس نوعیت کے جرائم ان لوگوں کے لیے سوچنے اور غور و فکر کرنے کا ایک سنہری موقع فراہم کرتے ہیں- جن کا خیال ہے کہ طاقت اور قوت کے استعمال سے ہر چیز ممکن ہو سکتی ہے- ممکن ہے اس نوعیت کے مزید حملے یا بدترین قسم کے حملے کیے جائیں- اس کا امکان حالیہ مظالم کے ارتکاب کے بعد اور بڑھ گیا ہے-''

اسی طرح ''مائیکل البرٹ'' نے یہ لکھا:

''نیک دل امریکی باشندے احترام اور وقار کے ساتھ ان معصوم اور بے گناہ افراد کی ہلاکتوں کا سوگ منائیں گے- تاہم میڈیا کے تجزیہ نگار اور سیاست دان بہت جلد ملبے کے ڈھیر کی تصویروں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکی پولیس اور فوج پر کیے جانے والے اخراجات میں مزید اضافے کا مطالبہ کریں گے- وہ یہ بھی کہیں گے کہ معصوم شہریوں کو قتل کرنا بزدلی ہے- جس کی سزا فوری طور پر اور بے رحمانہ انداز سے دی جانی چاہئے- بہر کیف! وہ یہ بات فراموش کر دیں گے کہ انہوں نے ''یوگوسلاویہ'' پر کیے گئے حملوں کی کھل کر حمایت کی تھی- جس کے نتیجے میں اس ملک کی شہری آبادی خوف و دہشت میں مبتلا ہو گئی تھی- وہ یہ حقیقت بھی فراموش کر دیں گے کہ امریکہ کی جانب سے عراق پر عائد کی جانے

والی پابندیوں کے نتیجے میں سینکڑوں ہزاروں شہریوں کی موت واقع ہو چکی ہے- چنانچہ دہشت گردی کا یہ واقعہ ایک ایسی دنیا میں رونما ہوا ہے جو پہلے ہی خوف اور دہشت کا شکار ہے

تیسری دنیا کی عوام کی تقدیر اور ان کا مستقبل غیر ملکی حکمرانوں کے پاس ہمیشہ سے یرغمال چلا آرہا ہے- لہٰذا ہم جو خود کو انتہائی ترقی یافتہ قوم تصور کرتے ہیں- اس حقیقت کو محسوس نہیں کر سکتے کہ لاکھوں افراد محض اس لیے فاقہ کشی پر مجبور ہیں کہ ان کے غریب ملک کی تمام تر توانائیاں ملٹی نیشنل سرمایہ کو منافع فراہم کرنے کی غرض سے صرف کی جا رہی ہیں- یہ بھی تو قتل عام ہی کی ایک صورت ہے- ہاں یہ بھی قتل ہے- جس کے نتیجے میں تیسری دنیا کے ممالک مکمل طور پر اپنے غیر ملکی آقاؤں کے رحم و کرم پر زندہ ہیں- چنانچہ یہ اشد ضروری ہے کہ دہشت گردی کی مزمت کے ساتھ ساتھ ہی سرمایہ دارانہ نظام اور سرمایہ داری کی بھی اسی شدت کے ساتھ مذمت کی جائے- ہمیں ہر قسم کی ناانصافی اور حق تلفی کے خلاف آواز بلند کرنا ہوگی-

وقت کرتا ہے پرورش برسوں
حادثہ ایک دم نہیں ہوتا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"طالبان امریکہ جنگ"

امریکہ نے بالآخر طالبان پر فضائی حملہ کردیا- یہ چیونٹی اور ہاتھی کی لڑائی ہے- پرانے وقتوں کی کسی حکایت میں پڑھا تھا کہ ایک ہاتھی اور چیونٹی کے درمیان ٹھن گئی- ہاتھی نے بہت دھمکیاں دیں- اپنے پیروں کی دھمک سے زمین کو لرزاتا رہا جبکہ چیونٹی چپکے سے اس کے کان کے پردے میں گھس گئی اور پردے کے نازک حصے کو پوری قوت سے کاٹ لیا- ہاتھی کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ وہ تلملاتا ہوا زمین پر آ گرا-

طالبان امریکہ جنگ میں ہاتھی اور چیونٹی کی لڑائی ہے- ۱۱ ستمبر کے حملوں کے بہانے سے ٹھیک ۲۶ روز بعد مقامی وقت کے مطابق رات ۸ بج کر ۴۵ منٹ پر امریکی اور برطانوی طیاروں نے افغانستان پر حملہ کردیا- طالبان حکومت کے خلاف اس جنگی آپریشن کی تیاری سفارتی' علاقائی اور دفاعی سطح پر چار ہفتے تک جاری رہی- افغانستان کے اطراف میں موجود ممالک کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے امریکہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا- پاکستان جو اس جنگ میں امریکہ کا ایک بڑا اتحادی ہے کے دارالحکومت اسلام آباد کے ہوائی اڈے پر ان ایام میں امریکہ اور یورپ کے بڑے بڑے عمائدین سلطنت وقفے وقفے سے اترتے رہے- اس جنگ میں امریکہ کے ساتھ برطانوی افواج طیاروں اور بحری بیڑے نے حصہ لیا- افغانستان کے دارالحکومت کابل پر ٹام ہاک کروز میزائلوں سے بمباری ۷ اکتوبر کی شب رات بھر جاری رہی- جبکہ فضائی حملے میں B-1' B.T اور B.52 بمبار طیاروں نے حصہ لیا- قندھار میں خلیفۃ المسلمین امیر المومنین ملا عمر کے گھاس پھونس کے بنے کچے مکان کو نشانہ بنایا گیا- لیکن اللہ کے فضل سے وہ سلامت رہے- غیر ملکی میڈیا نے بتایا کہ ان حملوں میں پاکستان کے ہوائی اڈے استعمال کیے گئے- ۷ اکتوبر کی شب سے تادم تحریر طالبان امریکہ جنگ پورے زور سے جاری ہے- جلال آباد' ہرات اور مزار شریف میں بھی براہ راست لڑائی ہو رہی ہے-

امریکی طیارے بم گرا رہے ہیں اور ساتھ کے ساتھ افغانی ابابیلوں کے کنکروں کے مار سے گر بھی رہے ہیں- ظاہر ہے جب افغانستان کی فضاؤں میں امریکی برطانوی یا پاکستانی طیارے ظلم کی داستانیں رقم کرنے کے لیے پرواز کریں گے تو طالبان کے پاس موجود روسی ساخت کی طیارہ شکن توپ "زکویک" بھی خاموش نہیں رہے گی بلکہ ایک امریکی طیارہ تو محض اپنے اندھے زور میں افغان کے ایک سنگلاخ پہاڑ کے ساتھ ٹکرا کر کریش ہو چکا ہے- امریکی صدر بش اور برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر مسلسل اپنی قوم کو بتا رہے ہیں کہ ہم دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد اسامہ بن لادن کی تنظیم "القاعدہ" کے تربیتی کیمپوں کو نشانہ بنا رہے ہیں جبکہ میڈیا چیخ چیخ کر ساری دنیا کو بتا چکا ہے کہ امریکی طیاروں نے شہری آبادیوں کو نشانہ بنایا اور صرف پہلے روز کی بمباری میں ۳۰ سے زیادہ بچے' بوڑھے اور عورتوں نے جام شہادت نوش کیا- امریکی محکمہ دفاع کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے مقررہ اہداف پر ٹھیک ٹھیک نشانے لگائے ہیں- جبکہ طالبان کے ذرائع کا کہنا ہے کہ امریکی طیاروں کا کوئی بھی نشانہ درست نہیں لگ رہا- پاکستان کے مسلمان حکمرانوں نے امیر المومنین کے ملک میں ہونے والی بمباری پر اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا اور انتہائی فخر سے قوم کو بتاتے رہے کہ انہوں نے فضائی حدود اور لاجسٹک سپورٹ فراہم کر کے امریکہ کی بہترین خدمت سرانجام دی ہے- امریکی حملوں کے بعد ہر روز امریکی حکام یہ دعویٰ کر دیتے ہیں کہ انہوں نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

طالبان کا سب سے بڑا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا۔ جبکہ اگلے روز پتہ چلتا ہے کہ وہ خاک کے ڈھیروں پر لاکھوں روپے کا بارود ضائع کرتے رہے اور طالبان کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ امریکہ کا کہنا ہے کہ اس کا ایک کروز میزائل دس لاکھ ڈالر کی مالیت کا ہے۔ امریکہ مسلسل ٹام ہاک کروز میزائل فائر کر رہا ہے۔ صرف پہلے روز اس نے پچاس سے زیادہ میزائل کابل پر داغے جن میں سے کچھ تو پھٹ ہی نہ سکے جواب طالبان کے کام آئیں گے اور وہ چین کی دیرینہ خواہش پوری کرتے ہوئے اس کو امریکی کروز میزائل کی ٹیکنالوجی فراہم کر سکیں گے۔ پہلے روز کے حملے میں ایک میزائل ظاہر شاہ کے والد ''نادر شاہ'' کے مقبرے پر جا گرا جس سے مقبرے کا کافی نقصان ہوا۔ پہلے روز جو میزائل شہر میں گر کر پھٹے انہوں نے معصوم عورتوں اور بچوں کی جانیں لے لیں اور چند ایک بم قندھار کے ہوائی اڈے کی عمارت کے ایک حصے کو معمولی نقصان پہنچا سکے۔ دوسرے روز کے حملوں نے اقوام متحدہ کی عمارت اور چار کارکنوں کی جان لے لی۔ امریکی آپریشن انچارج خوش تھے کہ انہوں نے طالبان کا ریڈار سسٹم تباہ کر دیا لیکن اگلے دن طالبان نے بتایا کہ ریڈار سسٹم حملے سے بہت پہلے کہیں اور منتقل کر دیا گیا تھا۔ امریکہ کے حملے جاری ہیں۔ شہر کی لائٹیں بند کر دی جاتی ہیں۔ ریڈیو نشریات احتیاطی تدبیر کے طور پر معطل کر دی جاتی ہیں۔ بمبار طیارے آتے ہیں انتہا کی بلندی پر پرواز کرتے ہوئے اونچے نیچے پہاڑوں کے اس ملک میں بے مقصد گولہ باری کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔ پوری دنیا کے طاقتور اور حساس اداروں کی گہری چھان بین جاری ہے۔ جبکہ اسامہ بن لادن کا ویڈیو انٹرویو ۷ اکتوبر کے روز الجزائر ٹی وی نے نشر کر کے تمام بڑے شیطانوں کو ششدر کر دیا۔ اسامہ بن لادن نے اپنے انٹرویو میں کہا ''اب امریکہ محفوظ نہیں رہے گا۔ اسے شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک خطرات نے گھیر لیا ہے۔ افغانستان پر امریکہ کے حملوں کو یورپ کا دانشور طبقہ جذباتی ردعمل قرار دے رہا

ہے۔ امریکہ کے پاس جراثیمی کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار ہیں جنہیں وہ افغانوں کے خلاف استعمال کرنے میں دریغ سے کام نہیں لے گا۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۹۸۶ء امریکہ میں حیاتیاتی ہتھیاروں کی تیاری کے پروگرام کے سربراہ اور جراثیمی ہتھیاروں کی جنگ کے ماہر ''پیٹرک'' نے طالبان امریکہ جنگ کے حوالے سے یہ جواب دیا ہے کہ طالبان کے خلاف کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کا امکان بہت زیادہ ہے۔ دوسری طرف امریکی جاسوسی کے ادارے سی آئی اے نے امریکہ کو خبردار کیا ہے کہ اسامہ کے پاس جراثیمی ہتھیار ہیں اور وہ جراثیمی ہتھیار ضرور استعمال کرے گا۔ جون ۲۰۰۱ء میں سی آئی اے کے ڈائریکٹر ''جارج ٹینٹ'' نے اپنی حکومت کو خبردار کیا تھا کہ اسامہ بن لادن کے ساتھی کیمیائی جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ نیویارک ٹائمز نے اسامہ بن لادن کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنے والے حکام کے ذریعے امریکی حکومت کو خبردار کیا کہ دہشت گردی کے اگلے دور میں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار استعمال ہو سکتے ہیں۔ افغانستان کے شمالی علاقوں سے سیٹلائیٹ کے ذریعے مردہ جانوروں کی تصویریں حاصل کی گئیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض انتہا پسند مہلک گیسوں کے تجربات کرتے رہے۔

امریکی سراغ رساں اداروں کو شاید یہ معلوم نہیں کہ اسامہ بن لادن ایک سچا مسلمان اور محمدؐ کا سپاہی ہے۔ وہ امریکیوں کی طرح بزدل نہیں کہ غیر انسانی ہتھیار استعمال کرتے ہوئے اللہ کی مخلوق کو درد والم سے دوچار کرے۔

حالیہ جنگ کے کیمیائی جنگ میں تبدیل ہونے کے خدشے نے امریکی عوام کو دہشت زدہ کر رکھا ہے۔ بزدل امریکی باشندے اپنی راتوں کی نیند کھو چکے ہیں اور انہیں ہر وقت زندگی بچانے کی دامن گیر رہتی ہے۔ امریکہ کے بڑے سٹورز پر گیس ماسک، کیمیکل پروف سوٹ، سر، گردن اور ہاتھوں کو ڈھانپنے کے لیے ائیر ٹائیٹ ہیلمٹ اور دستانوں کی مانگ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بڑھ گئی ہے۔

امریکہ جنگ تو شروع کر چکا ہے لیکن جنگ سخت سردیوں کے موسم میں اگر جاری رہی تو امریکہ کے لیے تباہ کن ہوگی اور اگر روک دی گئی تو پھر بھی امریکہ کے لیے تباہ کن ہوگی۔ امریکہ اب اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک وہ اپنے اہداف تک نہیں پہنچ جاتا یا منہ کی نہیں کھا لیتا۔ اس وقت ترکی' جاپان' جنوبی کوریا' اسرائیل' کوسوو' سعودی عرب اور کویت میں امریکی فوجی اڈے موجود ہیں۔ جبکہ امریکہ کو براہ راست فرانس' ترکی اور نیٹو ممالک کا تعاون حاصل ہے۔ اس کے برعکس چین' سعودی عرب' اردن' لیبیا' عراق اور مصر کسی حد تک غیر جانبدارانہ طرز عمل کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ افغانستان پر امریکی حملے سے ایک روز قبل برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر پاکستان اور بھارت کے دورہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے ان کے جاتے ہی جنرل مشرف نے خوب ڈھٹائی کے ساتھ قوم کو بتا دیا تھا کہ افغانستان پر حملہ ہونے والا ہے' امریکی صدر جارج بش اور ان کی جنگی ٹیم نے حملے سے قبل افریقہ' مشرق وسطیٰ اور باقی ماندہ یورپ کو اعتماد میں لے لیا۔

طالبان امریکی حملوں سے بالکل خوفزدہ نہیں ہوئے اور ان کا ایک ہی موقف رہا کہ بے گناہ اسامہ کو امریکہ کے حوالے نہیں کرنا اگر یہ جنگ واقعتاً تیسری جنگ عظیم کی شکل اختیار کرے گی تو اس کی سب سے بڑی رزم گاہ پاکستان اور اس کے نواحی علاقے ہوں گے۔ امریکہ کو گوریلا جنگ کا تجربہ نہیں جبکہ طالبان اس کا طویل تجربہ رکھتے ہیں۔ افغانستان میں شروع کی جانے والی اس جنگ میں امریکی فضائیہ کے علاوہ جو بحری بیڑے حصہ لے رہے ہیں وہ افغانستان کے قریب پاکستانی ساحلوں خصوصاً گوادر میں گشت کر رہے ہیں۔ امریکہ نے خلیج کی جنگ میں چند دنوں کی لڑائی سے اپنے مقاصد حاصل کر لیے تھے۔ جس پر امریکہ کے ۶۱ ملین ڈالر خرچ ہوئے۔ جون ۲۰۰۱ء میں تقریباً ۹۷ بلین ڈالر بنتے ہیں۔ اسی طرح

امریکہ نے ویت نام میں ۱۱۱ ملین ڈالر خرچ کیے تھے جس سے امریکی معیشت بری طرح متاثر ہوئی۔ جبکہ طالبان امریکہ جنگ جسے شروع کرنے سے پہلے ہی امریکہ نے ذہنی طور پر کئی سال لڑنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لیا تھا۔ گزشتہ جنگوں کی نسبت کہیں زیادہ ڈالرز خرچ کروائے گی کیونکہ سی آئی اے کی پہلی کارروائی ہی ڈالرز سے شروع ہوئی میڈیا کے بعض ذرائع نے بتایا کہ سی آئی اے نے افغان سرداروں کو خریدنے کے لیے دوبئی اور خلیج کے دوسرے ممالک سے کئی ارب پاکستان کرنسی خریدی ہے۔ تاکہ افغانستان کے اندر مسلمانوں کا ایمان خریدنے کے لیے اسے استعمال کیا جائے۔ کیونکہ پاکستانی کرنسی افغانستان میں اتنی ہی مقبول ہے جتنا کہ پاکستان میں امریکی ڈالر۔ امریکہ اس جنگ پر پانی کی طرح ڈالر صرف کرنا چاہتا ہے اگر یہ جنگ طویل ہوگئی تو امریکی معیشت پر ضرور اثر انداز ہوگی۔ جس سے امریکہ کی ساکھ اور تکبر میں بھی کمزوری آئے گی۔

فدائی حملوں سے دہشت گردی تک:

۹ اکتوبر کے "نوائے وقت" نے "فلیش بیک" کے عنوان سے گیارہ ستمبر تا سات اکتوبر ۲۰۰۱ء تک کے واقعات کا ایک خاکہ پیش کیا جو یہاں طالبان امریکہ جنگ کی صورت حال سمجھنے کے لیے تحریر کیا جاتا ہے۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء نیویارک واشنگٹن میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگون پر حملوں نے پوری دنیا کو ہلا دیا۔ صبح ۸ بج کر ۴۵ منٹ پر ایک اغوا شدہ طیارہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ایک ٹاور سے ٹکرایا۔ ۹ بج کر ۳ منٹ پر دوسرا طیارہ سنٹر کے دوسرے ٹاور سے ٹکرا کر تباہ ہوگیا۔ جس سے دونوں عمارتیں مسمار ہوگئیں۔ ۹ بج کر سترہ منٹ پر فیڈرل ایوی ایشن اتھارٹی کی ہدایت پر نیویارک شہر کے تمام ائیر پورٹ بند کر دیئے گئے۔ ۹ بج کر ۳۰ منٹ پر فلوریڈا میں خطاب کرتے ہوئے صدر بش نے کہا کہ "امریکہ کو اس وقت بدترین دہشت گردی کا سامنا ہے اور ہم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دشمنوں کے ساتھ "کروسیڈ" لڑیں گے۔ ۹ بج کر ۴۳ منٹ پر ایک تیسرا طیارہ پنٹاگون کی عمارت سے جا ٹکرایا جس سے عمارت کا ایک حصہ تباہ ہو گیا جبکہ کھربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔

۱۲ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکی صدر بش نے اعلان کیا کہ وہ دہشت گردوں اور ان کو پناہ دینے والوں میں کوئی فرق نہیں کریں گے اور یہ کہ اب صلیبی جنگ کا آغاز ہو گیا ہے۔ میڈیا نے دہشت گردی کا الزام اسامہ بن لادن پر لگایا۔ افغانستان نے اعلان کیا کہ وہ اسامہ کو امریکہ کے حوالے نہیں کریں گے۔ امریکہ میں چھ مشکوک افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

۱۳ ستمبر ۲۰۰۱ء پاکستان نے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے امریکہ کو مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ صدر مشرف نے کہا کہ "پاکستان امریکی اقدامات کا ساتھ دے گا۔"

۱۴ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکی سینٹ نے صدر بش کو حملہ آوروں کے خلاف طاقت استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ افغانستان پر حملہ کے لیے بھارت، ترکمانستان، ترکی اور ازبکستان نے اپنے ہوائی اڈے استعمال کرنے کی پیش کش کر دی۔ اسلام آباد میں کور کمانڈروں کا اجلاس ہوا۔ امریکی بحریہ کی نقل و حرکت شروع ہو گئی۔

۱۵ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے کہا کہ "پاکستان امریکہ کے ساتھ ہے۔" طالبان نے کہا کہ جن ملکوں نے امریکہ کی مدد کی ہمارے مجاہدین زبردستی وہاں گھس جائیں گے۔" امریکہ میں دو پاکستانی اور اسامہ کے بھائی کے قریبی ساتھی کو گرفتار کر لیا گیا

۱۶ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکہ نے پاکستان کے ذریعے طالبان کو الٹی میٹم دیا کہ اسامہ کو تین دن میں امریکہ کے حوالے کر دیا جائے۔ صدر مشرف نے اخبارات کے ایڈیٹروں کو یقین دلایا کہ ہر فیصلہ قومی مفاد میں کیا جائے گا۔ امریکی بحریہ مزید حرکت میں آ گئی۔

۱۷ ستمبر ۲۰۰۱ء صدر بش نے اعلان کیا کہ ہمیں اسامہ زندہ یا مردہ چاہیے۔ انہوں نے دہشت گردوں کے خلاف صلیبی جنگ کا بھی اعلان کیا۔ پاکستانی وفد نے قندھار میں طالبان رہنماؤں سے ملاقات کی۔ ملا عمر نے جواب میں کہا کہ اسامہ بن لادن کے بارے میں فیصلہ افغانی علماء کریں گے۔

۱۸ ستمبر ۲۰۰۱ء اسامہ میں فیصلہ کرنے کے لیے کابل میں ہونے والا اجلاس ایک دن کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ پاکستانی وفد واپس آ گیا۔ پاک افغان سرحد پر خاردار باڑ لگا دی گئی

۱۹ ستمبر ۲۰۰۱ء صدر جنرل پرویز نے ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پہلے پاکستان کی سلامتی پھر کچھ اور۔ ہماری چار ترجیحات ہیں۔ (۱) ملک کی حفاظت اور سالمیت (۲) معیشت (۳) نیوکلیئر اور میزائل ٹیکنالوجی کی حفاظت (۴) کشمیر کاز۔ پرویز مشرف نے امیر المومنین کے خلاف صدر جارج بش کی حمایت کو صلح حدیبیہ قرار دیا۔ ملا عمر نے اعلان کیا کہ امریکہ سے مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ جس پر امریکی ترجمان نے کہا کہ کارروائی چاہتے ہیں' مذاکرات نہیں۔

۲۰ ستمبر ۲۰۰۱ء افغانی علماء کی مجلس شوریٰ نے اسامہ بن لادن سے درخواست کی کہ وہ رضا کارانہ طور پر افغانستان سے نکل جائیں جبکہ امریکہ نے اس فیصلے کو رد کرتے ہوئے کہا کہ طالبان اسامہ کو ہمارے حوالے کریں۔ بھارتی وزیر اعظم واجپائی نے جنرل مشرف کی جانب سے بھارت کے خلاف الفاظ استعمال کرنے پر احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ وہ اب پاکستان نہیں جائیں گے۔ کیونکہ ان کا دورہ پاکستان طے شدہ تھا۔

۲۱ ستمبر ۲۰۰۱ء دفاع افغانستان کونسل کی جانب سے ملک بھر میں ہڑتال کی گئی۔ جلسے اور جلوس ہوئے کراچی میں فائرنگ سے ۱۳ افراد ہلاک اور پندرہ زخمی ہوئے۔ پاکستان نے طالبان سے کہا کہ وہ عالمی برادری کے مطالبات پر فوری عمل کریں۔ آسٹریلیا نے پاکستان پر فوجی پابندیاں ختم کر دیں۔ جاپان نے پاکستان کو ۴۰ کروڑ ڈالر کی امداد دینے کا اعلان کیا۔ امریکہ کا طیارہ بردار بحری بیڑا کے ٹی ہاک بحیرہ ہند کی طرف روانہ ہو گیا۔ افغانستان کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پڑوسی ممالک میں امریکی سپیشل فورسز کے کمانڈ سنٹر قائم ہو گئے۔

۲۲ ستمبر ۲۰۰۱ء طالبان پر حملے کے لیے امریکہ کی سب سے بڑی فوجی نقل و حرکت شروع ہو گئی۔ طالبان نے بغیر پائیلٹ کے اڑنے والا امریکہ کا جاسوسی طیارہ مار گرایا اور یوں طالبان امریکہ جنگ کی ابتدا ہو گئی۔ صدر مشرف نے سلامتی کونسل اور کابینہ کے اجلاس سے خطاب کیا۔ متحدہ عرب امارات میں افغانستان سے سفارتی تعلقات توڑ لیے۔ بھارت نے پاکستان کو یقین دہانی کرائی کہ وہ موجودہ صورت حال سے فائدہ نہیں اٹھائے گا۔

۲۳ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکہ نے ایٹمی تجربات کے بعد لگائی جانے والی پابندی پاکستان اور بھارت سے اٹھالی۔ امریکی ٹیم فوجی تعاون پر مذاکرات کے لیے پاکستان پہنچ گئی۔ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے کہا کہ پرویز حکومت مستحکم رہے گی۔ افغانستان میں برطانوی کمانڈوز کی طالبان سے جھڑپیں ہوئیں۔

۲۴ ستمبر ۲۰۰۱ء پاکستان نے افغانستان سے سفارتی عملہ واپس بلا لیا۔ امریکہ نے پاکستان پر موجود ۳۷ کروڑ ۹۰ لاکھ ڈالر کا قرضہ ری شیڈول کر دیا۔ امریکہ نے اسامہ بن لادن کی تنظیم القاعدہ سمیت ستائیس تنظیموں، شخصیات اور رفاہی اداروں کے اثاثے منجمد کر دیئے۔ پاکستان میں حرکۃ المجاہدین پر پابندی لگا دی گئی۔

۲۵ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکی صدر بش نے جاپانی وزیر اعظم جونیچرے کوئے زومی کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مستحکم پاکستان دنیا کے لیے ضروری ہے سعودی عرب نے بھی طالبان کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کر لیے۔

۲۶ ستمبر ۲۰۰۱ء کابل میں مظاہرین نے سابقہ امریکی سفارت خانے کی عمارت جلا دی۔ پاکستانی اور امریکی فوجی حکام کا ایک آپریشنل پلان پر اتفاق ہوا کہ پاکستانی فوجیں طالبان کے خلاف افغانستان میں جائیں گی۔

۲۹ ستمبر ۲۰۰۱ء صدر مشرف کی اپیل پر ملک میں یوم یک جہتی کشمیر منایا گیا۔ جس میں سکولوں کے طالباء اور سرکاری ملازمین نے شرکت کی۔ جلسے جلوس ہوئے۔ اقوام متحدہ نے افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کی تجویز پیش کی۔ جاپان نے پاکستان پر موجود ساڑھے پچپن کروڑ ڈالر کے قرضے ری شیڈول کر دیئے۔

۲۸ ستمبر ۲۰۰۱ء آئی ایس آئی کے سربراہ جنرل محمود احمد کی قیادت میں ایک وفد نے ملا عمر سے ملاقات کی۔ ملا عمر نے وفد کو صاف جواب دیا کہ اسامہ نہیں دیں گے۔ امریکی اور برطانوی کمانڈوز نے افغانستان میں اسامہ کی تلاش کے لیے کارروائیاں تیز کر دیں۔ امریکہ نے اعلان کیا کہ تعاون کی بدولت پاکستان کو قرضوں کے بوجھ سے نجات دلائیں گے

۲۹ ستمبر ۲۰۰۱ء اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے امریکہ کی پیش کردہ قرارداد کو اتفاق رائے سے منظور کر لیا۔ جس میں تمام ممبران سے کہا گیا کہ وہ دہشت گردوں کے اثاثے منجمد کرنے ان کی تربیت و بھرتی کے مراکز بند کرنے اور ان کو سرحد کے آر پار جانے سے روکنے کے لیے اقدامات کریں۔

۳۰ ستمبر ۲۰۰۱ء طالبان نے اعلان کیا کہ اسامہ بن لادن افغانستان میں ہی ہیں اور ہم کسی صورت انہیں امریکہ کے حوالے نہیں کریں گے۔

یکم اکتوبر ۲۰۰۱ء صدر پرویز مشرف نے کہا کہ امریکہ حملہ ضرور کرے گا۔ طالبان کو بتا دیا ہے کہ ان کے دن گنے جا چکے ہیں۔

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین نے صدر مشرف سے ملاقات میں انہیں گیارہ ستمبر کو امریکہ میں دہشت گردی کی تحقیقاتی رپورٹ پیش کی جس میں اسامہ کے خلاف ثبوت ہیں۔

۱۳ اکتوبر ۲۰۰۱ء پاکستان کے دفتر خارجہ نے اعلان کیا کہ امریکہ نے ۱۱ ستمبر کے واقعہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں اسامہ کے ملوث ہونے کے ثبوت پیش کر دیئے ہیں جن کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

۴ اکتوبر ۲۰۰۱ء پاکستانی دفتر خارجہ نے کہا کہ اسامہ بن لادن کے خلاف فراہم کیا جانے والا تحقیقاتی مواد اس بات کے لیے کافی ہے کہ طالبان پر فرد جرم عائد کی جائے۔

۵ اکتوبر ۲۰۰۱ء برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر مختصر دورے پر اسلام آباد پہنچے جہاں انہوں نے جنرل مشرف سے ملاقات کی۔ افغان سفیر نے کہا کہ برطانوی وزیر اعظم کے دورہ پاکستان کا مقصد جنگ کے شعلے بڑھکانا ہے۔

۶ اکتوبر ۲۰۰۱ء سعودی عرب کے مشرقی قصبے ''الخبر'' میں دھماکے سے امریکی فوجی اڈے کے قریب چار امریکی اور برطانوی ہلاک ہو گئے۔ ملا عمر نے اپنے بیان میں کہا کہ امریکہ پر حملوں کی سازش اسامہ نے نہیں بنائی۔ برطانوی وزیر اعظم بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی سے ملے۔

۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء رات پونے دس بجے امریکہ نے افغانستان پر زبردست حملے شروع کر دیئے۔ رات ۲ بجے کے بعد دوسرا حملہ شروع کر دیا گیا۔ کابل کے بعد جلال آباد قندھار ہرات اور مزار شریف پر کروز میزائلوں اور جیٹ طیاروں سے حملہ کیا گیا۔ حملے میں برطانوی فوجوں نے بھی حصہ لیا۔ طالبان نے طیارہ شکن توپوں سے زبردست جوابی گولہ باری کی اور ایک طیارہ مار گرایا۔ شمالی اتحاد نے دعویٰ کیا کہ وہ کابل سے صرف پچاس کلومیٹر ہیں۔ ایئر پورٹ کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ صدر بش نے کہا کہ ہم نے وسیع جنگ شروع کر دی ہے۔ جیت کر دکھائیں گے۔ اسامہ نے اپنے ایک پیغام میں کہا کہ عرض مقدس سے نکلنے تک اور مسلمان پر مظالم بند ہونے تک امریکہ محفوظ نہیں رہے گا۔ تا حال ۱۹ اکتوبر تک امریکہ کے حملے جاری ہیں اور بے گناہ مسلمان شہید ہو رہے ہیں۔

ہم نے اس مضمون کے عنوان کے لیے ''فدائی حملوں سے دہشت گردی تک'' کے الفاظ کا انتخاب کیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ جب ''ملک حالت جنگ میں ہوتے ہیں تو جنگی قوانین کی رو سے ہر دو ملکوں کو دشمن کی دفاعی اور اقتصادی تنصیبات تباہ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ تاکہ دشمن کی عسکری قوت کو کمزور اور اس کے رسل و رسائل کے ذرائع کو ناکارہ کیا جا سکے۔ اول تو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر طیارہ بم اسامہ نے نہیں پھینکے اور یہ یہودیوں کی سازش ہے۔ لیکن اگر پھینکے بھی ہوتے تو یہ طیارہ بم ایک تو پنٹاگون پر اور پھر ٹریڈ سنٹر پر پھینکے گئے۔ پینٹاگون امریکی دفاع کا یعنی ''جنگ'' کا سب سے بڑا دفتر ہے۔ جسے امریکی قوت کا دفاع کہا جاتا ہے اسی طرح ''ٹریڈ سنٹر'' ......ٹریڈ سنٹر ہے یعنی تجارتی مرکز جہاں سعودی لین دین کا عالمی پیمانے پر کاروبار ہوتا ہے گویا ٹریڈ سنٹر امریکہ کا اقتصادی مرکز تھا۔ دشمن ملک کا رسد و کمک کا بڑا مالیاتی مرکز۔ گویا یوں بفرض محال اگر حملے اسامہ نے کیے ہیں تو اس نے دہشت گردی نہیں کی۔ بلکہ دشمن ملک پر شب خون مارا ہے۔ اس کے برعکس امریکی طیاروں نے اس ملک پر بمباری کی ہے جو دشمن تو بے شک سہی لیکن جوابی فضائی کارروائی کی استطاعت نہیں رکھتا اور یہ جنگی قوانین کے خلاف ہے کہ نہتے شہروں پر یک طرفہ بمباری کی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ طیاروں کو اصولی طور پر جنگی تنصیبات وغیرہ کو نشانہ بنانا چاہیے تھا لیکن امریکی طیاروں نے عام افغان شہریوں پر بمباری کر کے معصوم بچوں عورتوں اور بوڑھوں کو شہید کر ڈالا۔ چنانچہ اس کارروائی کو حملہ نہیں بلکہ دہشت گردی کہا جائے گا۔ لہٰذا ۱۱ ستمبر کا واقعہ اسامہ کے نام کے ساتھ منسوب ہوتے ہی دہشت گردی کی بجائے فدائی شب خون میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ۱۱ ستمبر کے روز کو فدائی حملہ کہنا اور ۷ اکتوبر کے روز کو دہشت گردی کہنا ہی درست ہے۔

تا حال ۱۹ اکتوبر کو بھی جنگ جاری ہے اور امریکی حملے بھی جاری ہیں۔ نو اکتوبر کے روز ملا عمر نے ایک سخت بیان جاری کیا اور کہا کہ امریکہ نے جو کچھ کیا ہم اس کا بہت جلد

www.iqbalkalmati.blogspot.com

امریکہ کو ایسا دردناک جواب دیں گے کہ اس کی کئی نسلیں یاد رکھیں گی۔

امریکی فوج سر سے پیر تک حفاظتی لباس میں ملبوس جدید ترین اسلحہ سے لیس ٹیکنالوجی کی مدد سے چوکنی اور شراب کی وجہ سے مستعد ہے۔ ان کے مقابلے میں افغان سپاہیوں کے سر پر سیاہ عمامہ، پیر میں ٹوٹی چپل، بدن پر ڈھیلا ڈھالا لباس اور داڑھیوں میں بارود اور دھول کی آمیزش اور پھر پرانے اور کم ترقی یافتہ ہتھیار اس شعر کی جیتی جاگتی تصویر ہیں کہ

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

بظاہر جو مقابلہ دنیا کو ناممکن اور غیر متوازن نظر آ رہا ہے حقیقت میں اس قسم کا ایک مقابلہ آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل بدر کے میدان میں عالم کفر اور اہل ایمان کے درمیان ہوا تھا۔ جس میں کفار کی ایک ہزار سے زیادہ فوج کے پاس ہر قسم کا ہتھیار تھا جبکہ تین سو تیرہ مسلمانوں کے پاس صرف دو زرہیں، آٹھ شمشیریں اور چند گھوڑے تھے۔ باقی سپاہیوں کے ہاتھ میں ڈنڈے اور کھجور کی لچکدار شاخیں تھیں۔ لیکن اس حیران کن جنگ میں مسلمانوں کی ایسی لازوال فتح نصیب ہوئی جس کی مثال طالبان امریکہ جنگ سے پہلے شاید کہیں نظر نہ آئی ہوگی۔ امریکہ کو اپنے طیارہ بردار بحری بیڑوں کے ٹی ہاک اور روز ویلٹ پر بڑا ناز ہے اس کی آبدوزیں ٹام ہاک کروز میزائل فائر کرتی ہیں اس کے طیارے B-1، B-52 اور F-16 آواز کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں۔ اس کے سرتاپا آہن پوش سپاہیوں کے پاس سانس روکنے والے بم اور کیمیائی ہتھیار ہیں۔ ساری دنیا کے طاقت ور ملک اس کے حضور سجدہ ریز ہیں۔ برطانیہ اور فرانس کے بحری بیڑے اس کی سمندری قوت کی شان و شوکت مزید بڑھا رہے ہیں۔ افغانستان کے چاروں طرف امریکہ کے باج گزار اتحادی ممالک طالبان کے ایک ایک ٹھکانے کی خبر امریکہ کو فراہم کر چکے ہیں۔ امریکہ کے پاس تیل اس قدر مقدار میں موجود ہے کہ افغانستان جیسے ملک کے ساتھ امریکہ دس ہزار سال تک جنگ لڑ سکتا ہے۔ لیکن امریکی قوت کے برعکس طالبان کی جنگی قوت نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان کی طیارہ شکن توپیں غیر کمپیوٹرائزڈ اور محض نشانہ تاک کر مارنے والی ہیں۔ راقم الحروف کے ذاتی سروے کے مطابق افغانستان کے پاس روسی ساخت کی طیارہ شکن توپ ''زکویک'' کے علاوہ دور مار گولہ پھینکنے والی ''دوشکہ مشین'' اور دو بدو لڑائی کے لیے ''زیڑا کائی'' نام کی خودکار گنیں ہیں۔ عسکری خبر رساں اداروں کے مطابق طالبان کے پاس مسافر اور جنگی ملا کر کل پچاس طیارے اور پانچ سوٹینک ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام فوج کے پاس ''سیمی نوف'' گنیں اور کلاشنکوفیں ہیں۔ ان کے ملک میں قدم قدم پر پرانے دشمنوں کی بچھائی ہوئی بارودی سرنگیں موجود ہیں۔ شمالی افغانستان میں طالبان پہلے سے ہی ایک بہت طویل پہاڑی محاذ پر جنرل عبدالرشید دوستم کے ساتھ برسرپیکار ہیں۔ ان حالات میں کوئی معجزہ ہی طالبان کو امریکہ کے قہر سے بچا سکتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اللہ والوں کی حفاظت بھی اللہ ہی کرتا ہے۔

ملا عمر نے ایک نشری تقریر میں آٹھ اکتوبر کے روز کہا کہ طالبان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ نے ان کا سب سے بڑا دشمن خود ان کی دہلیز پر بھیج دیا۔ ورنہ غریب طالبان میں امریکہ جا کر لڑنے کی استطاعت ہی کہاں تھی؟ اس لب و لہجے کے مالک لوگ کب چھوڑتے ہیں ان دشمنوں کو جنہیں وہ اپنے ایمان کا سب سے بڑا دشمن قرار دیتے ہیں۔ یقیناً غزوہ خندق یا غزوہ بدر کی کہانی دہرائے جانے کا وقت آ چکا ہے۔ اقبال نے کہا تھا

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

طالبان نے صحیح معنوں میں فضائے بدر پیدا کر رکھی ہے اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ اللہ کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نصرت کے فرشتے جوق در جوق طالبان کے دلوں میں اتر کر ان کے ارادوں کو آہنی اور جذبوں کو مشتعل کر رہے ہیں اور عالم کفر کی بوکھلاہٹ کا یہ عالم ہے کہ ۱۱ ستمبر کو تو جو کچھ ہوا سو ہوا- ایک دو روز بعد ستر یہودی سرکردہ افراد پر مشتمل طیارہ فضا ہی میں پھٹ گیا- لوگوں نے سنا کہ اٹلی کے رن وے پر زمین پر دوڑتے ہوئے دو طیارے بلاوجہ آپس میں ٹکرا گئے اور بیسویں افراد ہلاک ہو گئے- امریکی حملے سے کئی روز قبل امریکی جاسوس طیارہ افغانستان کی حدود میں داخل ہوا اور طلبان کے ایک فائر سے سر کے بل زمین پر آ رہا- اہل ایمان کے ساتھ فرشتے ہیں ہمت کے فرشتے' استقامت کے فرشتے' صبر کے فرشتے' حوصلے کے فرشتے

طالبان امریکہ جنگ چھڑ تو چکی ہے لیکن اب یہ جنگ دنیا میں طاقت کا توازن بدلنے والی ہے- وزنی پلڑے ہلکے اور ہلکے پلڑے وزنی ہونے والے ہیں- طالبان نے امریکہ کو تھکا تھکا کر مارنے کا تہیہ کر لیا ہے- اور امریکہ اپنی طاقت کے زور میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی نفرت خرید بیٹھا ہے- صدر بش کی تقریر میں ''کروسیڈ'' کے الفاظ نے ہر اہل عقل مسلمان پر واضح کر دیا ہے کہ اہل یورپ اور امریکہ مسلمانوں کے ساتھ ایک آخری اور فیصلہ کن جنگ لڑنا چاہتے ہیں- اس سے قبل صلیبی جنگیں سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ لڑی گئیں- برطانیہ کا شہنشاہ رچرڈ فرانس کا بادشاہ فلپ آگسٹس' جرمن کا شہنشاہ ریمنڈ اور باقی تمام یورپ کے چھوٹے بڑے بادشاہ اپنی طاقت ور فوجوں کے ہمراہ عظیم بحری بیڑوں کے ذریعے انطاکیہ کے ساحل پر جمع ہوئے اور پھر سلطان ایوبی کو بیت المقدس سے لے کر دمشق تک اور دمشق سے لے کر بحیرہ روم تک بیسیوں محاذوں پر الجھا دیا- ان کو کئی سال تک مسلسل اور بار بار ایوبی سے دندان شکن شکستیں کھانے کے بعد بے نیل و مرام اور شرمسار واپس لوٹنا پڑا- آج بھی اسامہ بن لادن کی شکل میں صلاح الدین ایوبی موجود ہے- ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ ایوبی کی جنگوں کا زمانہ ۱۰۰۰ء کے بعد سب سے پہلی صدی کا ہے- اسی طرح

اسامہ بن لادن سے صلیبی جنگوں کے آغاز کا زمانہ دو ہزار عیسوی کے بعد متصل پہلی صدی کا ہے- گویا پورے ایک ہزار سال کے بعد تاریخ اپنے آپ کو دہرانا چاہتی ہے- لیکن اس مرتبہ معاملہ گزشتہ صلیبی جنگوں سے کہیں زیادہ خطرناک اور نازک ہے- . جنگ جو جنگ عظیم کی صورت میں دنیا پر مسلط کی جا رہی ہے- پوری دنیا کو ایک ہولناک تباہی کی طرف لے جانے والی ہے- انسان ایٹمی ترقی کے ذریعے اپنے پاؤں پر جو کلہاڑی مار چکا ہے اس کے زخم سے بہنے والے لہو نے انسانیت کی زندگی کو نچوڑ لیا ہے-

طالبان امریکہ جنگ جلد ختم ہونے والی جنگ نہیں- اس لیے اہل اسلام کو سوچنا پڑے گا کہ اس ظلم اور جارحیت کے خلاف متحد ہونے کی ضرورت ہے-

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''تیسری جنگ عظیم ...... آخری جنگ عظیم''

۱۹ اکتوبر کے روز نامہ جنگ میں مشہور ادیب عطاالحق قاسمی کا مضمون ''دنیا کے آخری آدمی'' کی ڈائری شائع ہوئی۔ اگرچہ ہم نے اس کتاب میں اخباری کالم جمع کرنے سے اجتناب کیا ہے۔ لیکن تیسری جنگ عظیم کے حوالے سے یہ مضمون راقم الحروف کو اس درجہ پسند آیا کہ اسے من وعن کتاب میں شامل کرنے سے باز نہ رہ سکا۔ عطاالحق قاسمی نے دنیا کے آخری آدمی کی ڈائری کی آخری تحریر پیش کی ہے۔ جس میں آخری آدمی نے یہ لکھا ''قیامت آچکی ہے۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اڑ رہے ہیں۔ عالی شان محلات زمیں بوس ہو رہے ہیں۔ زمین میر و سلطاں سے بیزار ہو چکی ہے۔ تخت و تاج کے حامل شہنشاہ شہزادے اور شہزادیاں صدور و وزرائے اعظم وقت کے قارون اور فراعین بھیک منگوں کی طرح توبہ کی مہلت مانگ رہے ہیں۔ مگر انہیں مہلت نہیں مل رہی۔ زمین کا سینہ چاک ہو گیا ہے اور وہ سب کچھ نگلتی جا رہی ہے۔ ہائیڈروجن بم' ایٹم بم اور انسان کے بنائے ہوئے دوسرے مہلک ہتھیار خود اپنے موجدوں کے خلاف صف آرا ہو گئے ہیں۔ فضا آگ اور دھوئیں سے بھری ہوئی ہے۔ آج نہ کوئی کمزور ہے اور نہ کوئی طاقت ور سپر پاور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جس کے ایک ''کن'' سے دنیائیں تعمیر ہوتی ہیں اور نافرمانی پر ملیامیٹ ہو جاتی ہیں۔ میں بھی ایک نافرمان ہوں اور اپنے انجام کو پہنچنے والا ہوں۔ میں نے اس دنیا میں بہت سی ناانصافیاں دیکھی ہیں۔ جن سے خیر کی توقع تھی۔ وہ خیر کی پاسداری سے ہٹ

گئے تھے۔ عدالتوں میں انصاف فروخت ہوتا تھا۔ لکھنے والے جھوٹ لکھتے تھے۔ فیصلے پستول کی نوک پر ہوتے تھے۔ حق اور باطل کی جنگ میں لوگ غیر جانبدار ہو جاتے تھے۔ حسد اور کینہ حد سے بڑھ گیا تھا۔ کوئی کسی کو خوش نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لوگ جس کے خلاف ہو جاتے تھے اس کی اچھائیوں کا بھی انکار کر دیتے تھے اور جس مفاداتی دھڑے کے ساتھ ہوتے تھے۔ اس کی برائیوں کا بھی دفاع کرتے تھے۔ سارا معاشرہ کردارکشی کی مہم میں شریک تھا۔ یوں لگتا تھا دنیا سے نیکی اٹھ گئی ہے اور صرف برائی باقی رہ گئی ہے۔ کسی الزام کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں تھی۔ لوگ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ اخبارات میں بھی اس مہم میں شریک تھے۔ جو اخبارات اس کام میں شریک نہ ہوتے ان کی اشاعت کم ہو جاتی تھی۔ دینی ذہن رکھنے والے لوگ بھی بہتان اور افتراء پردازی میں کسی سے پیچھے نہیں رہتے تھے۔ لوگوں کے دل خوف خدا سے خالی نہ تھے لیکن ان کی عبادات میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ لوگوں کا ظاہر ان کے باطن سے مختلف تھا۔ پوری دنیا کا کنٹرول ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھوں میں تھا۔ دنیا بھر کی حکومتیں ان کی مرضی سے ٹوٹتی اور بنتی تھیں۔ تمام بڑے فیصلے ان کمپنیوں کے بڑے کرتے تھے۔ جس خطے میں جنگ کرنا چاہتے تھے جنگ ہو جاتی۔ جہاں امن قائم کرنا چاہتے امن ہو جاتا۔ ان کی فیکٹریاں اسلحہ تیار کرتی تھیں اور ان کے ادارے امن پر لکھی ہوئی نظموں پر انعام دیا کرتے تھے۔ ظالموں کے ہاتھوں میں بندوقیں اور مظلوموں کے ہاتھوں میں امن کے اشتہار تھمائے جاتے۔ تیسری دنیا کے ملکوں کو بلیک میل کرنے کے لیے انسانی حقوق' چائلڈ لیبر اور آمریت وغیرہ کو بہانا بنایا جاتا۔ ان میں سے جو سرنڈر کرتا اس کے سات خون معاف کر دیئے جاتے۔

ظالم حکومتوں کے عوام بہت سیدھے سادے تھے۔ یہ حکومتیں اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے در پردہ ہر وہ ظلم روا رکھتیں' مہذب دنیا میں جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن ان

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا میڈیا عوام کو ان حکومتوں کے مظالم سے آگاہ نہیں ہونے دیتا تھا- چنانچہ سادہ لوح عوام یہ سوچ کر بہت پریشان ہوتے کہ وہ تو دنیا بھر کے لوگوں کی مدد کرتے ہیں پر لوگ ان سے نفرت کیوں کرتے ہیں- تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ امریکہ نام کا ایک ملک کسی زمانے میں سپر پاور تھا- اس کے عوام بھی اتنے ہی بھولے بھالے تھے- دراصل اس زمانہ میں ہر مہم جوئی کسی خوبصورت سلوگن کے تحت ہوتی تھی' مثلاً تیزاب کی بوتل کے باہر شربت مفرح لکھ دیا جاتا- جہاد کو دہشت گردی کہا جاتا- اس دور میں اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے ایک زبردست مہم چلائی گئی تھی- مگر اس کا نام ''لامحدود انصاف'' اور ''سلامتی کی منزل'' رکھ دیا گیا تھا- اس مہم میں خود مسلمان حکومتوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا

اب جبکہ سب کچھ تباہ ہو چکا ہے سب نافرمان اپنے اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں میں بھی اپنے انجام کا منتظر ہوں- پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اڑ رہے ہیں عالی شان محلات زمین بوس ہو چکے ہیں وقت کے فراعین' قارون اور صاحبان اقتدار توبہ کی مہلت مانگ رہے ہیں- مگر توبہ کا وقت گزر چکا ہے- قیامت آ چکی ہے-''

صدر بش نے کروسیڈ کا آغاز کر کے اچھا نہیں کیا کیونکہ اب انسانیت کی کشتی اس بھنور میں پھنسنے جا رہی ہے جس کا نام عالمگیر تباہی ہے- ویسے تو بڑے بڑے ماہرین تاریخ نے اس جنگ کی پیشگوئیاں پہلے سے کر رکھی تھیں لیکن طبیعات کی ممکنات میں رہتے ہوئے تدبیر سے کام لے کر ان خطرات سے نمٹا جا سکتا تھا- بہر حال شاید اسی کا نام ''تقدیر'' ہو- دنیا کے عظیم مورخین میر لڈم' ہیرڈوٹس اور ابن خلدون نے دنیا کی آخری جنگ کا نقشہ کسی حد تک اسی قسم کا کھینچا ہے مشہور یہودی پیشین گو ''نیسٹر ڈیمس'' نے بھی تیسری جنگ عظیم سے متعلق پیشن گوئی کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ

''اونچی عمارتیں تباہ ہو جائیں گی- کالی اور سفید پگڑیوں والے عظیم طاقتوں کو شکست

دیں گے- دنیا سے انسانوں کے مٹنے کا وقت قریب آ جائے گا-''

''شاہ نعمت اللہ ولی'' نے پانچ سو سنتالیس ہجری میں اپنے مکاشفات کے ذریعہ سے آنے والے ایک ہزار سال کے متعلق پیشگوئیاں کی تھیں- انہوں نے مغلوج کا عروج و زوال' جاپان اور روس کی جنگ سن ۱۹۰۴ء جاپان کی فتح' ہندوستان میں طاعون وغیرہ جیسی پیشگوئیاں کرنے کے بعد آگے چل کر موجودہ زمانے کے بارے میں یوں لکھا تھا ''پٹھانوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوگا اور وہ پوری دنیا میں شہرت حاصل کریں گے- سرحد کے غازی اس بڑی تعداد میں آ جائیں گے کہ زمین کانپنے لگے گی اور وہ مقصد کے حصول کے لیے والہانہ انداز سے پیش قدمی کریں گے- وہ ٹڈی دل اور چیونٹیوں کی طرح بڑی تعداد میں ہوں گے اور راتوں رات حملہ کریں گے- حق تو یہ ہے کہ افغان قوم برابر فتح یاب ہوگی- عرب لوگ بھی برابر پہاڑوں جنگلوں اور بیابانوں سے آ جائیں گے اور عام مسلمان بھی اسلام کی حمایت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے- تمام ہندوستان کفر سے پاک ہو جائے گا-''

کوئی یہ کہے کہ یہ پیشین گوئی غیر سائنسی چیز ہے ہم نہیں مانتے- اندازہ ہے لگ بھی سکتا ہے اور نہیں بھی لگ سکتا- لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ پیشین گوئیاں وہ عاقبت اندیش لوگ جن کی آنکھیں مستقبل میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں کیا کرتے ہیں- جیسا کہ اقبال نے کہا تھا-

وہ جو پوشیدہ ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اُس کا مرے آئینہ ادراک میں ہے

اس قبیل کے عقاب نظر لوگ آنے والے حالات کو بھانپ لیتے ہیں اور صورت حال کا کسی حد تک تجزیہ کر لیتے ہیں- علامہ اقبال نے بھی اپنے بعض اشعار میں آنے والے

زمانے کے بارے میں پیشین گوئیاں کی ہیں- مثلاً انہوں نے اسلام کی سخت علالت اور اشتراکیت کے عروج کے زمانہ میں کہہ دیا تھا-

مزدکیت فتنہ فردا نہیں' اسلام ہے

اور آج اشتراکیت جس سے کل تک یورپ خوفزدہ تھا ایک سہمی ہوئی دوشیزہ کی طرح کونے میں سمٹ چکی ہے- جبکہ پوری دنیا کے مسلمان عوام "سبیلنا سبیلنا...... الجہاد الجہاد" کا نعرہ مار کر دنیا کے میدان عمل میں اتر آئے ہیں اقبال نے ہی یہ بھی کہا تھا-

تہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کرہ ارض کی تقدیر بدل جائے

آج حالات اسی طرف جا رہے ہیں- اس جنگ عظیم میں قیادت کا سہرا دو بڑی مذہبی مملکتوں کے سر جائے گا- ایران اور افغانستان کے پرچم تلے بالآخر تمام مسلم ممالک کو پناہ لینی پڑے گی- کیونکہ حکومتیں دیر تک اپنی عوام کے جذبات پر پہرے نہیں بٹھا سکیں گی- "جذبے کبھی پابند سلاسل نہیں ہوتے-"

فلسفی' صوفی یا دانشور تو رہے ایک طرف تاریخ کے ایک بہت بڑے سائنس دان "آئین سٹائن" سے جب ایک مرتبہ پوچھا گیا- "کہ تیسری جنگ عظیم کے بارے میں کچھ بتائیں" تو انہوں نے جواب دیا- "تیسری جنگ عظیم کے بارے میں تو میں کچھ نہیں بتا سکتا البتہ چوتھی جنگ عظیم نہیں ہوگی کیونکہ اس وقت انسان کے پاس کھونے کے لیے مزید کچھ نہیں بچے گا-"

یہ نظریہ اضافت کے دریافت کرنے والے دنیا کے عظیم سائنس دان آئن سٹائن کے الفاظ ہیں- آئن سٹائن جانتے تھے کہ روشنی کی ولاسٹی کے مربع کے مقدار کو مادہ کے ساتھ ضرب دی جائے تو مادہ فنا ہو جاتا ہے اور انرجی پیدا ہوتی (۱) ہے- لہٰذا انسان کی فطرت کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیکھتے ہوئے انہیں یقین تھا کہ انسان مادہ فنا کر کے رہے گا-

ان شخصیات کی پیشن گوئیاں اپنی جگہ پر' ہمیں تو نبی کریمؐ کی بعض احادیث کے متعلق بھی علماء نے بتایا ہے کہ ان میں موجودہ زمانے کی عظیم اسلامی جنگ کے اشارے موجود ہیں- مولانا اکرم اعوان امیر تنظیم الاخوان نے تو باقاعدہ موجودہ تمام معرکے کو "غزوہ ہند" کا نام دے رکھا ہے- ایک حدیث شریف میں یوں بھی ہے کہ نبی کریمؐ نے افغانستان اور وسط ایشیا کی ریاستوں کے جغرافیائی رخ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "مجھے اس طرف سے اسلام کی خوشبو آئی ہے-" ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے اسی طرح اشارہ کر کے فرمایا "مجھے اس طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے-"

نئی صدی کے پہلے سال میں ہی حالات نے کچھ ایسا رخ اختیار کر لیا ہے کہ اب جنگ عظیم کے بارے میں کسی بڑی پیشن گوئی کی ضرورت نہیں رہی- اب تو ہر دوسرا تیسرا لکھاری موجودہ حالات کو جنگ عظیم کا پیش خیمہ بتا رہا ہے- سوچنے کی بات یہ ہے کہ ۲۰۰۱ء کے اس دور میں ہر دوسرے تیسرے ملک کے پاس ایٹمی ہتھیار ہیں خطرناک میزائل جراثیمی' کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار بھی ہر جگہ موجود ہیں اور پھر بہت سے ملکوں کے پاس ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کافی بڑی تعداد میں موجود ہیں- اوپر سے کمپیوٹرز کے ذریعے کنٹرول ہونے والے سٹیلائیٹس نے زمین کے ہر خطے کو بعض گھات میں لگی ہوئی آنکھوں کے سامنے آشکارا کر رکھا ہے- طرح طرح کے بمبار طیارے اور سینکڑوں میل دور مار کرنے والے خطرناک میزائل تقریباً تمام ممالک کے پاس موجود ہیں- اگر واقعی کفر و اسلام کی بڑی جنگ چھڑ گئی تو اس دنیا کا کیا ہوگا- بہت سے مغربی مفکرین ان خطرات کو بہت عرصہ پہلے بھانپ چکے تھے- علامہ اقبالؒ نے بھی کہا تھا-

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

دراصل مغرب کے بے روح فلسفے نے مادیت پرستی کی جس تحریک کو جنم دیا تھا وہ اشتراکیت کی صورت میں اپنے عروج تک پہنچ کر فنا ہو چکی ہے- باقی رہ گئی تھی نیشنلزم کی تحریک جو ''ہٹلر'' کی ہلاکت کے بعد بھی آج تک بہت سے ممالک کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے- اپنے دن پورے کر چکی ہے- یہودیوں کا نظام کہنہ یعنی سرمایہ دارانہ نظام اس جدید دور میں قبول تو کسی کو بھی نہیں لیکن بزور شمشیر برداشت سب کو کرنا پڑ رہا ہے- باقی رہ گئی ''روسو'' کی جمہوریت تو ایک مغربی مفکر کے بقول ''روسو زندہ ہوتا تو'' جمہوریت کے نتائج دیکھ کر خودکشی کر لیتا- دنیا کا کوئی بھی نظام ہو- اب آ کے اپنی آخری ہچکیاں لینے لگا ہے- لیکن حیرت کی بات یہ پیش آئی کہ مارکس کے بقول ''ایک چلا ہوا کارتوس'' یعنی اسلام طویل گمشدگی کے بعد ایک بار پھر صفحہ زمین پر قدم جمانے لگا ہے- وسط ایشیا کی ریاستیں روس کے تسلط سے چھوٹتے ہی ٹوٹے ہوئے آئینہ کی طرح الگ الگ چمکنے لگیں- کوہ ہندوکش کی وادی ''افغانستان'' میں صدیوں بعد لا الہ الا اللہ کی گونج سنائی دی ہے اور تمام بتان وہم وگمان ایک بار پھر مغرب آ قرب کلیسی کی زد میں ہیں- نمرود کے بت پاش پاش کر دینے والے ملا عمر اور اسامہ بن لادن افغانستان کے ہیبت ناک پہاڑوں کے غاروں میں نسخہ کیمیا (قران) لیے بالکل اسی طرح بیٹھے ہیں جس طرح کوئی مہدی منتظر جلوہ افروز ہو-

بعض کوتاہ بین لوگوں کا خیال ہے کہ یہ جنگ جلد ختم ہو جائے گی- لیکن اگر یہ سمجھتے ہیں کہ جنگ طالبان کی شکست پر ختم ہو گی تو ان کا تجزیہ درست نہیں کیونکہ ۱۹ اکتوبر کی شب بی بی سی پر ملا عمر کے ترجمان نے کہا ''ہم طالبان کے آخری فرد کی شہادت تک لڑیں گے- انہوں نے یہ شعر بھی پڑھا-

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

جو لوگ دل میں اسی طرح کا عہد کر لیں وہ کبھی شکست نہیں کھا سکتے- دوسری طرف امریکہ ہے تو وہ بھی کسی صورت پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں کیونکہ اب بغیر مقصد حاصل کیے پیچھے ہٹنا اس کے لیے ''ناک'' کا مسئلہ بن چکا ہے- امریکہ کی پسپائی سے دنیا بھر کے اوپر سے اس کا رعب اٹھ جائے گا- اس لیے امریکہ مقصد حاصل کیے بغیر واپس جانے کے لیے تیار نہیں اور طالبان امریکہ کا مقصد ناکام کرنے کے لیے خون کا آخری قطرہ بہانے تک لڑنا چاہتے ہیں ظاہر ہے ایسی صورت میں جنگ طویل ہو گی اور پاکستان بھارت کی دھمکیاں' طعنے' الزام تراشیاں اور زیادتیاں برداشت نہیں کر سکے گا- بھارت امریکی فوج کو کشمیر میں بلانے میں کامیاب ہو جائے گا- لہٰذا پاکستان کے لیے جس وقت صورت حال ایسی ہی ہو جائے گی کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم' نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

تو مجبوراً پاکستان کو ایران' چین' افغانستان' عراق وغیرہ کے ساتھ مل کر ایک عالمگیر بلاک بنانا پڑے گا- اس بلاک میں روس کی شمولیت کے خیال کو بھی ترک نہیں کیا جا سکتا کیونکہ روس نے امریکہ سے جو زخم کھایا وہ ابھی بالکل تازہ ہے- دشمن افواج کی برتری دیکھتے ہی امریکہ ایشیا کے ملک جاپان سے بدظن ہونا شروع ہوا تو جنگ کا پانسہ برے طریقہ سے پلٹ جائے گا اور جنگ مشرق اور مغرب کی جنگ کا عنوان حاصل کر لے گی- مغرب کی قیادت امریکہ اور مشرق کی قیادت مسلمانوں کے پاس ہونے کی وجہ سے یہ ایک طرح کا کفر اور عالم اسلام کا آخری معرکہ بھی ہو گا- ابھی تو اسے جدید تہذیب اور قدیم تہذیب کی جنگ کا نام دیا جا رہا ہے- مہذب دنیا اور دہشت گردوں کے درمیان جنگ- حالانکہ یہ نام اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دعوے سراسر غلط ہیں کیونکہ یورپ کا مہذب ہونیکا دعویٰ ہی غلط ہے- امریکہ کا صدر بش اسامہ بن لادن کے مقابلے میں قطعاً مہذب شخص نہیں ہوسکتا کیونکہ اسامہ بن لادن جس نظام حیات کا قائل ہے وہ محض اس دنیا کی عارضی زندگی کی تشکیل نہیں کرتا بلکہ ایک ایسے لازوال جہان کی تخلیق بھی کرتا ہے- جو کبھی نہ ختم ہونے والا اور نہ صرف نیکی کے عوض ملنے والا ہے جبکہ بش کے لیے دنیا کی مادی زندگی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں- ایک مادہ پرست جتنا بھی مہذب ہو ایک آخرت کو ماننے والے سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا-

یہ جنگ عظیم آخری اس لیے بھی ہے کہ تباہی بہت ہوگی اور سب طاقت وروں کی طاقت ہی فنا ہو جائے گی- لیکن اس کے آخری ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسلام کا آخرکار مکمل نفاذ ہوگا اور اسلام کے نفاذ کا مطلب ہے ایک پرامن حسین جنت نظیر اور دلکش معاشرے کا قیام جس میں کوئی بھی شخص اپنے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ مال رکھنے کے لیے تیار نہیں ہوگا- مرکز خلافت سے ایسی یگانگت کا نظارہ ملائکہ کی آنکھیں دیکھیں گی کہ ملائکہ بے اختیار پکار اٹھیں گے- ”قالوا لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم“ ظلم کا خاتمہ ہوگا اور ایک ایسے سماج کا آغاز ہوگا جس میں دولت کسی ایک جانب ارتکاز نہیں کرے گی بلکہ ہر شخص جو چاہے گا جب چاہے گا جتنا چاہے گا حاصل کر لے گا

چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ طالبان اور امریکہ کے درمیان شروع ہونے والی یہ جنگ' آخری جنگ عظیم ہے- یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے- حدیث شریف میں ہے کہ ”جہاد تاقیامت جاری رہے گا“ اور سوال اٹھ سکتا ہے کہ تیسری جنگ عظیم اگر آخری جنگ عظیم ہے تو پھر اس حدیث کے مطابق جہاد کیسے جاری رہ سکتا ہے لیکن اس سوال کا جواب صرف ”جہاد“ کے لفظ سے ہی معلوم ہو جاتا ہے- جہاد کا مطلب ہے ”جدوجہد“ اور جدوجہد تو تاقیامت باقی رہے گی-

ضمیمہ

اسامہ بن لادن کا خصوصی انٹرویو

گزشتہ مارچ میں سی این این کے پیٹر آرنٹ نے افغانستان کے دور دراز اور دشوار گزار پہاڑی علاقے میں مجاہد اسامہ بن لادن سے ایک ملاقات کی تھی جس میں کچھ سوالات پوچھے گئے یہ سوالات پیشگی مطلع کر دیئے تھے اور اس میں کسی اضافے کی ضرورت نہیں تھی اور نہ ہی اس کی اجازت دی گئی- یہ انٹرویو ۹۰ منٹ تک جاری رہا- ذیل میں اس کی تفصیلات بیان کی جا رہی ہیں-

---

سوال: آپ کو سعودی عرب کے موجودہ شاہی خاندان کی حکومت پر کیا اعتراضات ہیں اور کیا شکایات ہیں؟

جواب: جہاں تک سعودی عرب اور جزیرہ نمائے عرب کے موجودہ حاکم ٹولے کا تعلق ہے سب سے پہلی شکایت تو یہ ہے کہ انہوں نے امریکا کی ماتحتی قبول کرلی ہے' چنانچہ بنیادی مسئلہ امریکی حکومت ہے اور موجودہ سعودی شاہی خاندان امریکی نمائندے اور اس کی ایجنٹ کا کردار ادا کر رہا ہے اور یوں امریکا سے وفاداری کر کے وہ عالم اسلام سے غداری کا جرم کر رہا ہے اور اسلامی شریعت کے متضاد حکومت چلا رہا ہے جو امہ کے مفاد کے سراسر خلاف ہے اس کے تمام امور حکومت اس کے معاملے اللہ جل شانہ کے احکامات کے خلاف ہیں یوں اتنی بنیادی خلاف ورزی سے تمام امور مملکت' سماجی نظام' معاشی نظام اللہ جل شانہ کے نظام کے متضاد ہو گئے ہیں-

س: آپ کے خیال میں اگر کوئی تحریک اسلامی سعودی عرب کا نظام حکومت سنبھال

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لیتی ہے تو وہاں کا معاشرہ اس طرح کا ہو سکتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں احکامات قرآنی کے مطابق تھا؟

ج: ہم پر اعتماد ہیں- اللہ جل شانہ کے حکم سے مسلمان فاتح ہوں گے' جزیرہ نمائے عرب پر دین الٰہی کا نفاذ مسلمانوں کی شان و شوکت کا باعث ہوگا اور ہمیں اللہ جل شانہ کی تائید و حمایت حاصل ہو جائے گی-

س: اگر سعودی عرب میں تحریک اسلامی حکومت قائم کر لیتی ہے تو مغرب کے ساتھ آپ کا رویہ کیا ہوگا اور کیا آپ کے تیل کی قیمت میں اضافہ ہو جائے گا؟

ج: اللہ جل شانہ کے رحم و کرم سے ہم ایک قوم ہیں اور ہماری ایک طویل تاریخ ہے- پندرہ سو سال سے ہم ایک عظیم مذہب پر عمل پیرا ہیں جس میں زندگی کے ہر شعبے پر نہایت جامع طریقہ عمل موجود ہے' اس میں وضاحت کے ساتھ وہ تمام حقوق و فرائض اور طریقے وضع کر دیئے گئے ہیں جس کے ذریعے انفرادی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات' ان سے برتاؤ' ممالک کے درمیان روابط زمانہ جنگ اور امن کے دوران متعین ہیں اس لئے ہمیں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی-

اگر آپ ہماری تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلم حکومتوں نے تمام حکومتوں' مسلم یا غیر مسلم سے روابط استوار رکھے ہیں اس میں مشترکہ مفادات کا خیال رکھا ہے' زمانہ جنگ اور امن میں مختلف معاہدات بشمول تجارت کئے ہیں-

جہاں تک تیل کی قیمت کا تعلق ہے اس کا تعین بازار کے بھاؤ اور مانگ اور رسد کے مطابق ہونا چاہئے' ہم سمجھتے ہیں موجودہ قیمت حقیقی نہیں ہے کیونکہ موجودہ سعودی حکومت امریکی کٹھ پتلی ہے وہ امریکی مفادات کے مطابق تیل بہت زیادہ نکال رہی ہے تاکہ رسد زیادہ رہے مانگ اتنی ہے نہیں یوں بازار کے بھاؤ کم رہیں-

س: جناب بن لادن آپ نے امریکا کے خلاف جہاد کا اعلان کیا ہوا ہے- آخر کیوں؟ یہ جہاد امریکی حکومت کے خلاف ہے یا سعودی عرب میں موجود امریکی باشندوں اور امریکی عوام کے-

ج: ہم نے امریکی حکومت کے خلاف اعلان جہاں کیا ہے کیونکہ امریکی حکومت جابر' ظالم اور مجرم ہے' اس نے نہایت جابرانہ اور گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا ہے- اس نے کھلم کھلا اسرائیل کے ظالمانہ عزائم کی تائید کی ہے اس کی ہمت افزائی کی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ارض شب معراج پر قبضہ کر لے- ہم سمجھتے ہیں کہ فلسطین اور عراق میں مسلمانوں کے قتل عام کا امریکا براہ راست ذمہ دار ہے-

جب ہم امریکا کی بات کرتے ہیں تو ہمیں قنا (لبنان) میں دھماکوں کا خیال آتا ہے ان معصوم بچوں کا خیال آتا ہے جن کے سر اور بازوں ہوا میں بکھر گئے تھے- امریکا تو انسانی احساسات سے عاری وحشی مجرم ہے اس نے تو بربریت کی تمام حدوں کو پار کر لیا جن کی مثال دنیا کے تمام جنگجو اور نوآبادیاتی ظالموں میں نہیں ملتی-

امریکا کی ایسی ہی جابرانہ اور ظالمانہ حرکتوں کی وجہ سے ہم نے اس کے خلاف اعلان جہاد کیا ہے کیونکہ ہمارا دین ایسے حالات میں ہمیں حکم دیتا ہے کہ جب ظلم اور جبر حد سے بڑھ جائے تو اللہ کے حکم کے نفاذ کے لئے اٹھ کھڑے ہو- اس لئے ہم امریکا کو تمام اسلامی ممالک سے نکال دینا چاہتے ہیں- جہاں تک یہ سوال کہ یہ جہاد امریکی فوجیوں کے خلاف ہے یا ان شہریوں کے خلاف ہے جو ہمارے مقامات مقدسہ میں موجود ہیں یا عام امریکی شہریوں کے خلاف ہے- تو حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے تو ان امریکی فوجیوں کے خلاف ہے جو ہمارے مقدس مقامات پر موجود ہیں- ہمارے دین میں ہمارے مقامات مقدس تمام اسلامی ممالک میں سب سے زیادہ قابل احترام ہیں اور وہاں کسی غیر مسلم کا وجود قابل

www.iqbalkalmati.blogspot.com

برداشت نہیں ہے اس لئے تمام امریکی شہری وہاں سے فوراً نکل جائیں ہم ان کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں لے سکتے - ہم سوا ارب مسلمان ہیں ہمارے جذبات کسی وقت بھی ردعمل دکھا سکتے ہیں' کیونکہ ہمارے چھ لاکھ معصوم بچے امریکا کی وجہ سے عراق میں کھانے اور دواؤں سے محروم ہیں - ہمارے ردعمل کی ذمہ داری امریکا پر ہوگی کیونکہ یہ امریکی ظلم جنگ کو امریکی فوجیوں سے امریکی شہریوں تک لے جا رہا ہے - یہ بات بالکل واضح ہے-

امریکی عام شہریوں کے معاملے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ بری الذمہ نہیں کیوں کہ انہوں نے اپنے ووٹوں کے ذریعہ اس امریکی حکومت کو قائم کیا ہے جب کہ وہ جانتے تھے کہ ان کی حکومت نے فلسطین' لبنان اور عراق میں کیا جرائم کئے ہیں اور دوسری جگہوں پر بھی اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ہمارے فرزندوں اور علماء کو قید خانوں میں ڈال رکھا ہے - ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ سب آزاد ہو جائیں-

س: آپ ہمیں جنگ افغانستان میں اپنے تجربات سے آگاہ کریں اور بتائیں کہ جہاد میں آپ کیا کریں گے؟

ج: میں نے جہاد افغانستان سے بہت کچھ سیکھا ہے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ بغیر جہاد افغانستان میں حصہ لئے میں اتنا کچھ سیکھ سکتا' یہ ایک سنہری موقع تھا میں اسے ہزاروں سال سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا بلکہ میں تو کہوں گا کہ میرے لئے یہ اللہ کا احسان اور اس کی تائید تھی روس کی انتہائی طاقت کے باوجود ہم اعتماد سے آگے بڑھتے رہے اور اللہ نے ہماری مدد کی - ہمیں بھاری ساز و سامان جو کہ ہزاروں ٹن میں تھا جس میں بلڈوزر' وزن اٹھانے والے ٹرک اور خندقیں کھودنے کی مشینیں شامل تھیں' اپنے مقدس شہروں سے لانا پڑا - جب ہم نے دیکھا کہ روسی جارحیت مجاہدین پر بم برسا رہی ہے تو میں نے زیر زمین بڑی بڑی سرنگیں کھودیں اور ان میں بڑی بڑی ذخیرہ گاہیں تعمیر کیں یہاں تک کہ زیر زمین ہسپتال بنائے - ہم نے زیر زمین گزرگاہیں بنائیں اور اللہ جل شانہ کے فضل سے پہاڑوں میں دشوار گزار راستے بنائے جن سے آپ بھی آئے ہیں' چنانچہ میں بہت سے تجربات سے اللہ جل شانہ نے آگاہ کر دیا - سب سے بڑھ کر ایک بڑی طاقت کو جو نشہ تھا اور اس کا جو ایک دبدبہ تھا وہ ہم مسلمانوں کے ذہنوں سے نکل گیا کیونکہ ہم نے اسے تباہ کر دیا تھا - احساس کمزوری اور تھکن ہم سے رخصت ہو گئے اور یوں خوف سے نجات مل گئی جو کہ امریکا نے ہمارے ذہنوں میں بس کر فائدہ اٹھانے کا عزم کیا ہوا ہے - میرے ذہن میں اور تمام مسلمانوں کے ذہن میں امریکا کے ایک عظیم طاقت ہونے کا خوف ختم ہو چکا جو کہ روس کے متعلق بھی تھا اور اب ختم ہو چکا - آج اللہ کے فضل و کرم سے تمام مسلمانوں کے ذہن خوف سے آزاد ہیں اور ان میں روح حریت اور طاقت بیدار ہو چکی ہے اور وہ ایک دوسرے کی بہتر طریقے سے مدد اور معاونت کر سکتے ہیں بلکہ کر رہے ہیں تا کہ مغرب اور خاص طور پر امریکی اثر و رسوخ کو اسلامی ممالک سے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے-

س: امریکی حکومت کہتی ہے کہ آپ افغانستان میں فوجی تربیت میں رقم فراہم کر رہے ہیں اور اسلامی جنگجو پیدا کر رہے ہیں جو کہ بین الاقوامی دہشت گردی کر رہے ہیں جبکہ دوسری طرف آپ کو عرب اسلامی دنیا کا نیا نجات دہندہ قرار دیا جا رہا ہے - آپ اپنے متعلق کیا بیان کریں گے؟

ج: روس کی تباہی کے بعد جس میں امریکا کا کوئی قابل ذکر کردار نہیں بلکہ یہ اللہ جل شانہ کے فضل و کرم سے مجاہدین افغانستان کا کارنامہ ہے - امریکی اور بھی مغرور اور ہٹ دھرم ہو گیا ہے اور اس نے اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کے لئے نیو ورلڈ قائم کرنے کا شوشہ چھوڑ دیا ہے اور اس نے عام لوگوں کے ذہنوں میں یہ بٹھانا شروع کر دیا ہے کہ وہ جو چاہے من مانی کر سکتا ہے' لیکن وہ ایسا کر ہی نہیں سکتا - اس نے میرے اور دوسروں کے خلاف

www.iqbalkalmati.blogspot.com

الزامات لگانے شروع کر دیئے ہیں' یہ سب کچھ اس کی خواہشات اور معیار کے مطابق ہے جو کہ مبنی بر مساوات نہیں- اس کے معیار دہرے ہیں جو اس کے جبر اور ناانصافی کی نشاندہی کرے وہ دہشت گرد ہے- وہ ہمارے ممالک پر بزور طاقت قبضہ کرے- ہمارے قدرتی وسائل پر ڈاکہ ڈالے- ہم پر اپنے ایجنٹوں کی حکومت مسلط کر دے اور ہم اللہ کے حکم سے ہٹ جائیں تو سب ٹھیک ہے اور ہم مزاحمت کریں تو اس کی نظر میں دہشت گرد امریکا کا رویہ صاف نظر آتا ہے- اگر معصوم اور غریب فلسطینی بچے جارح اور ظالم اسرائیل کے اپنے ملک پر جابرانہ قبضے کے خلاف اس کی فوج کو پتھروں سے ماریں تو وہ دہشت گرد مگر جب اسرائیل کے طیارے قنا (لبنان) میں اقوام متحدہ کی عمارت پر بم برسائیں جس میں عورتیں اور بچے تھے تو وہ اسرائیل کی مذمت بھی نہیں کرنے دیتا- مسلمان اپنا حق مانگتے ہیں تو ان کی مذمت کرواتا ہے اور اسی دوران آئرش ری پبلکن آرمی کے سربراہ جبری آدم کا بحیثیت سیاسی سربراہ وائٹ ہاؤس میں استقبال کرتا ہے- دشمن تو دراصل مسلمان ہیں جو اپنے حق کے لئے آواز اٹھاتے ہیں- جہاں کہیں بھی ہم دیکھتے ہیں امریکا دہشت گردوں اور مجرموں کا تمام دنیا میں سردار نظر آتا ہے- ہزاروں میل دور جا کر غیر فوجی شہروں پر ایٹم بم گرانا امریکا کی نظر میں دہشت گردی نہیں ہے- یہ ایٹم بم دراصل پوری قوم پر برسائے گئے تھے- بچے عورتیں اور بوڑھے جاپانی آج بھی نشانی کے طور پر موجود ہیں اور ان جاپانی شہروں کے ملبے آج بھی اس دہشت گردی کے یاد دلاتے ہیں' امریکا اس کو دہشت گردی نہیں سمجھتا کہ ہمارے ہزاروں بیٹے اور بھائی عراق میں مر جائیں کیونکہ ان کو خوراک اور دوائیں نہیں مل رہیں- چنانچہ امریکا جو کچھ کہتا ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں اصول نہیں اور ہم اس کا کوئی اثر نہیں لیتے' کیونکہ اللہ جل شانہ کی ذات پر ہم کو مکمل یقین اور بھروسہ ہے اور امریکا کے خلاف جنگ میں ہم کو اس کی حمایت و تائید حاصل ہے- آپ کے سوال کے آخری حصے کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ اللہ جل شانہ نے ہم پر یہ فرض عائد کیا ہے اور ہم اس کو پورا کر رہے ہیں- ہم اپنے ان عظیم سپوتوں اور ہیرو کو یاد کر رہے ہیں جنہوں نے ریاض اور خبر (دہران) میں امریکی قابضوں کو جہنم رسید کیا- ہم اپنے سپوتوں کو ہیرو اور مرد کہتے ہی رہیں گے انہوں نے اپنی قوم کو بے غیرتی اور بے شرمی سے نجات دلائی اور پوری قوم کا سر فخر سے اونچا کیا ہم اللہ جل شانہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کی شہادت کو قبول فرمائے-

س: اب چلتے ہیں ریاض اور دہران میں امریکی فوجیوں پر بمباری کی طرف' ایسا کیوں کیا گیا اور کیا آپ یا آپ کے حواری اس حملے میں شریک تھے؟

ج: آپ اس دھماکے کی بنیادی وجہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس دھماکے کی وجہ وہ ردعمل ہے جو مسلمانوں کے معاملات میں بے جا مداخلت کر کے امریکا نے کئے کہ وہ جارحیت کی حدود سے آگے بڑھ کر ہمارے قبلہ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے جو کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے محترم ترین مقام ہے اس لئے دھماکے امریکا کو باہر نکالنے کے لئے تھے' چنانچہ اگر امریکا اپنے بیٹوں کو مروانا نہیں چاہتا تو ہمارے محترم علاقوں سے فوراً باہر نکل جائے-

س: اس مسئلے پر آپ سمجھتے ہیں کہ امریکی فوجیوں یا امریکی شہریوں پر سعودی عرب میں مزید بم گریں گے یا ان پر حملے ہوں گے؟ سعودی شاہی خاندان پر مزید قاتلانہ حملے ہوں گے؟

ج: پہلے سوال کے جواب میں یہ کہوں گا کہ ریاض اور الخبر میں جو دھماکے ہوئے یہ کوئی راز کی بات نہیں کہ میں سعودی عرب میں موجود نہیں تھا مگر میں ان لوگوں کو شاباش دیتا ہوں جنہوں نے یہ بڑا کام کیا یہ ان کا کارنامہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا وہ ہمارے ہیرو ہیں- میں انہیں اسی نظر سے دیکھتا ہوں کہ وہ اس پرچم کے علم بردار ہیں جس پر لکھا ہے "اللہ کے سوا کوئی دوسرا الٰہ نہیں" اس طرح اس لادینیت اور ناانصافی کا خاتمہ ہوگا جو امریکا تھوپ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رہا ہے- میں یہ بھی کہوں گا کہ انہوں نے ایک عظیم کام کیا جو باعث فخر ہے اور اس میں حصہ نہ لینے کا مجھے افسوس ہے-

س: آپ کے خیال میں سعودی عرب میں امریکی فوجیوں پر اور وہاں موجود امریکی شہریوں پر مزید بم پھینکے جائیں گے اور سعودی شاہی خاندان پر مزید قاتلانہ حملے ہوں گے؟

ج: یہ آپ جانتے ہیں ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے- اگر وہاں امریکی موجود رہے یہ ایک عمل ہوگا تو یہ بھی ایک فطری تقاضہ ہے کہ ردعمل ہوگا اس بے جا موجودگی کے خلاف' دوسرے لفظوں میں دھماکے اور امریکی فوجیوں کے قتل جاری رہیں گے- یہ امریکی فوجی اپنا ملک اور خاندان چھوڑ کر صرف غرور اور ضد میں یہاں آئے ہیں تاکہ ہمارے تیل پر قبضہ جمائیں اور ہماری تذلیل کریں اور ہمارے دین پر رکیک حملے کریں- جہاں تک سعودی حکمران خاندان کا تعلق ہے وہ ان کے آلہ کار ہیں اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ذمہ دار ہیں- وہ امریکا کے حاشیہ بردار ہیں اور اس کے محافظ ہیں- عوام اور نوجوان اس پر زور دے رہے ہیں کہ شاخوں کو کاٹنا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ فساد کی جڑ کو کاٹا جائے یہ ضروری ہے- سارا زور اسی نکتہ پر ہے کہ جہاد امریکی فوجیوں کے خلاف ہو-

س: شیخ عمر عبدالرحمان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا آپ کبھی ان سے ملے؟ کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟

ج: شیخ عمر عبدالرحمان ایک مسلمان عالم ہیں اور پورے عالم اسلام میں معروف ہیں اور امریکی ظلم اور ناانصافی کا منہ بولتا ثبوت ہیں- ان کے خلاف بے بنیاد مقدمات گھڑے گئے حالانکہ وہ نابینا ہیں' ہم اللہ قادر مطلق سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کو بری کر دے- اپنے مصری ایجنٹوں اور حواریوں کو خوش کرنے کے لئے امریکا نے انہیں سینکڑوں سال کی قید کی سزا دی ہے- ان کے ساتھ بہت برا سلوک ہو رہا ہے جو کسی طرح بھی ایک بوڑھے

اور مسلمان عالم کے ساتھ نہیں ہونا چاہئے-

س: امریکی وزارت خارجہ نے ایک پاکستانی افسر کے حوالہ سے کہا ہے کہ یوسف رمزی' ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر دھماکے کا سزا یافتہ مجرم' آپ کے پشاور کے گھر میں قیام پذیر رہا جہاں پر آپ کے زیر تربیت افغان مجاہدین قیام کرتے ہیں اور ایسا ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں دھماکے کے بعد بھی ہوا' کیا یہ سچ ہے؟ یوسف رمزی نے واقعی آپ کے گھر پشاور میں قیام کیا

ج: میں یوسف رمزی کو نہیں جانتا' امریکی حکومت اور پاکستانی جاسوسی ادارے کی رپورٹ سراسر غلط ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اگر امریکی حکومت اس بات میں سنجیدہ ہے کہ اس کے اندرون ملک دھماکے نہ ہوں تو اسے سوا ارب مسلمان کے معاملات میں اپنی ٹانگ اڑانی چھوڑ دینی چاہئے' ان کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانی چاہئے' وہ ہزاروں فلسطینی' لبنانی اور عراقی جو مارے گئے یا بے گھر ہوئے ان کے بھی بھائی اور رشتہ دار ہیں وہ سب یوسف رمزی کو ایک مثال اور استاد بنالیں گے اور امریکی حکومت انہیں مجبور کر رہی ہے کہ وہ باہر کی جنگ کو امریکا کے اندر لے آئیں- امریکی حکومت ہر چیز کو ممکن بنالیتی ہے کہ امریکی خون کی حفاظت ہو جبکہ خون مسلم کو بہانے کی ہر جگہ اجازت ہے' اس طرح امریکی حکومت خود کو نقصان پہنچا رہی ہے' امریکی عوام کو نقصان پہنچا رہی ہے اور مسلمان کو نقصان پہنچا رہی ہے-

س: آپ نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر' نیویارک سٹی کو بم سے اڑانے میں مالی امداد فراہم کی تھی؟

ج: میں کسی طرح بھی اس دھماکے میں ملوث نہیں-

س: آپ نے ایک عربی کے اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ عرب جنہوں نے جنگ افغانستان میں حصہ لیا تھا انہوں نے موغادیشو' صومالیہ میں امریکی فوجیوں کو مارا' اس سلسلے میں آپ کچھ بتائیں گے-

ج: امریکی حکومت وہاں بڑے طمطراق سے گئی اور کچھ دنوں تک قیام کیا' اور بڑے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

زوروشور سے پروپیگنڈا جاری رکھا تا کہ لوگوں کے دلوں میں ایک دہشت بٹھادی جائے کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے-وہ بڑے فخر سے ۲۸۰۰۰ فوجیوں کو لے گیا غریب اور نہتے صومالی عوام کے مقابلے کے لئے-مقصد یہ تھا کہ عام طور پر پوری دنیا کو اور خاص طور سے مسلم دنیا کو خوف زدہ کر دیا جائے کہ امریکا پوری دنیا میں جو چاہے کر سکتا ہے جیسے ہی وہ موغادیشو کے ساحل پر اترے وہاں انہیں صرف بچے ملے اور کوئی نہ تھا-سی این این اور دوسرے ذرائع ابلاغ نے ان کی تصویریں بنانی شروع کیں'فوجی وردیاں اور بھاری اسلحہ سے لیس فوجی اپنے کو دنیا کی سب سے بڑی طاقت ثابت کر رہے تھے-ان کے خلاف تحریک مزاحمت شروع ہوگئی کہ یہ ہمیں مفتوح کرنے آئے ہیں مسلمانوں نے یقین نہیں کیا کہ امریکی صومالیوں کو بچانے آئے ہیں-انسان کے دل میں اگر صحیح احساسات ہوں تو وہ مرنے والے بچوں میں فرق نہیں کرتا چاہے مرنے والا فلسطینی ہو یا لبنانی عراقی یا بوسنیائی'چنانچہ صومالی عوام کیسے یقین کر لیتے کہ ان جگہوں پر خود مارنے والے ہمارے بچوں کو بچانے کیسے آسکتے ہیں-اللہ کے فضل وکرم سے صومالی مسلمانوں اور کچھ عرب مسلمانوں جنہوں نے جہاد افغانستان میں حصہ لیا تھا'نے مل کر کچھ امریکی فوجیوں کو مار دیا'امریکی انتظامیہ اس سے واقف ہوگئی'تھوڑی سی مزاحمت کے بعد امریکی قابض فوج وہاں سے کچھ حاصل کئے بغیر وہاں سے روانہ ہوگئی-

اور پروپیگنڈے میں دعویٰ جاری رکھا کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے-امریکی وہاں سے بھاگے کیونکہ وہ ان کی مزاحمت بھی برداشت نہ کر سکے جو غریب اور غیر مسلح تھے ان کا اسلحہ صرف یہ تھا کہ وہ اللہ جل شانہ پر ایمان رکھتے تھے اور امریکی پروپیگنڈے کو جھوٹا سمجھتے تھے ہمیں وہاں سے پتہ چلا کہ امریکیوں میں ذرا بھی روحانی اور اخلاقی جرات نہیں کہ وہ مقابلہ کر سکیں جبکہ روسی فوجی اس قدر بہتر تھے کہ کچھ مقابلہ تو کرتے رہے-

امریکی فوج تو بھاگ کھڑے ہوئے لڑنے والوں کا ذرا بھی مقابلہ نہ کر سکے-

اگر اب بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہ اس قدر بڑی طاقت ہیں جبکہ وہ مسلسل ویت نام' بیروت'عدن اور صومالیہ میں پسپا ہو چکے ہیں تو انہیں ان کی طرف جانا چاہئے جو ان کا انتظار کر رہے ہیں-

س:آپ کا خاندان سعودی عرب کا ایک امیر اور بااثر خاندان ہے'کیا کبھی انہوں نے یا سعودی حکومت نے آپ سے کہا کہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں نہ کریں؟

ج:انہوں نے بہت کوشش کی ہے'انہوں نے ہم پر بہت دباؤ ڈالا ہے خاص طور پر ہمارا ایک خاندانی کاروباری سرمایہ سعودی حکمران شاہی خاندان نے دبا رکھا ہے-انہوں نے تقریباً نو مرتبہ اپنے نمائندہ خرطوم بھیجے اور میری ماں'چچا اور بھائیوں کو کہا کہ میں اپنی سب کارروائیاں بند کر کے واپس سعودی عرب آجاؤں اور شاہ فہد سے معافی مانگ لوں'مگر میں نے آرام سے اپنے خاندان والوں سے معذرت کر لی کیونکہ میں جانتا ہوں اس کے پس پردہ کون سی طاقت کام کر رہی ہے-حکمران میرے اور میرے خاندان والوں کے درمیان مسائل پیدا کرنا چاہتے ہیں تا کہ وہ ان کے خلاف اقدامات کر سکیں-مگر اللہ کے فضل سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے میں نے واپس جانے سے انکار کر دیا-میرے خاندان کے ذریعے مجھے پیغام دیا گیا اگر میں واپس نہ آیا تو میرے تمام اثاثے ضبط کر لئے جائیں گے اور مجھے شہریت سے محروم کر کے میرا سعودی پاسپورٹ اور شناخت ختم کر دی جائے گی اور میرے خلاف سعودی اور بین الاقوامی ابلاغ کے ذریعے پروپیگنڈا کر کے مجھے بدنام کر دیا جائے گا-وہ سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان اپنے دین پر سودے بازی کرے گا میں نے ان سے کہا جو چاہو کر لو یہ اللہ کی مملکت ہے ہم جانے سے انکار کرتے ہیں-ہم عزت وشرف سے رہ رہے ہیں اس کے لیے اللہ کے شکر گزار ہیں-یہ ہمارے لیے بہت بہتر ہے کہ ہم ایک

www.iqbalkalmati.blogspot.com

درخت کے نیچے یہاں پہاڑوں کے درمیان رہ رہے ہیں۔ بہ نسبت اس کے کہ اللہ کی مقدس زمین میں غلامی اور بے عزتی کی زندگی گزاریں اور اللہ کی عبادت بھی نہ کرسکیں جہاں نا انصافی کا دور دورہ ہے' اللہ کے سوا کوئی طاقت کا سرچشمہ نہیں۔

س: کیا کبھی سعودی ایجنٹوں نے آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی' کیا کبھی امریکی حکومت نے آپ کو نشانہ بنایا؟ کیا آپ کو اپنی جان کا خطرہ ہے؟

ج: امریکی دباؤ آپ سے پوشیدہ نہیں' سعودی دباؤ تو دراصل امریکی دباؤ ہے۔ بارہا مجھے گرفتار کرنے اور قتل کرنے کی کوششیں ہو چکی ہیں اور ایسا گزشتہ سات سال سے ہو رہا ہے۔ اللہ کے فضل سے ان کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوئی۔ یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے مسلمانوں کے لیے اور پوری دنیا کے لیے کہ امریکہ نا اہل ہے' کمزور ہے جبکہ وہ پوری دنیا میں اپنے آپ کو لوگوں کے ذہن میں طاقت ور کے طور پر بٹھانا چاہتا ہے۔ ایک مکمل عقیدہ رکھنے والے کا ایمان ہے کہ زندگی اللہ کے اختیار میں ہے اور بچانے والا بھی اللہ قادر مطلق ہے۔ جہاں تک زندگی کا خوف ہے آپ کے لیے سمجھنا مشکل ہے۔ جب تک آپ کا یقین پختہ نہ ہو' یہ ہمارا ایمان ہے کوئی ایک سانس بھی زیادہ نہیں لے سکتا جو اس کی قسمت میں اللہ نے مقرر کر دیئے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ کے مقصد کے لیے مرنا باعث عزت ہے' جس کی خواہش ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی تھی۔ ان کا کہنا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ "اللہ کی قسم یہ میری آرزو ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا مارا جاؤں اور میں پھر زندہ ہوں مارا جاؤں اور پھر زندہ ہوں مارا جاؤں" اللہ کی راہ میں مرنا بڑے عزو شرف کی بات ہے اور ایسا صرف قوم کے مقبول بندوں کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ ہم کو ایسی موت پسند ہے بالکل ایسے ہی جیسا' آپ کو زندہ رہنا پسند ہے' ہمیں کوئی خوف نہیں بلکہ ہم تو اسی طرح کی موت کی خواہش رکھتے ہیں۔

س: آپ کے مستقبل کے کیا ارادے ہیں؟

ج: آپ دیکھ لیں گے اور سن لیں گے بذریعہ ابلاغ انشاء اللہ اللہ نے چاہا تو۔

س: اگر آپ کو موقع ملے کہ آپ صدر کلنٹن کو کوئی پیغام دیں تو وہ پیغام کیا ہوگا؟

ج: کلنٹن یا امریکہ حکومت کا ذکر ہوتا ہے تو نفرت اور انقلاب کو ہوا ملتی ہے۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ امریکی حکومت یا کلنٹن اور بش کا نام آتے ہی ہماری نظروں کے سامنے اور ہمارے ذہن میں ہمارے بچوں کے کٹے ہوئے سروں اور ان کے کٹے ہوئے اعضاء کی تصویر گھوم جاتی ہے جو ابھی سال بھر کے بھی نہ ہوئے تھے' ان بچوں کی تصویر اور ان کے کٹے ہوئے ہاتھ جو عراق میں مارے گئے اور ان یہودیوں کی تصویر گھوم جاتی ہے جو اپنے ہاتھوں میں ہتھیار لیے ہمارے بچوں کو ہلاک کر رہے تھے۔ مسلمانوں کے ذہن اور دل مملکت امریکہ اور اس کے صدر کے لیے نفرت سے بھرے ہوئے ہیں۔ امریکی صدر کا دل کوئی الفاظ نہیں جانتا' ایسا دل جو یقیناً سینکڑوں بچوں کا قاتل ہے وہ کوئی لفظ نہیں سمجھتا' ہم جزیرہ نمائے عرب کے لوگ اسے کوئی لفظی پیغام نہیں بھیجنا چاہتے کیونکہ وہ کوئی لفظ نہیں سمجھتا' اگر کوئی پیغام میں آپ کے ذریعے بھیجنا چاہوں تو وہ صرف امریکی فوجی ماؤں کے نام ہے جو وردیاں پہن کر آئے اور غرور سے چلتے ہوئے ہماری سرزمین پر اترے جبکہ ہمارے عالموں کو قید خانوں میں ڈال دیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سوا ارب مسلمانوں کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑکا گئے۔ چنانچہ امریکی مائیں اپنے بیٹوں کے لیے فکر مند ہیں تو وہ امریکی حکومت اور صدر کی پالیسیوں پر احتجاج کریں اور اس کے امریکی لاشوں کے سامنے کھڑے ہو کر غمزدہ ہونے سے گمراہ نہ ہوں اس کی جھوٹی باتوں میں نہ آئیں اور سعودی عرب میں حریت پسند مجاہدوں کو دہشت گرد نہ کہیں۔ یہ امریکی صدر ہی ہے جو دہشت گرد ہے اور ان کے بیٹوں کو یہودی مفاد کی خاطر موت کے منہ میں پھینک دیتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ امریکی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فوجی سعودی عرب صرف اس لیے آیا ہے کہ وہ مسلمانوں اور ان لوگوں کے درمیان خلیج پیدا کرے جو اللہ کے احکامات اور مرضی کے خلاف حکومت کر رہے ہیں۔ وہ اسرائیل کی مدد کرنے آئے ہیں جنہوں نے فلسطین پر قبضہ کرلیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین ''اسراء'' کو سرنگوں کرنا چاہتے ہیں۔

امن اور جنگ

امنِ عالم کے خداوند یہ سب جانتے ہیں
کس کا بہتا ہے لہو، کون بہاتا ہے لہو
کس کی گردن پہ ہے شمشیر کی نوک اور یہ شمشیر کہاں سے آئی
پاؤں کس کا ہے تو زنجیر کہاں سے آئی
کس کو دکھلایا گیا امن کا خواب اور پھر اس خواب کی تعبیر کہاں سے آئی
بے گناہوں کے لیے جبر کی تعزیر کہاں سے آئی
کس کے ہاتھوں سے ہوئی قتل گھروں کی تعمیر
اور در پردۂ تعمیر یہ تخریب کی تدبیر کہاں سے آئی
امنِ عالم کے خداوند یہ سب جانتے ہیں
کس نے انسان کو پابندِ سلاسل رکھا
کس نے منزل کا دیا کس کو فریب اور کسے آوارۂ منزل رکھا
کس نے زرخیز زمینوں کو بنایا بنجر
کس نے شاداب، مہکتے ہوئے قریوں کے مکینوں کو کفن پہنائے
کس نے محکوم کی رگ رگ میں اتارے خنجر
اور تہمت ہے لہو کی کس پر
کس کی دہشت نے کسے لرزہ براندام کیا
اور الزام بھی کس پر آیا
امن کے نام پہ جنگوں کا یہ دستور نکالا کس نے
ہاتھ کس کا ہے، گریباں کس کا
دھجیاں کس کی اڑیں کس کا بدن چاک ہوا
اور لہو کس کا اچھالا کس نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کس کے سر سبز دیاروں کو لہو رولتے آفاق میں ڈھالا کس نے
امنِ عالم کے خداوندوں کا یہ فلسفہ ہے
کہ جو باشندۂ مغرب ہے وہ باشندۂ آفاق بھی ہے
اس کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر' وہی زندگیوں کا ہے خداوند
کہ سورج جو یہ مشرق سے نکلتا ہے تو اس پر بھی اسی کا حق ہے
روشنی ساری زمیں پر جو بکھرتی ہے تو کیا
صبح مشرق سے اترتی ہے تو کیا
کرۂ خاک کے ہر قریے میں ایک ایک کرن لے کے ابھرتی ہے تو کیا
"جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا ہے" وہی سورج کا خداوند بھی ہے
امن عالم کے خداوندوں کا یہ فلسفہ در پردۂ امن
خطۂ شرق کے دم توڑتے انسانوں سے اک جنگ کا اعلان بھی ہے
امن کے نام پہ اس جنگ کا اعلان مگر
برتر اقوام کے مغرور خداؤں کی عنایات کا تاوان بھی ہے
اور منطق ہے یہ کچھ مصلحت اندیشوں کی
امن غیرت کے بدل میں بھی جو مل جائے تو یہ جنگ سے بہتر ہوگا
لیکن ان حیلہ گروں سے کوئی کہہ دے کہ یہ امن
خطۂ غرب کی جاگیر نہیں
امن' محکوم مسلمان پہ تعزیز نہیں
امن ایمان کی موت
امن پروردہ تہذیب کی اور صرف مسلمان کی موت
امن مشرق کے سسکتے ہوئے انسان کی موت
امن افغان کی موت

خالد علیم

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com